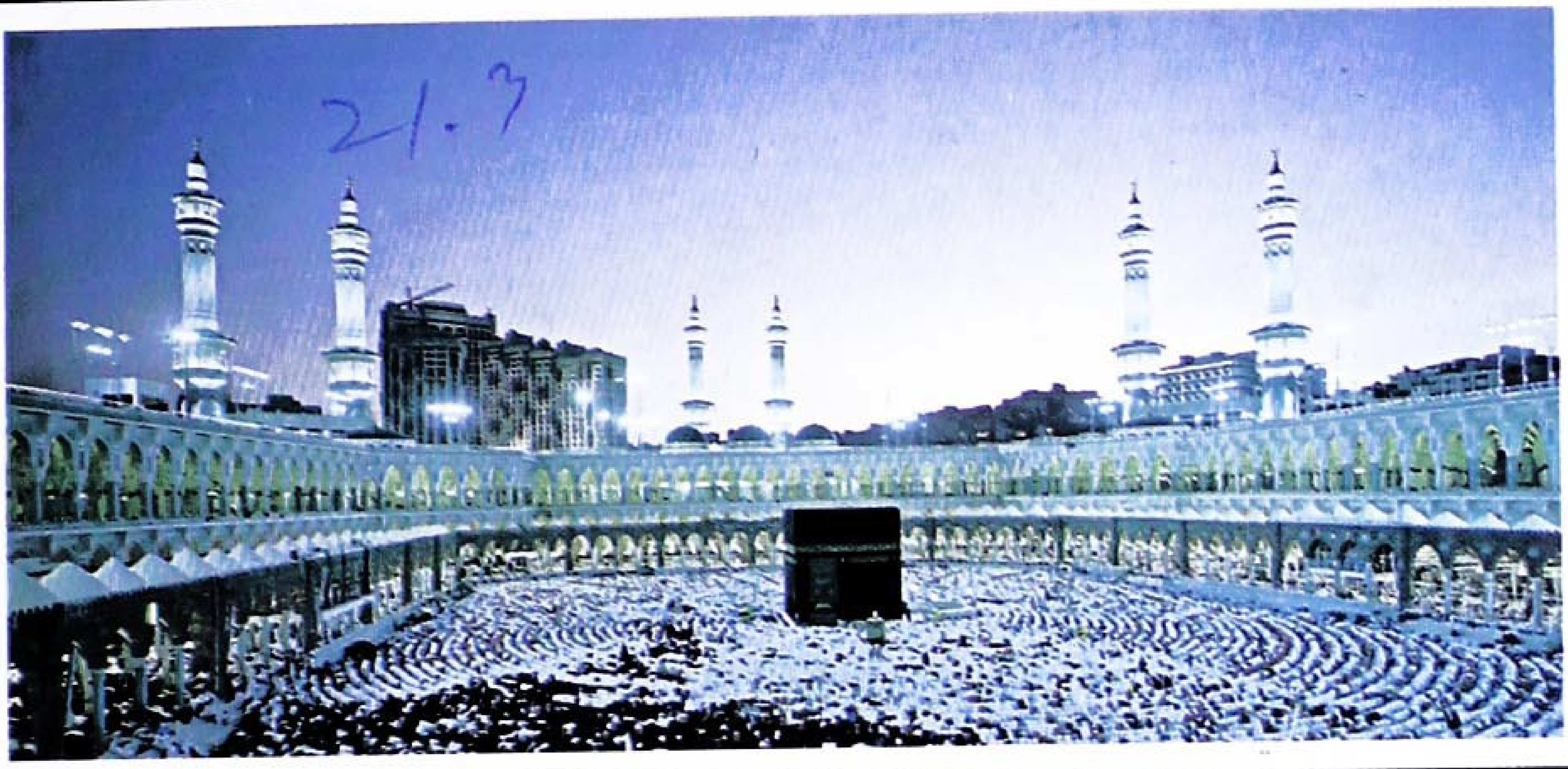

خصائص اسمائے الحسنیٰ

فرید بک سٹال (رجسٹرڈ)
۳۸۔ اردو بازار لاہور

Marfat.com

Marfat.com

اَیًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى

(الاسراء ۱۷/۱۱۰)

خصائص

الاسماء الحسنیٰ

ذخیرہ
میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی
لاہور پاکستان

معانی و مطالب اور فوائد و برکات اسماء الحسنیٰ

مصنف

مولانا محمد واحد بخش غوثوی مہاروی

ناشر

فرید بک سٹال (رجسٹرڈ) ۳۸ - اردو بازار لاہور

Marfat.com

Copyright ©
All Rights reserved
This book is registered under the copyright act. Reproduction of any part, line, paragraph or material from it is a crime under the above act.

جملہ حقوق محفوظ ہیں
یہ کتاب کاپی رائٹ ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ ہے، جس کا کوئی جملہ، پیرہ، لائن یا کسی قسم کے مواد کی نقل یا کاپی کرنا قانونی طور پر جرم ہے۔

85160

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فرید بُک سٹال ۳۸۔اُردو بازار لاہور

مطبع : رومی پبلیکیشنز اینڈ پرنٹرز لاہور
طبع باراوّل: رمضان 1425ھ/اکتوبر 2004ء
ہدیہ : -[redacted] روپے

Farid Book Stall®
Phone No:092-42-7312173-7123435
Fax No.092-42-7224899
Email:info@faridbookstall.com
Visit us at:www.faridbookstall.com

فرید بُک سٹال (رجسٹرڈ) ۳۸۔اُردو بازار لاہور
فون نمبر ۷۱۲۳۴۳۵-۷۳۱۲۱۷۳-۴۲-۰۹۲
فیکس نمبر ۷۲۲۴۸۹۹-۴۲-۰۹۲
ای۔میل : info@faridbookstall.com
ویب سائٹ : www.faridbookstall.com

ذخیرہ

فہرس

خصائص اسماء الحسنیٰ

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر	نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
	☆ باب اوّل		17	القدوس جل جلالہ کی تشریح	41
1	اسمائے حسنیٰ کے حفظ کرنے اور		18	برکات القدوس جل جلالہ	43
	روزانہ پڑھنے کی برکت	6	19	السلام جل جلالہ کی تشریح	44
2	اسمائے حسنیٰ کی تعداد کی بحث	7	20	برکات السلام جل جلالہ	47
	اللہ تعالیٰ کے اسمائے مبارکہ کے		21	المومن جل جلالہ کی تشریح	48
3	توفیقی ہونے کی تحقیق	9	22	نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت	51
4	اسم اعظم کی تحقیق	13	23	برکات المومن جل جلالہ	53
	☆ باب دوم		24	المہیمن جل جلالہ کی تشریح	53
5	تذکرہ اسمائے حسنیٰ مع ترجمہ	16	25	برکات المہیمن جل جلالہ	55
6	بقایا اسمائے حسنیٰ مع ترجمہ	19	26	العزیز جل جلالہ کی تشریح	56
7	مفرد اسمائے حسنیٰ کا ترجمہ	20	27	برکات العزیز جل جلالہ	58
8	مرکب اسمائے حسنیٰ کا ترجمہ	21	28	الجبار جل جلالہ کی تشریح	58
	☆ باب سوم		29	برکات الجبار جل جلالہ	62
	اسمائے حسنیٰ کے فضائل و برکات	24	30	المتکبر جل جلالہ کی تشریح	63
9	لفظ اللہ کی تحقیق	24	31	متکبر و مستکبر میں فرق	65
10	خواص اسم اللہ جل جلالہ	28	32	برکات المتکبر جل جلالہ	67
11	برکات اسم اللہ جل جلالہ	31	33	الخالق جل جلالہ کی تشریح	68
12	الرحمٰن جل جلالہ، الرحیم جل جلالہ	31	34	برکات الخالق جل جلالہ	70
13	الرحمٰن کی برکات	34	35	الباری جل جلالہ کی تشریح	71
14	الرحیم کی برکات	35	36	برکات الباری جل جلالہ	71
15	الملک جل جلالہ کی تشریح	36	37	المصور جل جلالہ کی تشریح	72
16	برکات الملک جل جلالہ	39	38	برکات المصور جل جلالہ	75

Marfat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
39	الغفار جل جلالہ کی تشریح	75
40	برکات الغفار جل جلالہ	78
41	القہار جل جلالہ کی تشریح	79
42	برکات القہار جل جلالہ	80
43	الوہاب جل جلالہ کی تشریح	80
44	برکات الوہاب جل جلالہ	83
45	الرزاق جل جلالہ کی تشریح	84
46	رزق کا لغوی معنی	84
47	برکات الرزاق جل جلالہ	88
48	الفتاح جل جلالہ کی تشریح	89
49	برکات الفتاح جل جلالہ	92
50	العلیم جل جلالہ کی تشریح	93
51	برکات العلیم جل جلالہ	96
52	القابض جل جلالہ کی تشریح	97
53	الباسط جل جلالہ کی تشریح	97
54	قبض اور بسط کا معنیٰ	98
55	برکات یا قابض جل جلالہ	99
56	برکات یا باسط جل جلالہ	100
57	الخافض جل جلالہ کی تشریح	100
58	الرافع جل جلالہ کی تشریح	100
59	رفع جسمانی کے متعلق قرآنی آیات	102
60	رفع مرتبی کے متعلق قرآنی آیات	103
61	برکات الخافض جل جلالہ	105
62	برکات الرافع جل جلالہ	106
63	المعز جل جلالہ کی تشریح	107
64	المذل جل جلالہ کی تشریح	107
65	برکات المعز جل جلالہ	110
66	برکات المذل جل جلالہ	110
67	السمیع جل جلالہ کی تشریح	111
68	برکات السمیع جل جلالہ	113
69	البصیر جل جلالہ کی تشریح	114
70	برکات البصیر جل جلالہ	116
71	اللطیف جل جلالہ کی تشریح	116
72	برکات لطیف جل جلالہ	120
73	الحکم جل جلالہ کی تشریح	121
74	برکات الحکم جل جلالہ	122
75	العدل جل جلالہ کی تشریح	123
76	برکات العدل جل جلالہ	124
77	الخبیر جل جلالہ کی تشریح	125
78	برکات الخبیر جل جلالہ	125
79	الحلیم جل جلالہ کی تشریح	126
80	برکات الحلیم جل جلالہ	127
81	العظیم جل جلالہ کی تشریح	128
82	برکات العظیم جل جلالہ	130
83	الغفور جل جلالہ کی تشریح	130
84	برکات الغفور جل جلالہ	132
85	الشکور جل جلالہ کی تشریح	132
86	برکات الشکور جل جلالہ	133

Marfat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
87	العلی ﷻ کی تشریح	134
88	برکات العلی ﷻ	135
89	الکبیر ﷻ کی تشریح	136
90	برکات الکبیر ﷻ	137
91	الحفیظ ﷻ کی تشریح	138
92	برکات الحفیظ ﷻ	140
93	المقیت ﷻ کی تشریح	140
94	برکات المقیت ﷻ	142
95	الحسیب ﷻ کی تشریح	142
96	برکات الحسیب ﷻ	144
97	الجلیل ﷻ کی تشریح	144
98	برکات الجلیل ﷻ	145
99	الکریم ﷻ کی تشریح	146
100	برکات الکریم ﷻ	147
101	الرقیب ﷻ کی تشریح	148
102	برکات الرقیب ﷻ	148
103	المجیب ﷻ کی تشریح	149
104	برکات المجیب ﷻ	150
105	الواسع ﷻ کی تشریح	151
106	برکات الواسع ﷻ	152
107	الحکیم ﷻ کی تشریح	153
108	برکات الحکیم ﷻ	155
109	الودود ﷻ کی تشریح	156
110	برکات الودود ﷻ	158
111	المجید ﷻ کی تشریح	158
112	برکات المجید ﷻ	159
113	الباعث ﷻ کی تشریح	160
114	الشہید ﷻ کی تشریح	162
115	برکات الشہید ﷻ	163
116	الحق ﷻ کی تشریح	164
117	برکات الحق ﷻ	166
118	الوکیل ﷻ کی تشریح	166
119	برکات الوکیل ﷻ	167
120	القوی ﷻ کی تشریح	168
121	برکات القوی ﷻ	169
122	المتین ﷻ کی تشریح	170
123	برکات المتین ﷻ	171
124	الولی ﷻ کی تشریح	171
125	برکات الولی ﷻ	173
126	الحمید ﷻ کی تشریح	173
127	برکات الحمید ﷻ	174
128	المحصی ﷻ کی تشریح	175
129	برکات المحصی ﷻ	176
130	المبدی ﷻ کی تشریح	177
131	المعید ﷻ کی تشریح	177
132	برکات المبدی ﷻ	178
133	برکات المعید ﷻ	178
134	المحیی ﷻ کی تشریح	179

Marfat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
135	المميت ﷻ کی تشریح	179
136	برکات المحیی ﷻ	180
137	برکات الممیت ﷻ	181
138	الحی ﷻ کی تشریح	181
139	برکات الحی ﷻ	183
140	القیوم ﷻ کی تشریح	183
141	برکات القیوم ﷻ	185
142	الواجد ﷻ کی تشریح	185
143	برکات الواجد ﷻ	188
144	الماجد ﷻ کی تشریح	189
145	برکات الماجد ﷻ	189
146	الواحد ﷻ کی تشریح	190
147	برکات الواحد ﷻ	192
148	الصمد ﷻ کی تشریح	193
149	برکات الصمد ﷻ	195
150	القادر ﷻ کی تشریح	196
151	برکات القادر ﷻ	197
152	المقتدر ﷻ کی تشریح	198
153	برکات المقتدر ﷻ	198
154	المقدم ﷻ کی تشریح	199
155	الموخر ﷻ کی تشریح	199
156	الاوّل ﷻ کی تشریح	200
157	الاخر ﷻ کی تشریح	200
158	لفظ اوّل سے توحید باری تعالیٰ کا اثبات	202
159	برکات الاول ﷻ	203
160	برکات الاخر ﷻ	203
161	الظاہر ﷻ کی تشریح	204
162	الباطن ﷻ کی تشریح	204
163	برکات الظاہر والباطن ﷻ	207
164	الوالی ﷻ کی تشریح	207
165	برکات الوالی ﷻ	208
166	المتعالی ﷻ کی تشریح	208
167	برکات المتعالی ﷻ	210
168	البر ﷻ کی تشریح	210
169	التواب ﷻ کی تشریح	213
170	قرآن وسنت میں توبہ کا بیان	214
171	برکات التواب ﷻ	217
172	المنتقم ﷻ کی تشریح	217
173	برکات المنتقم ﷻ	219
174	العفو ﷻ کی تشریح	220
175	برکات العفو ﷻ	222
176	الرؤف ﷻ کی تشریح	222
177	برکات الرؤف ﷻ	224
178	مالک الملک ﷻ کی تشریح	225
179	برکات مالک الملک ﷻ	227
180	ذوالجلال والاکرام ﷻ کی تشریح	227
181	برکات ذوالجلال والاکرام ﷻ	229
182	المقسط ﷻ کی تشریح	230

Marfat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
183	برکات المقسط ﷻ	232
184	الجامع ﷻ کی تشریح	232
185	الغنی ﷻ کی تشریح	235
186	برکات الغنی ﷻ	236
187	المغنی ﷻ کی تشریح	237
188	برکات المغنی ﷻ	239
189	المانع ﷻ کی تشریح	240
190	برکات المانع ﷻ	241
191	الضار، النافع ﷻ کی تشریح	241
192	برکات الضار ﷻ	242
193	برکات النافع ﷻ	243
194	النور ﷻ کی تشریح	243
195	برکات النور ﷻ	245
196	الہادی ﷻ کی تشریح	245
197	برکات الہادی ﷻ	247
198	البدیع ﷻ کی تشریح	248
199	بدعت کی اقسام	249
200	برکات البدیع ﷻ	251
201	الباقی ﷻ کی تشریح	251
202	برکات الباقی ﷻ	253
203	الوارث ﷻ کی تشریح	254
204	برکات الوارث ﷻ	255
205	الرشید ﷻ کی تشریح	255
206	برکات الرشید ﷻ	257
207	الصبور ﷻ کی تشریح	257
208	برکات الصبور ﷻ	260

Marfat.com

Marfat.com

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

قابل صد احترام قارئین کرام! آپ حضرات سے یہ بات مخفی نہیں ہے کہ موجودہ پُر فتن دور میں دین اسلام سے غفلت و دوری اور اسلامی تعلیمات سے بے خبری‘ مال و دولت کے حرص و لالچ اور مادہ پرستی نے بنی نوع انسان کو افراتفری‘ نفسا نفسی‘ شقاوت قلبی اور ذہنی انتشار میں مبتلا کر دیا ہے۔ جس کی وجہ سے ہر انسان بے قرار و پریشان ہے‘ نہ قلبی سکون رہا ہے اور نہ ذہنی اطمینان میسر ہے‘ لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ پھر سے انسان کا تعلق کائنات کے خالق و مالک اللہ رب العالمین جل جلالہ اور اس کے حبیب اکرم رسول مکرم محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم سے استوار کیا جائے‘ اس ضرورت کے پیش نظر اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ کے اسمائے مبارکہ کے معانی و مطالب کی تشریح اور ان کے فوائد و برکات پر مشتمل یہ مختصر کتاب مستطاب قارئین کرام کی نظر کر رہا ہوں۔ اور اس کے بعد حضور نبی کریم رؤف ورحیم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے مبارکہ کے معانی و مطالب کی تشریح اور فوائد و برکات پر اسی طرح مختصر کتاب پیش کی جائے گی انشاءاللہ العزیز۔ تاکہ ہر انسان اپنے خالق و مالک اللہ تبارک وتعالیٰ وحدہ لاشریک اور اپنے مرشد برحق ہادیٔ سبل مولائے کل حضرت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روحانی تعلق اور رشتہ قائم کر سکے۔ نہایت خلوص قلب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالیہ میں عاجزانہ التجاء و دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلہء جلیلہ سے اس کتاب کو شرف قبولیت عامہ و تامہ عطا فرمائے اور میرے لیے ذریعہء نجات بنائے۔ آمین ثم آمین۔

احقر العباد محمد واحد بخش غوثوی مہاروی

Marfat.com

باب اول

اسمائے حسنیٰ کے حفظ کرنے اور روزانہ پڑھنے کی برکت

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

للّٰہ تسعة و تسعون اسماً مائة الا واحدا لا یحفظها احد الا دخل الجنة۔ (بخاری و مسلم)	اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں یعنی ایک کم سو، جو شخص ان کو یاد کر لے گا وہ جنت میں جائے گا۔

(۲) سرکار ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد مبارک فرمایا:

للّٰہ تسعة و تسعون اسماً من حفظها دخل الجنة وإن اللّٰه وتر یحب الوتر۔ (صحیح مسلم)	اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں، جس نے ان کو یاد کر لیا، وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اور بیشک اللہ وتر (واحد، طاق) ہے اور وتر (وحدت) کو پسند کرتا ہے۔

(۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان للّٰہ تسعة و تسعین اسماً مائة غیر واحدة من احصاها دخل الجنة (جامع ترمذی شریف)	بیشک اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں یعنی ایک کم سو۔ جس نے ان کو یاد کر لیا وہ جنت میں جائے گا۔

Marfat.com

(۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور سید عالم فخر آدم و بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان للّٰہ تسعة و تسعین اسماء مائة الا واحدا انه وتر یحب الوتر من حفظها دخل الجنة۔

اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں یعنی ایک کم سو۔ اللہ تعالیٰ وتر (واحد) ہے اور وتر (وحدت) کو پسند کرتا ہے، جس نے ان کو یاد کرلیا وہ جنت میں جائے گا۔ (سنن ابن ماجہ شریف)

اسمائے حسنیٰ کی تعداد کی بحث

یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسمائے حسنیٰ کی تعداد کے متعلق علمائے اسلام کے اقوال مبارکہ بھی ذکر کر دیئے جائیں تاکہ یہ واضح ہو سکے کہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے گرامی صرف ننانوے نہیں ہیں۔ باقی رہا یہ کہ مذکورہ بالا احادیث مبارکہ میں اسمائے حسنیٰ کی تعداد ننانوے بیان کی گئی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ان ناموں کو یاد کرنا جنتی ہونے کا ذریعہ ہے، یہ مطلب نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کی تعداد صرف ننانوے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسمائے گرامی ایک روایت کے مطابق ایک ہزار ہیں۔ (ماخوذ من تفسیر نور العرفان) نیز علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ بعض علمائے دین نے قرآن و سنت سے اللہ تعالیٰ کے ایک ہزار نام نکالے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر جلد دوم) چنانچہ مسند امام احمد میں ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور سید دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کبھی کسی شخص کو کوئی غم و رنج پہنچے تو وہ شخص یہ دعا پڑھ لیا کرے:

اللهم انی عبدک وابن عبدک وابن امتک ناصیتی بیدک ماض فی حکمک عدل فی قضاء ک اسئلک بکل اسم

یااللہ میں تیرا بندہ ہوں اور تیرے غلام کا بیٹا ہوں اور تیری لونڈی کا جایا ہوں۔ میری پیشانی تیرے ہاتھ میں ہے۔ تیرا حکم مجھ پر جاری ہے۔ تیرا فیصلہ میرے لیے عین

Marfat.com

ھولک سمیت بہ نفسک وانزلتہ فی کتابک او علمتہ احدا من خلقک او استاثرت بہ فی علم الغیب عندک ان تجعل القرآن العظیم ربیع قلبی و نور صدری و جلاء حزنی وذھاب ھمی (تفسیر ابن کثیر جلد دوم' روح المعانی الجزء التاسع' معارف الاسماء بحوالہ مجمع الزوائد' مسند امام احمد' ابویعلیٰ' بزاز' ابن حبان)

انصاف ہے۔ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیرے ہر نام کے ذریعے سے جو بھی تیرا نام ہے اور جس نام سے بھی تو نے اپنی ذات کو موسوم کیا ہے یا جس نام کو تو نے اپنی کتاب میں نازل کیا ہے یا جو بھی نام تو نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو سکھلایا ہے یا جو نام بھی تو نے اپنے خزانہء غیب میں محفوظ رکھا ہے کہ تو قرآن عظیم کو میرے دل کی بہار' میرے سینہ کا نور' میرے غم و رنج کی روشنی اور میرے رنج و غم کو دور کرنے والا بنا دے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ہم یہ دعا یاد نہ کرلیں تو آپ نے ارشاد فرمایا: صرف یہی نہیں بلکہ جو بھی اس دعا کو سنے اسے چاہیے کہ یاد کرلے۔

اس حدیث مبارکہ میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسمائے حسنیٰ ننانوے میں محدود نہیں' کیونکہ انزلتہ فی کتابک (جس نام کو تو نے اپنی کتاب میں اتارا ہے) میں تمام کتب سماویہ آجاتی ہیں کیونکہ حدیث میں لفظِ کتاب بطور جنس استعمال ہوا ہے۔ لہٰذا حدیث مذکورہ بالا ان تمام اسماء الحسنیٰ کا احاطہ کرلیتی ہے جو عربی کے سوا کسی اور زبان میں کسی رسول و نبی کو بتائے گئے ہیں۔ (معارف) چنانچہ امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں کہ میں نے بعض کتب تذکیر میں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کے پانچ ہزار نام ہیں' ایک ہزار نام قرآن کریم میں اور ایک ہزار احادیث صحیحہ میں' ایک ہزار توراۃ میں' ایک ہزار انجیل میں' ایک ہزار زبور میں اور ایک ہزار لوح محفوظ میں ہیں جو بنی نوع انسان کی دسترس سے باہر ہیں۔

(تفسیر کبیر جلد اول)

علامہ سید محمود آلوسی حنفی بغدادی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا حدیث سے صراحت کے ساتھ ثابت ہے کہ اسمائے حسنیٰ

Marfat.com

صرف ننانوے میں محصور نہیں ہیں۔ چنانچہ امام محی الدین نووی نے بیان کیا ہے کہ تمام علمائے اسلام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جن ننانوے ناموں کے یاد کرنے پر دخول جنت کا وعدہ کیا گیا ہے وہ احادیث مبارکہ اس بات کے منافی نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نام ان کے علاوہ اور نہیں ہیں کیونکہ علامہ ابوبکر ابن العربی نے بعض علمائے دین سے نقل کیا ہے کہ اللہ سبحانہ کے نام ایک ہزار ہیں۔ پھر فرمایا یہ بھی قلیل ہیں۔ دوسرے بعض علماء نے کہا اللہ تعالیٰ کے نام چند ہزار ہیں علاوہ ازیں صوفیاء کرام فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کے بے شمار نام ہیں جن کو شمار نہیں کیا جا سکتا۔ (تفسیر روح المعانی ج ۹، تفسیر الخازن ج ۲)

علامہ شیخ اسماعیل حقی حنفی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: کہ اللہ تعالیٰ کے نام مبارک صرف انہی ننانوے کی تعداد میں محصور نہیں بلکہ عقیدہ یہ رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے نام ان گنت اور بے شمار ہیں۔ (تفسیر روح البیان پارہ ۹)

علامہ عارف باللہ الشیخ احمد بن محمد الصاوی المالکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: کہ احادیث مبارکہ میں ننانوے (۹۹) ناموں کی تعداد دخول جنت اور استجابت دعا کے لحاظ سے ہے ورنہ بعض علماء نے ایک ہزار ناموں کی تعداد بتائی ہے۔ اور بعض علماء نے کہا اللہ تعالیٰ کے ناموں کی تعداد انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تعداد (کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار) کے مطابق ہے۔ ہر پیغمبر نے ایک نام خدا سے استمداد کی جبکہ ہمارے پیغمبر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام ناموں سے استمداد کی ہے۔ (تفسیر صاوی الجزء الثانی)

اللہ تعالیٰ کے اسمائے مبارکہ کے توقیفی ہونے کی تحقیق

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَیًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی ۚ (بنی اسرائیل: ۱۱۰)

آپ فرمایئے اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر پکارو، جس نام سے اسے پکارو اس کے سارے نام (ہی) اچھے ہیں۔

شان نزول: ایک رات حضور سرور دو عالم فخر آدم و بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم یاد

Marfat.com

الٰہی میں مصروف تھے اور نماز کے بعد سر سجدہ میں رکھ کر یا اللہ یا رحمٰن پکار رہے تھے کہ ابو جہل نے سنا تو حیران ہو کر رہ گیا اور کہنے لگا یہ ہمیں تو ہمارے کئی خداؤں کو پکارنے سے روکتا ہے اور ہمیں توحید کی دعوت دیتا ہے اور آج خود دو خداؤں کو پکار رہا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا آیت کریمہ نازل فرما کر اس کے اس شبہ کا ازالہ کر دیا ہے کہ اللہ اور رحمٰن دو الگ الگ ذاتوں کے نام نہیں بلکہ جس ہستی کا علم ذاتی اللہ ہے اسی کا صفاتی نام رحمٰن ہے اور اللہ تعالیٰ کے کئی نام ہیں ہر نام اللہ تعالیٰ کی کسی صفت کمال پر دلالت کرتا ہے۔ اس کے اسمائے حسنیٰ میں سے جس اسم سے بھی اس کو پکارا جائے درست ہے۔

(روح المعانی ۱۵، خازن ۲، روح البیان ۱۵، مظہری ۷، خزائن العرفان، ضیاء القرآن ۲، نور العرفان)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے:

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا (الاعراف: ۱۸۰)

اور اللہ تعالیٰ ہی کے سارے تمام بہت اچھے ہیں تو اسے ان ناموں سے پکارو۔

اللہ تعالیٰ کی شان قدوسیت اور سبوحیت پر دلالت کرنے والے بڑے پیارے پیارے اور معنی خیز نام ہیں، جب تم اللہ تعالیٰ کو یاد کرو تو ان پیارے پیارے ناموں سے یاد کرو۔ اپنی طرف سے اس کے لیے نئے نئے نام نہ گھڑو کیونکہ تم اس کی رفعت شان کو نہیں پہچان سکتے۔ مبادا تمہاری زبان سے کوئی ایسا کلمہ نکل جائے جو اس کی شان خداوندی کے شایان نہ ہو اور پھر تمہیں الٹا لینے کے دینے پڑ جائیں۔ (تفسیر ضیاء القرآن ج دوم)

مذکورہ بالا دونوں آیات اور تفسیر سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نام توقیفی ہیں جس کا مطلب ہے کہ جن اسماء مبارکہ کو اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول اکرم نے اسماء الٰہی بتایا ہے۔ ان کے علاوہ اللہ تعالیٰ کو کسی اور نام سے یاد کرنا، پکارنا یا اسے اللہ تعالیٰ کا نام قرار دینا جائز نہیں۔

علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی لکھتے ہیں:

اسمائے حسنیٰ میں اختلاف ہے آیا یہ توقیفی ہیں یا نہیں۔ توقیفی کا مطلب یہ ہے کہ کتاب وسنت کی نص کے علاوہ کسی اسم کا اللہ تعالیٰ پر اطلاق جائز نہ ہو۔ امام فخر الدین رازی نے یہ کہا ہے کہ ہمارے اصحاب کا مشہور قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء توقیفی ہیں، البتہ اس

Marfat.com

پر سب کا اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ پر کسی ایسے اسم یا صفت کا اطلاق جائز نہیں ہے جس سے نقص کا وہم ہو۔

امام ابوالقاسم قشیری نے کہا کہ کتاب وسنت اور اجماع سے جن اسماء کا ثبوت ہو ان اسماء کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر جائز ہے اور جس اسم کا ان میں ثبوت نہ ہو تو اس کا اطلاق جائز نہیں۔ خواہ اس کا معنٰی صحیح ہو۔ ضابطہ یہ ہے کہ ہر وہ لفظ جس کے اطلاق کا شریعت میں ثبوت ہو عام ازیں کہ وہ مشتق ہو یا غیر مشتق وہ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہے اور ہر وہ لفظ جس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف صحیح ہے، عام ازیں کہ اس میں تاویل ہو یا نہ ہو وہ اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ہے اور اس پر اسم کا اطلاق بھی ہوتا ہے۔

امام رازی نے کہا کہ وہ الفاظ جو اللہ تعالیٰ کی صفات پر دلالت کرتے ہیں ان کی تین قسمیں ہیں۔ پہلی قسم کی تفصیل یہ ہے:

(۱) جن صفات کا اللہ تعالیٰ کے لیے ثبوت قطعی ہے ان کا اطلاق مفرد اور مضاف دونوں اعتبار سے صحیح ہے، جیسے قادر، قاہر، یا فلاں پر قادر، فلاں پر قاہر۔

(۲) جن صفات کا بہ طور مفرد اطلاق صحیح ہے اور بطور مضاف خاص شرائط کے ساتھ صحیح ہے، مثلاً خالق یا ہر چیز کا خالق کہنا صحیح ہے۔ لیکن بندر اور خنزیر کا خالق کہنا صحیح نہیں ہے۔

(۳) جن صفات کا بطور مضاف اطلاق صحیح ہے اور بطور مفرد صحیح نہیں ہے مثلاً منشی کہنا صحیح نہیں ہے اور منشی الخلق کہنا صحیح ہے۔

دوسری قسم وہ ہے کہ اگر شریعت میں اس کا سماع ثابت ہو تو اس کا اطلاق کیا جائے ورنہ نہیں اور تیسری قسم وہ ہے کہ شریعت میں اس کا بحیثیت افعال سماع ہے تو انہی کا اطلاق کیا جائے گا اور ان پر قیاس کر کے ان کے مشتقات کا اطلاق نہیں کیا جائے گا۔ جیسے "مَكَرَ اللّٰهُ۔ وَيَسْتَهْزِئُ بِهِمْ۔" سو اللہ تعالیٰ پر ماکر اور مستھزی کا اطلاق نہیں کیا جائے گا۔ (فتح الباری ج ۱۱)

علامہ آلوسی حنفی لکھتے ہیں:

خلاصۂ بحث یہ ہے کہ علمائے اسلام کا اس پر اتفاق ہے کہ جن اسماء اور صفات

Marfat.com

کے اطلاق کا اذن شرعی ثابت ہے۔ ان کا اللہ تعالیٰ کی ذات پر اطلاق جائز ہے اور جن کی ممانعت ثابت ہے ان کا اطلاق منع ہے' اور جن اسماء کا شریعت میں نہ اذن ہو اور نہ ممانعت ہو ان کے اطلاق میں اختلاف ہے۔ بشرطیکہ وہ ان اسماء میں سے نہ ہوں جو باقی لغات (زبانوں) میں اللہ تعالیٰ کے لیے علم (نام) ہوں' کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر اسماء کا اطلاق بطور اعلام (ناموں) کے کسی کے نزدیک محل نزاع (اختلاف کا باعث) نہیں۔ نیز ان اسماء کا اطلاق نقص کا موہم نہ ہو بلکہ مدح کا مظہر ہو۔ بہر حال ایسے اسماء کے اطلاق کو اہل حق نے منع کیا ہے اور جمہور معتزلہ نے جائز کہا ہے' قاضی ابو بکر کا میلان بھی اسی طرف ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ پر خدا اور تنکری کا اطلاق جائز ہے اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ لہٰذا اس پر اجماع ہو گیا۔ لیکن یہ استدلال مردود ہے کیونکہ اگر اجماع ثابت ہو تو اذن شرعی کے ثبوت کے لیے کافی ہے جبکہ بحث ان اسماء کے اطلاق میں ہے جن کے لیے اذن شرعی نہ ہو۔

(روح المعانی ج۹)

علامہ تفتازانی لکھتے ہیں:

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ پر موجود' واجب' قدیم وغیرہا کا اطلاق کیسے صحیح ہوگا کیونکہ ان کا شریعت میں ثبوت نہیں ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان کا اطلاق اجماع سے ثابت ہے اور اجماع بھی دلائل شرعیہ میں سے ہے۔ (شرح العقائد) علامہ میر سید شریف لکھتے ہیں اللہ تعالیٰ کے اسماء توقیفی ہیں' یعنی ان کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر اذن شرعی پر موقوف ہے' اور یہ بحث ان اسماء میں نہیں ہے جو لغات میں بطور علم اللہ تعالیٰ کے لیے وضع کیے گئے ہیں بلکہ بحث ان اسماء میں ہے جو صفات اور افعال سے ماخوذ ہیں' سو ان اسماء میں معتزلہ اور کرامیہ کا مذہب یہ ہے کہ جب عقل کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا کسی صفت سے متصف ہونا صحیح ہو تو اس کا اطلاق جائز ہے خواہ شریعت میں اس کا ثبوت ہو یا نہ ہو۔ اور ہمارے اصحاب میں سے قاضی ابو بکر نے یہ کہا کہ جب کوئی لفظ ایسے معنیٰ پر دلالت کرے' جو اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت ہو اور اس میں نقص کا وہم نہ ہو تو اس کا اطلاق جائز ہے۔

(شرح مواقف)

اس بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ اختلاف صرف ان اسماء میں ہے جو صفات اور افعال

Marfat.com

سے ماخوذ ہیں۔ باقی رہے وہ اسماء جولغات (زبانوں) میں اللہ تعالیٰ کے لیے اعلام (ذاتی نام) ہیں تو ان کے اطلاق کے جواز پر سب کا اتفاق ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ پر خدا کا اطلاق اجماع اور اتفاق سے ثابت ہے اور اس میں کسی قسم کا اختلاف نہیں ہے۔

(ماخوذ بتصرف قلیل من شرح مسلم ج سابع)

اِسم اعظم کی تحقیق

علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

امام ابوجعفر طبری، امام ابوالحسن الاشعری، امام ابوحاتم ابن حبان، قاضی ابوبکر باقلانی وغیرہ نے اسم اعظم کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعض اسماء کو بعض دوسرے اسماء پر فضیلت دینا جائز نہیں ہے۔ اور امام مالک نے اللہ تعالیٰ کے کسی اسم کو اعظم کہنا مکروہ قرار دیا ہے، اور جن احادیث میں اسم اعظم کا ذکر ہے اس سے مراد عظیم ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء عظیم ہیں۔ امام ابوجعفر طبری نے کہا میرے نزدیک اس سلسلہ میں تمام اقوال صحیح ہیں کیونکہ کسی حدیث میں یہ نہیں ہے کہ فلاں اسم اعظم ہے اور کوئی اسم اس سے زیادہ اعظم نہیں۔ امام ابن حبان نے کہا کہ کسی اسم کے اعظم ہونے کا یہ مطلب ہے کہ اس اسم کے ساتھ دعا کرنے والے کو عظیم اجر ملے گا۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اور حضرت جنید وغیرہ نے کہا ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے جس اسم میں ڈوب کر یقین کامل اور اخلاص قلبی کے ساتھ دعا کرے وہی اسم اعظم ہے۔ اور بعض علماء نے کہا کہ اسم اعظم کا علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اور اس نے مخلوق میں سے کسی شخص کو اس پر مطلع نہیں کیا۔

اور بعض دیگر علماء اسم اعظم کے ثبوت کے قائل ہیں اور اس کی تعیین میں ان کا اختلاف ہے اور اس سلسلہ میں کل چودہ (۱۴) اقوال ہیں۔

(۱) امام فخر الدین رازی نے بعض اہل کشف سے نقل کیا ہے کہ اسم اعظم ''ھو'' ہے۔

(۲) اسم اعظم ''اَللّٰہُ'' ہے، کیونکہ یہی وہ اسم ہے جس کا اللہ تعالیٰ کے غیر پر اطلاق نہیں ہوتا۔

Marfat.com

(۳) اسم اعظم ''اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ'' ہے۔اس سلسلہ میں امام ابن ماجہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک حدیث روایت کی ہے لیکن اس کی سند ضعیف ہے۔

(۴) اسم اعظم ''اَلرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ'' ہے۔ کیونکہ امام ترمذی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کا اسم اعظم ان دو آیتوں میں ہے: وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ اور سورہ آل عمران کی ابتدا اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ○ اس حدیث کو امام ابوداؤد اور امام ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔

(۵) اسم اعظم ''اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ'' ہے۔ کیونکہ امام ابن ماجہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اسم اعظم تین سورتوں میں ہے بقرہ، آل عمران اور طٰہٰ۔ حضرت ابوامامہ کہتے ہیں: میں نے ان سورتوں میں اسم اعظم کو تلاش کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ہے۔

امام فخر الدین رازی نے بھی اس کو ترجیح دی ہے اور کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور ربوبیت پر ان کی دلالت سب اسماء سے زیادہ ہے۔

(۶) ''اَلْحَنَّانُ الْمَنَّانُ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ'' امام احمد اور امام حاکم نے اس کو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے، سنن ابوداؤد اور سنن نسائی میں اس کی اصل ہے اور امام ابن حبان نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔

(۷) بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ اس کو امام ابویعلیٰ نے روایت کیا ہے۔

(۸) ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ اس کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے ''یَا ذَالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ'' کہا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی دعا قبول ہوگی۔

(۹) اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَ

Marfat.com

لَمْ یُوْلَدْ وَ لَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ O امام ابوداؤد، امام ترمذی، امام ابن ماجہ، امام ابن حبان اور امام حاکم نے اس کو حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اسم اعظم کی روایت کے سلسلہ میں اس روایت کی سند سب سے زیادہ قوی ہے۔

(۱۰) ''رب رب'' امام حاکم نے حضرت ابودرداء اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا کہ اللہ کا اسم اکبر رب رب ہے اور امام ابن ابی الدنیا نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ جب بندہ رب رب کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لبیک میرے بندے تو سوال کر تجھے دیا جائے گا۔

(۱۱) لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ O امام مسلم اور امام نسائی نے حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا کہ جو مسلمان ان کلمات کے ساتھ دعا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی دعا ضرور قبول فرمائے گا۔

(۱۲) هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ O امام رازی نے نقل کیا ہے کہ امام زین العابدین نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ ان کو اسم اعظم کی تعلیم دے تو انہوں نے خواب میں یہ کلمات دیکھے۔

(۱۳) اسم اعظم اسماء حسنیٰ میں مخفی ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا اسم اعظم ان اسماء میں سے ہے جن سے تم نے دعا کی ہے۔

(۱۴) اسم اعظم کلمۃ التوحید ہے۔ اس کو قاضی عیاض نے نقل کیا ہے۔

(شرح مسلم ج سابع بحوالہ فتح الباری ج ۱۱)

Marfat.com

باب دوم

تذکرہ اسمائے حسنیٰ مع ترجمہ

یہاں پہلے ان اسمائے حسنیٰ کو مع ترجمہ تحریر کر رہا ہوں، جن کو امام ترمذیؒ نے اپنی کتاب ''جامع ترمذی'' میں بیان کیا ہے۔ بقایا وہ اسمائے حسنیٰ جو قرآن مجید اور دیگر کتب احادیث میں بیان کیے گئے ہیں، ان کا تذکرہ بعد میں کیا جائے گا۔ نیز اختصار کے پیش نظر باب سوم میں صرف انہی اسمائے حسنیٰ کے معانی و مطالب اور فوائد و برکات بیان کیے جائیں گے جو صرف جامع ترمذی شریف میں منقول ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

اَللّٰهُ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ	اَلرَّحْمٰنُ	اَلرَّحِيْمُ	اَلْمَلِكُ	اَلْقُدُّوْسُ
اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں	بہت مہربان	نہایت رحم والا	بادشاہ حقیقی	ہر عیب سے پاک

اَلسَّلَامُ	اَلْمُؤْمِنُ	اَلْمُهَيْمِنُ	اَلْعَزِيْزُ	اَلْجَبَّارُ	اَلْمُتَكَبِّرُ
سلامت رکھنے والا	امن دینے والا	نگہبان	سب پر غالب	ٹوٹے دلوں کو جوڑنے والا	بزرگی والا

Marfat.com

اَلْخَالِقُ	اَلْبَارِئُ	اَلْمُصَوِّرُ	اَلْغَفَّارُ	اَلْقَهَّارُ	اَلْوَهَّابُ
پیدا کرنے والا	پیدا کرنے والا	تصویر بنانے والا	بہت بخشنے والا	سب سے طاقتور	بہت دینے والا
اَلرَّزَّاقُ	اَلْفَتَّاحُ	اَلْعَلِيْمُ	اَلْقَابِضُ	اَلْبَاسِطُ	اَلْخَافِضُ
بہت روزی دینے والا	سب سے بڑا مشکل کشا	سب کچھ جاننے والا	بند کرنے والا	کشادہ کرنے والا	پست کرنے والا
اَلرَّافِعُ	اَلْمُعِزُّ	اَلْمُذِلُّ	اَلسَّمِيْعُ	اَلْبَصِيْرُ	اَلْحَكَمُ
بلند کرنے والا	عزت دینے والا	ذلت دینے والا	خوب سننے والا	خوب دیکھنے والا	فیصلہ کرنے والا
اَلْعَدْلُ	اَللَّطِيْفُ	اَلْخَبِيْرُ	اَلْحَلِيْمُ	اَلْعَظِيْمُ	اَلْغَفُوْرُ
عدل کرنے والا	بڑا مہربان	ہر چیز سے خبردار	بڑے حوصلے والا	بہت بڑا	بہت بخشنے والا
اَلشَّكُوْرُ	اَلْعَلِيُّ	اَلْكَبِيْرُ	اَلْحَفِيْظُ	اَلْمُقِيْتُ	اَلْحَسِيْبُ
بہت قدر دان	بلند مرتبہ	سب سے بڑا	سب کا محافظ	قوت دینے والا	کفایت کرنے والا
اَلْجَلِيْلُ	اَلْكَرِيْمُ	اَلرَّقِيْبُ	اَلْمُجِيْبُ	اَلْوَاسِعُ	اَلْحَكِيْمُ
بڑے مرتبے والا	بڑا کریم	بڑا نگہبان	دعائیں قبول کرنے والا	بڑی وسعت والا	بہت بڑا دانا

اَلْوَدُوْدُ	اَلْمَجِيْدُ	اَلْبَاعِثُ	اَلشَّهِيْدُ	اَلْحَقُّ
بڑی محبت کرنے والا	بڑا بزرگ	رسولوں کو بھیجنے والا	حاضر و ناظر	سچا خدا

Marfat.com

اَلْوَكِيْلُ	اَلْقَوِيُّ	اَلْمَتِيْنُ	اَلْوَلِيُّ	اَلْحَمِيْدُ
بڑا کارساز	بہت بڑی قوت والا	مضبوط	مددگار	حمد وثنا کے لائق
اَلْمُحْصِيْ	اَلْمُبْدِئُ	اَلْمُعِيْدُ	اَلْمُحْيِيْ	اَلْمُمِيْتُ
شمار رکھنے والا	پہلی بار پیدا کرنے والا	دوبارہ پیدا کرنے والا	زندہ کرنے والا	مارنے والا
اَلْحَيُّ	اَلْقَيُّوْمُ	اَلْوَاجِدُ	اَلْمَاجِدُ	اَلْوَاحِدُ
زندہ	ہمیشہ قائم رہنے والا	پانے والا	بزرگی والا	اکیلا
اَلصَّمَدُ	اَلْقَادِرُ	اَلْمُقْتَدِرُ	اَلْمُقَدِّمُ	اَلْمُؤَخِّرُ
بے نیاز	بڑی قدرت والا	زبردست قدرت والا	آگے کرنے والا	پیچھے کرنے والا
اَلْاَوَّلُ	اَلْاٰخِرُ	اَلظَّاهِرُ	اَلْبَاطِنُ	اَلْوَالِيْ
سب سے پہلے	سب کے بعد	آشکار	پوشیدہ	مالک
اَلْمُتَعَالِيْ	اَلْبَرُّ	اَلتَّوَّابُ	اَلْمُنْتَقِمُ	اَلْعَفُوُّ
سب سے بلند	احسان کرنے والا	بہت توبہ قبول کرنے والا	بدلہ لینے والا	بہت معاف کرنے والا
	اَلرَّءُوْفُ	مَالِكُ الْمُلْكِ	ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ	اَلْمُقْسِطُ انصاف کرنے والا
	بہت مہربان	سارے ملکوں کا بادشاہ	بزرگی وانعام والا	

Marfat.com

اَلْجَامِعُ	اَلْغَنِیُّ	اَلْمُغْنِی	اَلْمَانِعُ	اَلضَّآرُّ
جمع کرنے والا	بے پرواہ	غنی بنانے والا	باز رکھنے والا	ضرر پہنچانے والا
اَلنَّافِعُ	اَلنُّوْرُ	اَلْهَادِیُ	اَلْبَدِیْعُ	اَلْبَاقِیُ
نفع دینے والا	روشنی والا	ہدایت دینے والا	نئے سرے سے پیدا کرنے والا	ہمیشہ رہنے والا
اَلْوَارِثُ	اَلرَّشِیْدُ		اَلصَّبُوْرُ	
مالک	سب کی رہنمائی کرنے والا		بڑا تحمل والا	

بقایا اسمائے حسنیٰ مع ترجمہ

خیال میں رہے کہ یہاں صرف وہ اسماء ذکر کیے جا رہے ہیں کہ نہ تو امام ترمذی نے ان کو روایت کیا ہے اور نہ ان کے روایت کردہ اسماء کے مترادف (ہم معنی) ہیں۔ مثلاً مَالِکَ الْمُلْکِ کا ملیک' قَهَّار کا قاہر' فَتَّاح کا فاتح' رَافِعُ کا رفیع' رَزَّاق کا رازق' شکُوْر کا شاکر' غَفَّار کا غافر' حَفِیْظ کا حافظ' کَرِیْم کا اکرم' عَلی کا اعلیٰ' خَالِقْ کا خلاق' قَادِر کا قدیر مترادف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امام ترمذی نے اول الذکر اسماء کے ذکر پر اکتفا کیا اور آخر الذکر مترادف اسماء کو ترک کر دیا ہے۔ یونہی سمیع کا ذکر کیا مگر سامع کو ترک کر دیا اور علیم کا ذکر کیا مگر عالم کا ذکر چھوڑ دیا وغیرہ وغیرہ۔ بلکہ ان کے علاوہ قرآن و احادیث میں بیان کردہ دیگر اسمائے حسنیٰ ذکر کیے جائیں گے' پہلے مفرد اسماء پھر مرکب اسماء مع ترجمہ ذکر کیے جائیں گے۔

Marfat.com

مفرد اسمائے حسنٰی کا ترجمہ

اَلرَّبُّ	اَلْكَافِیْ	اَلْفَاطِرُ	اَلصَّادِقُ	اَلْجَمِیْلُ	اَلنَّاظِرُ
پروردگار	کفایت کرنے والا	پیدا کرنے والا	سچا	خوبصورت	ہر چیز دیکھنے والا
اَلْبُرْهَانُ	اَلشَّدِیْدُ	اَلْقَرِیْبُ	اَلْوَاقِیْ	اَلْمُنِیْرُ	اَلْمُعْطِیْ
دلیل	سخت گیر	نزدیک	بچانے والا	روشن کرنے والا	عطا فرمانے والا
اَلتَّامُّ	اَلْاَحَدُ	اَلْاَبَدُ	اَلدَّائِمُ	اَلْوِتْرُ	اَلْحَنَّانُ
کامل	اکیلا	ہمیشہ رہنے والا	ہمیشہ رہنے والا	واحد	مہربان
اَلْمَنَّانُ	اَلْكَفِیْلُ	اَلْمُحِیْطُ	اَلْمُثِیْبُ	اَلْمَوْلٰی	اَلنَّصِیْرُ
احسان کرنے والا	ضامن	احاطہ کرنے والا	جزائے خیر دینے والا	مالک	مددگار
اَلْمُبِیْنُ	اَلْاِلٰهُ	اَلْمُدَبِّرُ	اَلْفَرْدُ	اَلْقَابِلُ	اَلْمُعِیْنُ
ظاہر کرنے والا	عبادت کے لائق	تدبیر فرمانے والا	اکیلا	قبول فرمانے والا	مددگار
اَلْغَالِبُ	اَلسَّرِیْعُ	اَلْمُتَفَضِّلُ	اَلْحَفِیُّ	اَلْمُنْعِمُ	اَلْمُسْتَعَانُ
غالب	جلد گیر	بزرگ و برتر	نہایت مہربان	انعام فرمانے والا	مددگار

Marfat.com

اَلْمُسْتَغَاثُ	اَلْمُنْجِیُ	اَلْمُسْتَجَارُ	اَلْمُجِیْرُ	اَلشَّافِیُ	اَلْقَدِیْمُ
جس سے فریاد طلب کی جائے	نجات دینے والا	جس سے پناہ مانگی جائے	پناہ دینے والا	شفا دینے والا	سب سے پہلا
			اَلْمَعَاذُ		اَلْمَلْجَاء
			پناہ		پناہ گاہ

مرکب اسمائے حسنیٰ کا ترجمہ

رَبِّ الْعَالَمِیْنَ	تمام جہانوں کا پالنے والا
رَبِّ الْعِزَّۃِ	عزت کا مالک
رَبِّ الْعَرْشِ	عرش کا مالک
وَاسِعُ الْمَغْفِرَۃِ	مغفرت کو وسعت دینے والا
اَھْلُ التَّقْوٰی	تقویٰ کا مالک
اَھْلُ الْمَغْفِرَۃِ	مغفرت و بخشش کا مالک
خَیْرُ الْغَافِرِیْنَ	سب سے زیادہ گناہوں کو بخشنے والا
اَحْکَمُ الْحَاکِمِیْنَ	سب بادشاہوں سے بڑھ کر بادشاہ
خَیْرُ الْحَاکِمِیْنَ	سب سے بہتر بادشاہ
مَالِکُ الْمُلْکِ	سارے ملک کا بادشاہ
خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ	سب سے بہتر رزق دینے والا
خَیْرُ النَّاصِرِیْنَ	سب سے بہتر مدد کرنے والا
اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ	سب سے بہتر پیدا کرنے والا

Marfat.com

قَابِلِ التَّوْبِ	توبہ قبول کرنے والا
ذُوالطَّوْلِ	جود وسخاوت کرنے والا
ذُوالْقُوَّةِ	زبردست طاقتور
ذُوالْجَلَالِ وَ الْاِکْرَامِ	بزرگی وعزت والا
فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰی	دانہ اور گٹھلی کو پھاڑنے والا
رَبِّ الْفَلَقِ	روشن صبح کا مالک
رَبِّ النَّاسِ	تمام انسانوں کا پالنے والا
مَلِکِ النَّاسِ	تمام انسانوں کا بادشاہ
اِلٰہِ النَّاسِ	تمام انسانوں کا برحق معبود
نِعْمَ الْوَکِیْلِ	بہترین کارساز
غَافِرِ الذَّنْبِ	گناہ بخشنے والا
رَفِیْعُ الدَّرَجَاتِ	بلندترین درجات والا
کَاشِفُ الضُّرِّ	دکھ درد اور تکلیف دور کرنے والا
خَیْرُ الْفَاصِلِیْنَ	سب سے بہترین فیصلہ کرنے والا
اَسْرَعُ الْحَاسِبِیْنَ	سب سے جلد حساب لینے والا
خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ	سب سے بہتر جگہ دینے والا
ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ	بڑا فضل وکرم فرمانے والا
ذُوالْاِنْتِقَامِ	بدلہ لینے والا
مُتِمُّ النِّعْمَةِ	نعمت کو مکمل کرنے والا
کَاتِبُ الرَّحْمَةِ عَلٰی نَفْسِہٖ	اپنے ذمہ کرم پر رحمت واجب کرنے والا
قَدِیْمُ الْاِحْسَانِ	ہمیشہ سے احسان کرنے والا

85160

Marfat.com

عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّہَادَۃِ	پوشیدہ اور عیاں کا جاننے والا
دَائِمَ الْمَعْرُوْفِ	ہمیشہ سے بخشش والا
قَاضِی الْاُمُوْرِ	معاملات کا فیصلہ کرنے والا
قَاضِی الْحَاجَاتِ	تمام حاجتوں کو پورا کرنے والا
مُقَلِّبُ الْقُلُوْبِ	دلوں کو بدلنے والا
نِعْمَ الْمَوْلٰی	بہترین آقا
نِعْمَ النَّصِیْرُ	بہترین مددگار
خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ	سب سے بہتر وارث
فَالِقُ الْاَصْبَاحِ	صبح کا پیدا کرنے والا

(ماخوذ من معارف الاسماء)

Marfat.com

باب سوم

اسمائے حسنیٰ کے فضائل و برکات

(ا) لفظ ''اللہ'' کی تحقیق

(الف) اہل حق کا مذہب یہ ہے کہ یہ لفظ (اللہ) کسی کلمہ سے مشتق (بنا ہوا) نہیں ہے، کیونکہ اس کی کنہہ اور حقیقت میں ادراک عاجز ہے۔ اس لیے علامہ تفتازانی تفسیر کشاف کے حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں: کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات میں فہم وادراک حیران ہیں اسی طرح اس کی ذات پر دلالت کرنے والے اسم علم کے ادراک میں بھی حیران ہیں کہ نہ معلوم وہ اسم ہے یا صفت، مشتق ہے یا غیر مشتق ہے، علَم ہے یا غیر علم۔ (تفسیر روح البیان جلد اول)

(ب) امام الائمہ رئیس الفقہاء سلطان الاصفیا حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ باری تعالیٰ کے اس مبارک نام میں تغیرات اشتقاقیہ کو کوئی دخل نہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالی کی ذات میں کوئی تغیر و تبدل نہیں ہے اسی طرح اس کے ذاتی اسم میں بھی کوئی تغیر نہیں ہونا چاہیے۔ (شرح فصول اکبری)

(ج) امام فخر الدین رازی کا مختار قول بھی یہی ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ لفظ ''اللہ'' کسی کلمہ سے مشتق نہیں ہے۔ علم نحو کے امام خلیل وسیبویہ اور اکثر اصولیین وفقہاء کرام کا یہی قول ہے۔ اس کے بہت سے دلائل ہیں جن میں سے ایک دلیل یہ ہے کہ

Marfat.com

اگر یہ لفظ ''اللہ'' مشتق ہوتا تو اس کے معنی میں مفہوم کلی کے پائے جانے کی وجہ سے بہت سے افراد کی شرکت ہوتی حالانکہ ایسا نہیں ہے کیونکہ لفظ اللہ ذات باری تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے لہٰذا کسی سے مشتق نہیں ہے بلکہ اسم جامد ہے۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ اس لفظ کو موصوف بنایا جاتا ہے اور دیگر اسمآء کو اس کی صفات کے طور پر بولا جاتا ہے جیسے رحمٰن، رحیم، مالک، قدوس، وغیرہ' جس سے معلوم ہوا کہ یہ مشتق نہیں اسم ذات ہے۔

تیسری دلیل اس کے مشتق نہ ہونے کی اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے کہ: هَلۡ تَعۡلَمُ لَهٗ سَمِيًّا ۔ (کیا تم اس کا ہم نام جانتے ہو) بیان کی جاتی ہے۔

بعض لوگوں نے کہا کہ یہ لفظ عبرانی ہے۔ امام رازی فرماتے ہیں کہ یہ قول ضعیف ہے۔ (تفسیر کبیر جلد اوّل)

(د) علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ لفظ ''اللّٰہ'' خالق کائنات خدائے واحد لاشریک کا اسم خاص ہے کیونکہ تمام اوصاف کمالیہ کے ساتھ یہی موصوف ہوتا ہے' جس سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ یہ ذات باری تعالیٰ کا ذاتی نام ہے اور یہ کسی لفظ سے مشتق نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک اہل عرب کو یہ بھی معلوم نہیں ہوسکا کہ اس کا ماخذ اشتقاق (مصدر) کیا ہے اور یہ کس باب سے آتا ہے۔ بلکہ نحویوں کی ایک بہت بڑی جماعت کا خیال ہے کہ یہ اسم جامد ہے' یعنی یہ کسی کلمہ سے نہیں بنا اور نہ اس سے کوئی کلمہ بنا ہے۔ علامہ قرطبی نے علمائے کرام کی ایک بہت بڑی جماعت کا یہی نظریہ نقل کیا ہے' جن میں امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ، امام خطابی رحمتہ اللہ علیہ، امام الحرمین رحمتہ اللہ علیہ، امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ وغیرہ شامل ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر جلد اول)

خلاصہ یہ ہے کہ لفظ ''اللّٰہ'' باری تعالیٰ کا اسم علم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حقیقی اور ذاتی نام ہے' باقی اسمآء اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام ہیں اور لفظ ''اللہ'' ایک ایسی ذات مقدس کا نام ہے' جو واجب الوجود (جس ذات کا موجود ہونا ہر حال میں ضروری اور لازمی ہے) تمام صفات کمالیہ کی جامع اور تمام صفات قبیحہ سے منزہ ومبرا اور پاک ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی ذات واجب الوجود، تمام صفات کمالیہ کی جامع اور تمام صفات قبیحہ

Marfat.com

سے مبرا نہیں ہے' اس لیے یہ نام اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور پر نہیں بولا جاسکتا۔ جب کہ دیگر صفاتی نام دوسروں پر بولے جاتے ہیں جیسے رؤف و رحیم وغیرہ اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام ہیں اور سید عالم رسول مکرم نبی محترم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صفاتی ناموں میں بھی شامل ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے:

اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ○ بے شک اللہ تمام لوگوں پر بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔ (البقرۃ:۱۴۳)

اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ○ مومنوں کے ساتھ بہت مہربان نہایت رحم والا۔ (التوبہ:۱۲۸)

لہٰذا لفظ اللہ خدا تعالیٰ کی ذات اقدس کے لیے خاص ہے اور اسم اللہ دوسرے تمام ناموں سے افضل واعلیٰ ہے۔ چنانچہ تحفۂ شاہجہانی حاشیہ شرح التہذیب میں لکھا ہے کہ علم نحو کے امام سیبویہ سے انتقال کے بعد خواب میں سوال کیا گیا کہ آپ کی مغفرت و بخشش کا سبب کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ میرا مختار مذہب اور راجح قول یہ رہا کہ لفظ ''اللہ'' باری تعالیٰ کا حقیقی اور ذاتی نام ہے' اور تمام ناموں سے مشہور ومعروف اور افضل واعلیٰ ہے' جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت فرمادی۔

بعض علماء کا خیال ہے کہ لفظ ''اللہ'' مشتق ہے اور مختلف مآخذ اشتقاق کی وجہ سے لفظ اللہ کے متعدد معانی بنتے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

(۱) معبود برحق (عبادت کے لائق) جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَهُوَ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّفِی الْاَرْضِ اِلٰهٌ۔ (الزخرف:۸۴) آسمانوں اور زمین میں صرف وہی معبود برحق (عبادت کے لائق) ہے۔

سیبویہ خلیل سے نقل کرتے ہیں کہ لفظ ''اللہ'' اصل میں الٰہ (معبود) تھا' جیسے فعال۔ پھر ہمزہ کے بدلے الف لام لایا گیا جیسے الناس (انسان) کہ اصل میں اناس ہے۔

(۲) بعض نے کہا کہ لفظ ''اللہ'' لاہ تھا اور لاہ یلوہ سے ماخوذ ہے'

Marfat.com

جس کے معنی چھپ جانا کے ہیں (کیونکہ اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کے ادراک اور عقل وفہم سے محجوب ہے)۔ لہٰذا شروع میں الف لام تعظیم کے لیے لایا گیا ہے۔

(۳) کسائی اور فراء کہتے ہیں اس کی اصل الالہ تھی' دوسرے ہمزہ کو حذف کیا گیا یسّل کے قاعدہ کے مطابق پھر لام کو دوسرے لام میں ادغام کر دیا گیا جیسے لکنا ھو اللہ ربی میں لکن انا کا لکنا ہوا' چنانچہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی قرأت میں لکن انا ہی ہے۔

(۴) اس کا اشتقاق ''ولہ'' سے ہے اور اس کے معنی تحیر (حیران ہوا) کے ہیں ولہ عقل کے چلے جانے کو کہتے ہیں' چونکہ ذات باری تعالیٰ میں اور اس کی صفات کی تحقیق میں عقل وفہم حیران و پریشان ہو جاتی ہیں۔ اس لیے اس ذات پاک کو اللہ کہتے ہیں۔ اس بناء پر اصل میں یہ لفظ ولاہ تھا واؤ کو ہمزہ سے بدل دیا گیا' جیسے وشاح اور وسادۃ میں اشاح اور اسادۃ کہتے ہیں۔

(۵) امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ اشتقاقی صورت میں یہ لفظ الھت الیٰ فلان سے مشتق ہے جو سکنت کے معنی میں ہے یعنی میں نے فلاں سے سکون و راحت حاصل کی چونکہ عقل (اور اہل اللہ) کو سکون صرف اللہ تعالیٰ کے ذکر میں ملتا ہے' روح کی حقیقی خوشی اسی کی معرفت میں ہے اور اس لیے بھی کہ علی الاطلاق کامل صرف وہی ذات پاک ہے' اس کے سوا اور کوئی نہیں۔ اسی وجہ سے ذات باری تعالیٰ کو اللہ کہا جاتا ہے۔

چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ایمانداروں کے دل صرف اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اطمینان وسکون حاصل کرتے ہیں۔

(۶) ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ الہ الفصیل (اونٹنی نے بچہ نہ پاکر آہ وزاری اور فریاد کی) سے ماخوذ ہے' چونکہ بندے بھی اللہ تعالیٰ کی طرف تضرع و زاری سے جھکتے ہیں اور اسی کے دامن رحمت کا پلہ ہر حال میں تھامتے ہیں' اس لیے اسے اللہ کہا جاتا ہے۔

(۷) ایک قول یہ ہے کہ عرب الہ الرجل یا لہ اس وقت کہتے ہیں جب کسی

Marfat.com

اچانک امر سے کوئی گھبرا اٹھے اور دوسرا اسے پناہ دے اور بچالے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کو ہر مصیبت سے نجات دینے والا ہے' اس لیے اسے اللہ کہا جاتا ہے۔ جیسے قرآن پاک میں ہے "وھو یجیر ولا یجار علیه" اور وہی پناہ دیتا ہے اور اس کے خلاف کوئی پناہ نہیں دے سکتا۔ امام رازی کا مختار مذہب یہی ہے کہ لفظ "اللّٰہ" کسی کلمہ سے مشتق نہیں ہے۔

(۸) عرب محاورے میں ہر اونچی اور بلند چیز کو لاہ کہتے ہیں جب سورج طلوع ہوتا ہے' تب بھی وہ کہتے ہیں لاھت الشمس چونکہ پروردگار عالم بھی سب سے بلند و بالا ہے اس لیے اسے اللہ کہا جاتا ہے۔

(۹) اله کے معنی عبادت کے ہیں اور تاله کے معنی فرماں برداری اور قربانی کرنے کے ہیں' چونکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جاتی ہے اور اس کے نام پر قربانیاں کی جاتی ہیں اس لیے اسے اللہ کہتے ہیں (ماخوذ من تفسیر ابن کثیر جلد اول، تفسیر کبیر جلد اول)

خواصِ اسمِ اللّٰہ جل جلاله

(۱) امام فخر الدین رازی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: کہ اسم اللہ کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے۔ چنانچہ علامہ خلیل نے کہا کہ تمام خلق کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اسم "اللہ" صرف باری تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے اور کسی پر نہیں بولا جاتا۔

(۲) کلمۂ شہادت میں یہی وہ کلمہ (اللہ) ہے' جس کے سبب ایک کافر کفر سے نکل کر اسلام میں داخل ہوتا ہے۔ چنانچہ اگر اشھدان لااله الا الرحمن یاالاالرحیم یاالا الملک یاالاالقدوس غرضیکہ اسم اللہ کو چھوڑ کر کسی بھی صفاتی نام کے ساتھ توحید الٰہی کی شہادت دے کفر سے نکل کر دین اسلام میں داخل نہیں ہو سکے گا اور نہ مسلمان کہلا سکے گا۔ لیکن اگر اَشْهَدُاَنْ لَّآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے ساتھ گواہی دے تو کفر سے خارج ہو جائے گا اور مسلمان ہو جائے گا۔ یہ دلیل ہے اس بات کی کہ اسم "اللّٰہ"

Marfat.com

خدا تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے۔

(۳) یہی نام نامی اسم گرامی ذریعۂ مغفرت ہے اور اسی نام مبارک کا ذکر تمام اعمال سے وزنی ہوگا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ایک بندے کے سامنے حدنگاہ تک ایک کم سو (۹۹) گناہوں کے رجسٹر پھیلا دے گا اور فرمائے گا: اے میرے بندے کیا ان سے انکار کرسکتا ہے' کیا اعمال لکھنے والے فرشتوں نے تیرے ساتھ ظلم کیا ہے' کیا تو ان گناہوں پر کوئی عذر پیش کرسکتا ہے؟ وہ بندہ عرض کرے گا نہیں اور خیال کرے گا کہ اب یقیناً اسے جہنم کی آگ میں ڈالا جائے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا تیری ایک نیکی میرے پاس ہے اور آج کسی پر ظلم نہیں ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ ایک رقعہ نکالے گا جس میں اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا رسول اللہ لکھا ہوگا۔ بندہ دیکھ کر عرض کرے گا یارب یہ ایک رقعہ اعمال بد کے اتنے رجسٹروں کا کیسے مقابل بنے گا تو وہ ایک رقعہ ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا جائے گا اور اعمال بد کے ایک کم سو رجسٹر ترازو کے دوسرے پلڑے میں رکھے جائیں گے، چنانچہ کلمۂ شہادت کا یہ ایک رقعہ تمام رجسٹروں سے بھاری ہو جائے گا اور وہ ہلکے ہو جائیں گے (اس طرح وہ گنہگار بندہ جنتی ہو جائے گا) اور حقیقت یہ ہے کہ کوئی عمل کلمہ شریف کے برابر نہیں ہوسکتا۔

(۴) اس لفظ ''اللہ'' کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس کے حروف میں سے کوئی حرف کم کرتے جائیں پھر بھی یہ لفظ ذات باری تعالیٰ پر دلالت کرتا رہے گا۔ چنانچہ لفظ اللہ سے ہمزہ گرادیا جائے تو للہ بن جائے گا۔ جس کا معنی ہے ہر چیز اللہ کی ہے۔ اور یہ لفظ ''للہ'' بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم مین ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (یعنی آسمانوں اور زمین کے تمام لشکر اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں) وَلِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (آسمانوں اور زمین کے تمام خزانے اللہ تعالیٰ ہی کی ملکیت میں ہیں) اور للہ سے اگر پہلا لام حذف کیا جائے تو لہ رہ جائے گا جس کا مطلب ہے کہ سب کچھ اُسی کا ہے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کے لیے بولا جاتا ہے چنانچہ قرآن مجید میں ہے لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (آسمانوں

Marfat.com

اورزمین کی تمام چابیاں اللہ کی ہی ملکیت میں ہیں) اورفرمان ہے کہ: **له الملک وله الحمد** (حقیقی بادشاہی صرف اسی کے لیے ہے اور تمام خوبیاں درحقیقت صرف اسی کے لیے ہیں) اور اگر **له** کا لام بھی حذف کردیا جائے تو ہ' رہ جائے گا۔ جس کا مطلب ہے ، وہی ایک ذات ، اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات پر دلالت کرتا ہے' جیسے قرآن مجید میں ہے: قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (تم فرمادو وہ اللہ ہے، وہ ایک ہے) اور هُوَ الْحَیُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (وہی ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں)

''**نوٹ**'' خیال میں رہے کہ ہ' ضمیر دراصل ضمیر منفصل **ھو** ہے اور ضمیر متصل میں واؤ گر جاتی ہے کیونکہ یہ واؤ زائد ہے ۔ اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کے تثنیہ اور جمع میں واؤ ساقط ہو جاتی ہے جیسا کہ **ھما** (وہ دومرد) اور **ھم** (وہ تمام مرد) میں واؤ ساقط ہو چکی ہے۔ اور یاد رہے کہ یہ خصوصیت اسم ''اللہ'' کی الفاظ اور حروف کے اعتبار سے تھی ۔ اور معنوی اعتبار سے بھی اسے یہ خصوصیت حاصل ہے کہ یہ نام مبارک ذات باری تعالیٰ کی تمام صفات کا جامع ہے۔ چنانچہ اگر کوئی شخص **یا رحمن یا رحیم** کہہ کر دعا کرے گا تو وہ اللہ تعالیٰ کی صرف صفت رحمت کا ذکر کرے گا' اس صفت کی مقابل صفت **قھار** رہ جائے گی اور یا **غفور** کہہ کر دعا کرے گا تو صفت **منتقم** رہ جائے گی۔ اسی طرح اگر **یا علیم** کہہ کر دعا کرے گا تو صفت علم کا ذکر ہوگا اور صفت قدرت رہ جائے گی' غرضیکہ جس کسی صفت کے ساتھ دعا کرے گا تو دوسری صفات رہ جائیں گی مگر جب کوئی شخص یا اللہ کہہ کر دعا کرے گا تو اس میں تمام صفات آ جائیں گی (جیسا کہ اصطلاحی معنی میں گزر چکا ہے) کیونکہ یہ اسم مبارک تمام صفات کمالیہ کا جامع ہے۔

(تفسیر کبیر جلد اول)

Marfat.com

برکات اسم اللّٰه جل جلالہ

(۱) تنویر الاسمآء میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص روزانہ ایک ہزار مرتبہ یا اللّٰہ پڑھتا رہے تو مستجاب الدعوات ہو جائے۔

(۲) جو کوئی ہر نماز کے بعد ایک سو مرتبہ روزانہ پڑھتا رہے وہ صاحب باطن اور صاحب کشف ہو جاتا ہے۔

(۳) جو کوئی تین ہزار ایک سو پچیس مرتبہ اس اسم کو لکھ کر آٹے میں گولی بنا کر دریا میں ڈالتا رہے انشآء اللّٰہ العزیز چالیس روز میں نیک مراد حاصل ہوگی۔ (شمع شبستان رضا)

(۴) جو شخص جمعۃ المبارک کے دن نماز جمعہ سے پہلے پاک صاف ہو کر خلوت میں بیٹھ کر دو سو مرتبہ یا اللّٰہ پڑھے اس کا مطلب آسان ہوگا خواہ کیسا ہی مشکل ہو۔

(۵) اگر کسی عورت کا بچہ نہ ہوتا ہو اور درد نہایت شدید ہو رہا ہو تو ایک سو اکیس مرتبہ یا اللّٰہ کسی چیز پر پڑھ کر تین حصے کر کے کھلا دیا جائے تو اللّٰہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مشکل آسان ہو جائے گی مجرب عمل ہے۔ (فضائل الاسمآء الحسنٰی)

(۲) الرَّحْمٰنِ جل جلالہ

(۳) الرَّحِیْم جل جلالہ

خیال میں رہے کہ رحمٰن اور رحیم دونوں مبالغے کے صیغے ہیں اور رحمتہ سے مشتق ہیں۔ (باب سمع یسمع)

رحمت کے لغوی معنی رقت قلب کے ہیں مگر یہاں رحمت سے صرف احسان کرنا مراد ہے جو رقت قلب کا اثر و نتیجہ ہے، یعنی وہ احسانات و انعامات مراد ہیں جس

Marfat.com

سے اللہ تعالیٰ اپنی مخلوقات کو سرفراز فرماتا رہتا ہے مثلاً وجود، زندگی، علم، حکمت، قوت، صحت، عزت، عقل سلیم اور عمل صالح کی توفیق سب اس کی رحمت کے مظاہر ہیں۔ یہ اس کی بے پایاں رحمت ہی تو ہے جس نے کسی استحقاق کے بغیر انسان کی جسمانی اور روحانی بالیدگی کے تمام اسباب پیدا فرما دیئے ہیں۔ یہ اس کی بے حدوحساب رحمت ہی تو ہے کہ ہماری مسلسل ناشکریوں اور نافرمانیوں کے باوجود وہ اپنے لطف وکرم کا دروازہ بند نہیں کرتا حقیقت تو یہ ہے کہ اس کی رحمت کا وسیع دامن کائنات کے ذرہ ذرہ کو اپنی آغوش لطف وکرم میں لیے ہوئے ہے اور اس کی رحمت کا بادل ہر وقت برستا رہتا ہے۔

(۱) علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ رحمٰن سے مراد دنیا اور آخرت (دو جہانوں) میں رحم وکرم فرمانے والا اور رحیم سے مراد صرف آخرت میں (مومنوں پر) رحم وکرم فرمانے والا ہے۔

بعض اہل علم کا قول ہے کہ رحمٰن کسی کلمہ سے مشتق نہیں ہے۔ علامہ مبرد کہتے ہیں کہ رحمٰن عبرانی نام ہے عربی نہیں ہے۔ علامہ ابواسحاق زجاج معانی القرآن میں لکھتے ہیں کہ علامہ احمد بن یحییٰ کا قول ہے کہ رحیم عربی لفظ ہے جب کہ رحمٰن عبرانی لفظ ہے دونوں کو جمع کر دیا گیا ہے۔ لیکن علامہ ابواسحاق زجاج کہتے ہیں اس قول کو دل قبول نہیں کرتا۔ علامہ قرطبی فرماتے ہیں: کہ اس لفظ کے مشتق ہونے کی دلیل یہ ہے کہ جامع ترمذی کی صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کا فرمان عالی شان ہے کہ: میں رحمٰن ہوں میں نے رحم کو پیدا کیا ہے اور اپنے ناموں میں سے اس کا نام مشتق کیا ہے' اس کے ملانے والے کو ملاؤں گا اور اس کے توڑنے والے کو میں کاٹ دوں گا۔ اب صریح حدیث کے ہوتے ہوئے انکار کی گنجائش نہیں رہی۔ علامہ ابوعلی فارسی کہتے ہیں کہ رحمٰن اسم عام ہے جو دنیوی، اخروی اور جسمانی وروحانی ہر قسم کی رحمتوں کو شامل ہے۔ (نیز مسلم وغیر مسلم، مومن وکافر اور فرمانبردار ونافرمان سب پر دنیا میں رحمت فرماتا رہتا ہے اس لیے) یہ نام صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اور رحیم صرف مومنوں کے اعتبار سے ہے (کیونکہ آخرت میں صرف مومنوں پر رحم ہوگا) قرآن پاک میں ہے۔

Marfat.com

وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا — اور (اللہ) مومنوں پر رحم فرمانے والا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: یہ دونوں نام رحم و کرم پر مشتمل ہیں ایک میں دوسرے سے زیادہ رحمت ہے۔ حضرت عبداللہ ابن المبارک فرماتے ہیں: رحمٰن اسے کہتے ہیں کہ اس سے جب بھی مانگا جائے عطا فرمادے، اور رحیم وہ ہے کہ جب اس سے نہ مانگا جائے تو ناراض ہوجائے جیسا کہ جامع ترمذی کی حدیث میں ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے نہ مانگے اس پر اللہ غضبناک ہوتا ہے۔ چنانچہ بعض شعراء کا کلام ہے:

اللّٰه يغضب ان تركت سواله
وبنى آدم حين يسأل يغضب

اللہ تعالیٰ سے نہ مانگو تو وہ ناراض ہوتا ہے
اور انسان سے مانگو تو ناراض ہوتا ہے

بعض اہل علم کہتے ہیں کہ زمانۂ جاہلیت کے اہل عرب رحمٰن کے نام سے ناواقف تھے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی آیت قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ الخ نازل فرما کر ان کی تردید فرمائی، چنانچہ جب صلح حدیبیہ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا تھا کہ بسم الله الرحمن الرحيم لکھو تو قریش مکہ کے سفارت کار نے کہا تھا کہ ہم نہ رحمٰن کو جانتے ہیں اور نہ رحیم کو جانتے ہیں۔ بخاری شریف میں یہ روایت موجود ہے، نیز بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ کفار مکہ نے کہا تھا کہ ہم تو صرف رحمٰن یمامہ (مسیلمہ کذاب رحمٰن یمامہ کہلاتا تھا) کو جانتے ہیں کسی اور رحمٰن کو نہیں جانتے۔ اسی طرح ایک اور جگہ قرآن پاک میں ہے:

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُوْرًا۔ (الفرقان: ۶۰)

اور جب ان سے کہا جاتا کہ رحمٰن کو سجدہ کرو تو کہتے رحمٰن کون ہے کیا ہم اس کو سجدہ کریں جس کے متعلق تم ہمیں حکم دیتے ہو اور وہ زیادہ نفرت کرنے لگتے ہیں۔

Marfat.com

ان سب کا صریح مطلب یہ ہے کہ یہ بدکار لوگ عناد، تکبر، سرکشی اور دشمنی کی بناء پر رحمٰن کا انکار کرتے تھے یہ بات نہیں تھی کہ وہ لوگ اس نام سے ناواقف تھے' کیونکہ زمانۂ جاہلیت کے پرانے اشعار میں بھی اللہ تعالیٰ کا نام رحیم موجود ہے جو انہی شاعروں کے شعر ہیں۔ سلامہ اور دیگر شعراء کے اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

(ماخوذ من تفسیر ابن کثیر جلد اول)

(۲) علامہ شیخ اسماعیل حقی حنفی فرماتے ہیں: ''رحمٰن'' رحمۃ سے مشتق ہے' جس کا لغت میں معنی ہے رقتِ قلب (دل کا نرم ہونا) اور کسی پر مہربانی کرنا لیکن یہاں فضل و احسان کرنا مراد ہے۔ پس اب معنی یوں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر مہربانی فرمانے والا اور فضل واحسان فرمانے والا ہے۔ ان کو رزق عنایت کر کے ان پر فضل واحسان فرمانے والا ہے' یا ان سے آفات وبلیات دور کر کے ان پر فضل واحسان فرمانے والا ہے' کیونکہ نہ تو متقی اور پرہیزگار کا رزق اس کے تقویٰ کی وجہ سے بڑھ جاتا ہے اور نہ مجرم کا رزق اس کے جرم کی وجہ سے کم ہو جاتا ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اپنی مہربانی اور اپنے فضل و کرم سے رزق پہنچا رہا ہے۔ (تفسیر روح البیان جلد اول)

اَلرَّحْمٰنُ کی برکات

(۱) جو لوگ دینی و دنیوی امور میں اپنی کاہلی اور غفلت کی وجہ سے اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں اور افراط وتفریط کا شکار ہو جاتے ہیں انہیں چاہیے کہ ہر نماز کے بعد ہمیشہ ایک سو مرتبہ یا رحمن پڑھا کریں۔ ان شآء اللہ العزیز غفلت وظلمت کے تمام حجابات چاک ہو جائیں گے اور دل مصیبت اور ہر قسم کے گناہوں سے پاک ہو جائے گا' اور ہر امر مکروہ سے محفوظ رہے گا اور رقیق القلب اور نرم دل ہو جائے گا۔

(۲) جو آدمی فجر کی نماز کے بعد دو سو اٹھانوے (۲۹۸) مرتبہ پڑھتا رہے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر رحمت کے دروازے کھول دے گا اور اس کے دل کو روشن فرما دے گا اور دنیا میں کوئی مشکل نہ پڑے گی' اور ہر ایک کاروبار کو میں خوش حالی اور فراخ دستی

Marfat.com

نصیب ہوگی۔

(۳) جو شخص ٹھیک دو پہر کے وقت، جس کو زوال کا وقت کہتے ہیں باوضو ہوکر بیٹھے اور اکتالیس (۴۱) مرتبہ یا رحمن پڑھے اور پانی پر دم کرے۔ جس کی آنکھیں دکھتی ہوں اس پانی سے سلائی تر کر کے دکھتی آنکھ پر لگائے ہر ایک آنکھ میں سات سات سلائیاں لگائے، انشاء اللہ تین دن میں آنکھیں اچھی ہو جائیں گی اور پھر ایک سال تک دکھنے میں نہ آئیں گی۔

(۴) صبح کی سنتیں اور فجر کی نماز کے درمیان جو کوئی شخص ایک سو اکیس مرتبہ یا اللہ یا رحمن کسی بیمار کے سرہانے کھڑے ہوکر سات دن پڑھے گا کیسا بیمار ہو انشاء اللہ تندرست ہو جائے گا اور اگر موت مقدر ہوگی تو خاتمہ بالخیر ہوگا۔ مشکل جلد آسان ہوگی۔

(۵) جو بچے پڑھنے سے بھاگ جاتے ہوں اور ان کا دل پڑھنے میں نہ لگتا ہو ان کو پانچوں نمازوں کے بعد پانی پر دم کر کے پلائیں ان شاء اللہ پڑھائی میں شوق بڑھے گا اور دل لگی کے ساتھ پڑھنے لگیں گے۔

(۶) مرگی کے مریض پر دورے کی حالت میں چالیس (۴۰) مرتبہ یا رحمن ایک سانس میں پڑھ کر کان میں دم کریں فوراً ہوش میں آ جائے گا۔ انشاء اللہ

(۷) جو شخص روزانہ دو ہزار پانچ سو مرتبہ چالیس روز تک مسلسل پڑھے گا صاحب کشف ہو جائے اور تمام اسرار مشاہدہ کرے ان شاء اللہ۔

(تنویر الاسماء، شمع شبستان رضا، فضائل الاسماء)

الرَّحِیۡم کی برکات

(۱) حضرت امام علی رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص دو سو اٹھاون (۲۵۸) مرتبہ یا رحیم روزانہ تلاوت کرے گا، اس کا انجام بخیر ہوگا اور مرتے وقت ایمان نصیب ہوگا، سکرات موت، عذاب قبر اور پل صراط کی منزلیں آسان

Marfat.com

ہوں گی۔

(۲) جو شخص بروز جمعتہ المبارک بعد نماز عصر کسی سے بات چیت کیے بغیر قبلہ رو بیٹھ کر اور آنکھیں بند کر کے بحضور قلب بے تعداد یا اللہ یا رحمٰن یا رحیم پڑھتا رہے یہاں تک کہ جب سورج غروب ہو تو اپنی مطلوبہ حاجت براری کے لیے دعا مانگ کر نماز مغرب ادا کرے انشاء اللہ تعالیٰ اس کا مقصد پورا ہوگا اور یہ وظیفہ ہر جائز مطلب کے لیے کافی اور یہ عجیب وغریب وظیفہ مجرب المجرب ہے۔

(۳) جو شخص پانچ سو مرتبہ روزانہ یا رحیم پڑھتا ہے تو دولت مند ہو جائے گا اور مخلوق خدا اس پر مہربان ہوگی۔ (شمع شبستان رضا)

(۴) جو شخص روزانہ ہر نماز کے بعد یا رحیم پڑھتا رہے گا اس کے دل میں رقت وشفقت پیدا ہوگی اور اس کی تمام دنیوی آفات وبلیات دور ہوں گی اور وہ تمام مصیبتوں سے محفوظ رہے گا۔

(۵) جو شخص ہر نماز کے بعد اکیس (۲۱) مرتبہ یا رحمٰن یا رحیم روزانہ پڑھتا رہے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے دل سے غفلت اور اس کے ذہن سے نسیان کی بیماری کو دور فرما دے گا۔ (فضائل الاسمآء الحسنیٰ)

(۴) اَلْمَلِکُ جل جلالہ کی تشریح

واضح رہے کہ جامع ترمذی میں الملک کو اسمائے حسنیٰ میں شمار کیا گیا ہے جب کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے لیے مالک اور ملک دونوں استعمال کیے گئے ہیں۔ جیسے مالک یوم الدین میں مالک اور ملک دونوں قرائتیں متواتر اور صحیح ہیں۔ چنانچہ امام عاصم، امام کسائی اور امام یعقوب کی قرأت میں مالک ہے اور باقی پانچ ائمہ کی قرات میں ملک ہے۔

مالک اس شخص کو کہتے ہیں جو مملوکہ چیزوں میں جس طرح چاہے تصرف کرنے پر قادر ہو اور ملک اس شخص کو کہتے ہیں، جو اپنی رعایا میں احکام (امر ونہی) نافذ

Marfat.com

کرتا ہو۔ قرآن مجید کی بعض آیات مالک کی موافقت میں ہیں اور بعض ملک کی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ (آل عمران:۲۶)

کہیے اے اللہ ملک کے مالک! تو جس کو چاہتا ہے ملک دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے ملک چھین لیتا ہے اور تو جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ذلت میں مبتلا کر دیتا ہے اور تمام بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔

يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا وَّالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ (الانفطار:۱۹)

یہ وہ دن ہے جس میں کوئی شخص کسی شخص کے لیے کسی چیز کا مالک نہیں ہوگا اور اس دن اللہ ہی کا حکم ہوگا۔

ان دونوں آیتوں سے مالک کی تائید ہوتی ہے۔

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ مَلِكِ النَّاسِ ۝ (الناس:۱-۲)

آپ کہیے میں تمام لوگوں کے رب، تمام لوگوں کے بادشاہ کی پناہ میں آتا ہوں۔

لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ. (المؤمن:۱۶)

آج کس کی بادشاہی ہے؟ اللہ کی جو واحد ہے اور سب پر غالب ہے۔

اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ (الحج:۵۶)

اس دن صرف اللہ ہی کی بادشاہی ہوگی، وہی ان کے درمیان فیصلہ فرمائے گا۔

ان تینوں آیتوں سے ملک کی تائید ہوتی ہے۔ (تبیان القرآن، جلد اول)

حقیقی بادشاہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جیسا کہ قرآن پاک میں ہے۔ وہ اللہ ہے، جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہی بادشاہ ہے۔ صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بدترین نام اللہ تعالیٰ

Marfat.com

کے نزدیک اس شخص کا ہے جو شہنشاہ کہلائے' حقیقی مالک اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں۔ ایک دوسری حدیث ہے کہ اللہ تعالیٰ زمین کو قبضہ میں لے لے گا اور آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے پھر فرمائے گا میں بادشاہ ہوں کہاں گئے زمین کے بادشاہ؟ کہاں ہیں تکبر و غرور کرنے والے۔ قرآن عظیم میں ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا: آج کس کی بادشاہی ہے؟ فقط اللہ ہی اکیلا سب پر غالب ہے۔ دنیا میں کسی کو ملک (بادشاہ) کہہ دینا یہ صرف مجازاً ہے جیسے قرآن مجید میں طالوت کو ملک یعنی بادشاہ کہا گیا۔ اسی طرح سورۃ الکہف میں ایک شخص کے لیے ملک (بادشاہ) کا لفظ آیا ہے۔ اور قرآن کریم کی ایک آیت میں ہے:

اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا (المائدہ ۲۰)

اللہ تعالیٰ نے تمہارے اندر پیغمبروں کو پیدا کیا اور تمہیں بادشاہ بنایا۔

(تفسیر ابن کثیر جلد اول)

علامہ شیخ اسماعیل حقی حنفی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ: مالک کو الف کے ساتھ پڑھنے میں الف کے بغیر ملک پڑھنے سے زیادہ ثواب ہے کیونکہ مالک میں ایک حرف زائد ہے۔ چنانچہ حضرت ابو عبداللہ محمد بن شجاع رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ میری عادت تھی کہ میں ہمیشہ مالک کو الف کے ساتھ پڑھتا تھا ایک دن کسی ادیب سے سنا کہ ملک (الف کے بغیر) مالک (الف کے ساتھ) سے زیادہ فصیح و بلیغ ہے' میں نے یہ سن کر ملک (الف کے بغیر) پڑھنا شروع کر دیا۔ نیند میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے کہ تو نے اپنی دس نیکیاں کیوں کم کر دی ہیں؟ کیا تجھے معلوم نہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: کہ جس نے قرآن مجید کا ایک حرف پڑھا اسے ہر حرف کے عوض دس نیکیاں ملیں گی اور اس کے دس گناہ معاف ہوں گے اور دس درجے بلند ہوں گے۔ پھر میں نے حسب سابق مالک کو الف کے ساتھ پڑھنا شروع کر دیا۔ پھر مجھے نیند میں کسی کہنے والے نے کہا کہ تو نے ملک (الف کے بغیر) کو کیوں چھوڑ دیا؟ کیا تو نے حدیث شریف نہیں سنی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن کریم کو عظیم الشان کر کے فصیح و بلیغ الفاظ سے پڑھو (پس دونوں طرح پڑھنا جائز ہوا) چنانچہ میں نے (لغت

Marfat.com

کے ماہر) امام قطرب کی خدمت میں آ کر مالک اور ملک کا فرق پوچھا تو انہوں نے فرمایا ان کے درمیان بڑا فرق ہے فرمایا مالک وہ ہے جو دنیا میں کسی چیز کا مالک ہو اور ملک وہ ہے جو بادشاہوں کا بادشاہ ہو۔ (تفسیر روح البیان جلد اول)

الملک وہ ذات ہے جو کسی کی محتاج نہ ہو سب اس کے محتاج ہوں اور اپنے اوصاف کمالیہ و حمیدہ و جمیلہ کے ساتھ موصوف ہونے کی وجہ سے سب سے بے نیاز ہو اور یہ شان صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔ لہٰذا وہی حقیقی بادشاہ ہے جو کسی کا محتاج نہیں اور سب سے بے نیاز ہے۔ چنانچہ ایک عارف باللہ بزرگ سے پوچھا گیا کہ آپ بھی کسی چیز کے مالک ہیں فرمایا: میں اپنے مالک کا عبد (مملوک و غلام) ہوں، عبد کی تو ایک چیونٹی بھی ملکیت نہیں ہوتی تو پھر میں کون ہوں کہ دعویٰ کروں کہ میں بھی کسی چیز کا مالک ہوں۔ نیز ایک بادشاہ نے اللہ تعالیٰ کے ولی کامل سے عرض کی کہ حضرت کوئی ضرورت ہو تو پوری کر دوں بزرگ ولی نے فرمایا کہ کیا کہہ رہے ہو، تم میرے دو غلاموں کے غلام ہو عرض کی وہ کیسے؟ آپ نے فرمایا غضب اور شہوت میرے غلام ہیں اور تو ان کا غلام ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ حرص اور نفسانی خواہشات جن کا میں مالک ہوں وہ تیرے مالک ہیں اور میں ان پر غالب ہوں وہ دونوں تجھ پر غالب ہیں۔

(روح البیان، سورۃ الحشر)

برکات اَلْمُلْکُ جل جلالہ

(۱) جو شخص زوال کے وقت ایک سو مرتبہ روزانہ ہمیشہ پڑھا کرے اس کا قلب صاف ہوگا اور اس کی میل کچیل دھل جائے گی اور وہ فنا فی اللہ کی منزل طے کر کے بقا باللہ کے مرتبہ پر فائز ہو جائے گا۔

(۲) اور جو شخص فجر کی نماز کے بعد روزانہ ایک سو اکیس مرتبہ یہی اسم مبارک پڑھا کرے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم اور دیگر اسباب کے ذریعے اسے ظاہری و باطنی دولت غنا سے مالا مال کر دے گا۔ (روح البیان، سورۃ الحشر)

واضح رہے کہ یاملک یا ملیک یا ملک یہ تینوں اسمائے مبارک ہم معنی اور ہم

Marfat.com

صفات ہیں، جیسے چاہیں پڑھ سکتے ہیں فوائد ایک جیسے ہیں، البتہ مالک کے اعداد ۹۱ اور ملیک کے اعداد ۱۰۰ اور ملک کے اعداد ۹۰ ہیں بہتر یہ ہے کہ اپنے نام کے اعداد کے مطابق تعداد پوری کی جائے۔

(۳) امام علی رضا رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: یہ اسمائے مبارکہ بہت سریع الاجابت ہیں، اس اسم کو آٹھ ہزار ایک سو مرتبہ پڑھ کر جو جائز دعا مانگی جائے جلد قبول ہو جاتی ہے۔ (تنویر الاسمآء)

(۴) جو شخص تنگ دستی اور بیروزگاری سے نجات حاصل کرنے کے لیے یامالک ۹۱ بار یا ملیک ۱۰۰ یاملک ۹۰ بار روزانہ پڑھا کرے تو خلق سے بے نیاز ہو اور دولت دنیا اس کی جانب رجوع کرے (شمع شبستان رضا بحوالہ تنویر الاسمآء)

(۵) جو شخص دس ہزار مرتبہ یامالک الملک پڑھے گا تو گم شدہ چیز مل جائے گی یا دل کو صبر آ جائے گا اور قلبی بے چینی دور ہو جائے گی۔

(۶) جو شخص کسی مقدمہ کی وجہ سے سخت پریشان ہو یا کسی دشمن کی وجہ سے خوف زدہ ہو تو اکیس (۲۱) ہزار مرتبہ یامالک الملک کا ختم تین روز تک متواتر کیا جائے۔ انشاء اللہ مقدمہ میں فتح نصیب ہوگی اور دشمن پست ہوگا۔ ترکیب ختم یہ ہے کہ تین آدمی باوضو روبقبلہ بیٹھیں اور سات سات ہزار مرتبہ یامالک الملک پڑھیں اول آخر سات سات مرتبہ ذرج ذیل درود شریف پڑھیں۔

اللھم صل علیٰ قبر سیدنا محمد فی القبور اللھم صل علیٰ جسد سیدنا محمد فی الاجساد اللھم صل علیٰ روح سیدنا محمد فی الارواح وبارک وسلم.

پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالی میں گڑگڑا کر عاجزی کے ساتھ دعا کریں یا اللہ فلاں مقدمہ کا استغاثہ اور اپیل تیری بلند و بالا اور عالی شان سرکار میں دائر کی ہے، تو ہی سب فریادیں سننے اور قبول کرنے والا ہے میری فریاد سن اور میری دعا قبول فرما کر مجھے مقدمہ میں فتح عنایت فرما۔ (فضائل الاسمآء الحسنٰی سے ماخوذ)

Marfat.com

(۵) اَلْقُدُّوْسُ جل جلالہ کی تشریح

یہ اسم مبارک القدس سے مبالغہ کا صیغہ ہے' جس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام عیوب و نقائص سے منزہ اور تمام ارجاس وادناس سے پاک ہے' بلکہ ہر اس چیز سے پاک ہے' جو کسی بھی نقص یا عیب کا موجب بن سکتی ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ ان سب سے نہایت ہی منزہ اور پاک ہے۔ فرشتوں کی تسبیح ہے "سبوح قدوس رب الملا ئکة والروح"۔

علامہ زمخشری نے کہا کہ مینڈک اپنی آواز میں کہتے ہیں۔ "سبحان الملک القدوس"۔ بعض مشائخ نے فرمایا ہے کہ قدوس کا حقیقی معنی ہے' ہر قسم کے تغیر و تبدل سے بلند و بالا ہونا اور منزہ و پاک ہونا۔ علامہ کاشفی نے فرمایا کہ القدوس کا معنی ہے تمام نقائص و عیوب کے شبہات سے منزہ ہونا اور ہر قسم کے امکان و حدوث کے آفات سے پاک ہونا۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ القدوس کا معنی ہے وہ ذات جو ہر ایسے وصف سے پاک ہو' جس سے اس کا ادراک کیا جا سکے' یا اس کا خیال تصور میں لایا جا سکے یا اس کی طرف وہم و قیاس سبقت کر سکے' یا دل و دماغ میں اس کے بارے میں غور و فکر کیا جا سکے۔ اور میں صرف یہ نہیں کہتا کہ وہ نقائص و عیوب سے پاک ہے کیونکہ اس کی بارگاہ میں ایسا کہنا ادب کے خلاف ہے بلکہ وہ ایسی مقدس ذات ہے کہ اس کے بارے میں نقائص و عیوب اور مکان و حدوث کا سوچا بھی نہیں جا سکتا۔

(ماخوذ از روح البیان سورۃ الحشر)

حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز وتر سے فارغ ہونے کے بعد سبحان الملک القدوس سبحان الملک القدوس سبحان الملک القدوس رب الملا ئکة والروح پڑھا کرتے تھے۔

(حصن حصین، بحوالہ ابوداؤد' نسائی وغیرہ)

تیسری دفعہ قدوس میں آواز کو زیادہ بلند اور طویل فرمایا کرتے تھے، سبوح

Marfat.com

قدوس بھی آیا ہے۔ سبحان الملک القدوس کے فرمان میں اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کی گئی ہے اور اس کے ساتھ رب الملائکۃ والروح کے فرمانے میں حکمت یہ ہے کہ فرشتے بھی قدسی کہلاتے ہیں اور حضرت جبرائیل کو بھی روح القدس (پاک روح) کہتے ہیں لہٰذا ہر ایک مسلمان کو یہ اعتماد رکھنا چاہیے کہ ذات باری تعالیٰ کے تقدس کے معنی صرف اسی قدر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی قدوسیت یہ ہے کہ نوری ملائکہ اور پاک روح میں بھی جو نقائص ہیں وہ بھی ذات باری تعالیٰ میں نہیں ہیں۔ روح اور ملائکہ کا مخلوق ہونا۔ ان کی تخلیق کی ابتداء اور ان کے انجام کی غایت وانتہا ہی ایسے اوصاف ہیں جو ذات سبحانی میں نقص سمجھے جاتے ہیں، اور وہ ان سے بھی بلند و برتر اور منزہ و پاک ہے، نیز وہ ذات مقدس لوازمات حدوث اور نقصان امکان سے ارفع واعلیٰ ہے، اور وہ دریافت حس اور تصور خیال اور احاطۂ عقل سے بلند و برتر اور ورآء الورا ہے لہٰذا اس اسم پاک سے جو حضرات تعلق پیدا کرنا چاہیں ان کے لیے ہمیشہ باوضو رہنا ضروری ہے۔ نیز ان کے لیے لازم ہے کہ وہ قابل نفرت عیوب اور قابل انکار نقائص سے خود کو دور رکھیں۔ افعال محمودہ اور اعمال صالحہ کی پابندی اختیار کریں اور اس کے باوجود اس نقص بشری کو فراموش نہ کریں جو انسان کی بشریت کا لازمی تقاضا ہے۔

یاد رہے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو روح القدس اور مسجد اقصیٰ کو بیت المقدس کہنے کا یہ معنی ہے کہ وہ اپنی صفت اور اپنی نوع میں طہارت و پاکیزگی کی صفت سے خاص تعلق رکھتے ہیں۔ (ماخوذ من معارف الاسمآء)

واضح رہے کہ عبدالقدوس (تقدس کی صفت سے متصف ہونے والا بندہ) وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ حجابات سے پاک کر دے اور اس کے قلب میں سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کی گنجائش نہ ہو، یہی وہ مبارک قلب ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہ میں زمین پر سماتا ہوں اور نہ آسمان میں سماتا ہوں بلکہ بندۂ مومن کے قلب میں سماتا ہوں۔

(تفسیر روح البیان)

Marfat.com

برکات اَلْقُدُّوْسُ جل جلالہ

(۱) جو شخص نماز جمعہ کے بعد اس اسم مبارک کو اس کے اعداد کے مطابق ایک سو ستر (۱۷۰) مرتبہ پڑھ کر روٹی پر دم کرے اور اس روٹی پر یہ اسم پاک لکھ کر کھائے تو اس پر عبادت کے دروازے کھل جائیں گے، اور عبادت کرنے کی رغبت پیدا ہو جائے گی اور تمام آفات و بلیات سے محفوظ رہے گا (تفسیر روح البیان)

(۲) جو شخص اس اسم مبارک (یا قدوس) کو روزانہ زوال کے وقت پڑھتا رہے گا، اس کا دل معصیت اور امراض روحانیہ (حسد، بغض، کینہ، حرص، خود غرضی وغیرہ) سے صاف و پاک ہو کر روشن ہو جائے گا۔ (ظفر جلیل)

(۳) جب دشمن کے خوف سے بھاگنے کے سوا چارہ نہ ہو تو کثرت سے اس اسم پاک کا ورد کرے تو اللہ تعالیٰ اسے دشمن سے محفوظ رکھے گا۔ (ظفر جلیل)

(۴) جو شخص سبوح قدوس رب الملائکۃ والروح کو اعداد کے مطابق ۲۲ ہزار مرتبہ روزانہ پڑھتا رہے تو کبھی کسی کے سامنے دست سوال دراز کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی، اور اگر اتنی تعداد بائیس ہزار (۲۲۰۰۰) مرتبہ چالیس روز تک با احتیاط ممنوعات شرعیہ پڑھ لے، پھر اس کے بعد ایک سو ستر (۱۷۰) مرتبہ پڑھتا رہے تو خود کیمیا بن جائے۔ (تنویر الاسماء)

(۵) جس شخص کی بیوی حاملہ ہو جائے تو جس دن سے معلوم ہو اس دن سے لے کر بچہ پیدا ہونے تک روزانہ اکتالیس (۴۱) مرتبہ یاقدوس پانی یا دوا پر پڑھ کر دم کر کے بیوی کو پلایا کرے، انشاء اللہ بچہ نہایت با اخلاق و پاک باطن اور نیک بنے گا، اور ماں باپ کا فرمانبردار ہوگا اور ساری عمر کبھی والدین کی نافرمانی نہیں کرے گا اور نہ ہی ان کو کبھی دکھ پہنچائے گا۔

(۶) جو شخص یامالک یا قدوس روزانہ صبح کی نماز اور مغرب کی نماز کے بعد گیارہ گیارہ مرتبہ پڑھ لیا کرے گا، تو انشاء اللہ کبھی کسی گندے مرض میں جیسے

Marfat.com

بواسیر، ناسور وغیرہ میں مبتلا نہ ہوگا اور کبھی اس کے شرم وحیا کی جگہ پر کوئی زخم یا بیماری نہ ہوگی۔

(۷) جو شخص یا مالک یا قدوس ملا کر ایک ہزار مرتبہ روزانہ عشاء کی نماز کے بعد اندھیرے میں پڑھا کرے گا تو اگر صاحب ملک ہو تو اس کی ریاست باقی رہے گی۔ اگر کسی عہدہ پر ملازم ہو تو اس میں عزت پاوے گا۔ نیز حاکم بالا ہمیشہ اس پر نظر عنایت رکھے گا' اگر اس کا کوئی دشمن اس کی چغلی کھائے گا تو وہ خود ذلیل ہوگا مگر اس مبارک نام کے وظیفے کو پڑھنے والے کی عزت ہمیشہ زیادہ ہی ہوگی۔ (فضائل الاسماء الحسنیٰ)

(٦) اَلسَّلَامُ جل جلالہ کی تشریح

اس اسم کا معنیٰ ہے' سلامتی والا' چونکہ اللہ تعالیٰ سلامتی میں کامل ہے اور اس کی سلامتی ازلی وابدی ہے' جسے زوال اور فنا نہیں بلکہ وہ ہمیشہ سے ہمیشہ کے لیے کامل سلامتی والا ہے' اور سلامتی کا مطلب ہے کہ وہ تمام عیوب ونقائص سے سالم اور مبرا ہے اور ہر قسم کے ضعف و عجز اور کمزوریوں سے پاک ہے۔ السلام مصدر بھی ہے (سلامت) پھر اس اسم سے مبالغے کے طور پر اللہ تعالیٰ کو موصوف کیا گیا ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ تمام عیبوں سے نہایت سلامت اور پاک ہے۔ یا اللہ تعالیٰ کو اس لیے السلام کہتے ہیں کہ وہ دوسروں کو سلامتی بخشتا ہے۔ اس معنیٰ پر سلام بمعنیٰ تسلیم (سلامتی دینا) ہے۔ جیسے کلام بمعنیٰ تکلیم (گفتگو کرنا) ہے اور باقی رہی وہ منقول دعا (جو ہر فرض نماز کے بعد کی جاتی ہے) ''اللھم انت السلام'' اس کا معنیٰ ہے اے اللہ! تو وہ ذات ہے جو ہر عیب سے پاک اور ہر نقص سے بری ہے اور و منک السلام کا معنیٰ ہے کہ ہر ایک کو سلامتی تجھی سے ملتی ہے کہ تو سب کو سلامتی بخشتا ہے۔ ہر عاجز و درماندہ اور بے کس کو تمام تکالیف و مکارہ سے تو ہی سلامت رکھتا ہے اور دنیا و آخرت میں تمام مصائب و آلام سے تو ہی چھٹکارہ عنایت کرتا ہے۔ اہل ایمان کے گناہوں اور عیبوں کی پردہ پوشی بھی تو ہی فرماتا ہے۔ نیز قیامت کی رسوائی سے تو ہی سلامت رکھے گا' یا یہ مطلب ہے کہ بہشت میں اہل ایمان کو

Marfat.com

تیری ہی طرف سے سلام کا تحفہ بھیجا جائے گا' جیسا کہ دوسرے مقام (سورۃ یٰسین) میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: سَلٰمٌ قَوۡلًا مِّنۡ رَّبٍّ رَّحِیۡمٍ O مہربان رب کی طرف سے سلام کہا جائے گا۔ والیک یرجع السلام (اور سلامتی تیری ہی طرف لوٹ جائے گی) میں اشارہ ہے کہ تمام کائنات فنا ہو جائے گی اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات سلامت و باقی رہے گی۔ اور حینا ربنا بالسلام (اے ہمارے پروردگار! ہمیں سلامتی کے ساتھ زندہ رکھ) اس میں بھی اسی طرف اشارہ ہے کہ دنیا و آخرت میں سلامتی کی طلب اسی رب سے کی جائے جو تمام مخلوق کو سلامتی دیتا ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: السلام وہ ہے' جس کی ذات تمام عیوب سے اور صفات تمام نقائص سے اور اس کے افعال ہر قسم کے شر سے سالم ہوں۔ یاد رہے کہ السلام اور القدوس دونوں اللہ تعالیٰ کی صفات سلبیہ سے ہیں' البتہ جب السلام بمعنیٰ المسلم (سلامتی دینے والا) کے ہو تو پھر یہ صفات سلبیہ سے نہیں ہوگا' بلکہ صفات ایجابیہ سے ہوگا۔ جس کا مطلب ہے سلامتی دینے والا یا سلامتی بخشنے والا۔

امام راغب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ السلام و السلامۃ کا مطلب ہے' آفات ظاہرہ اور باطنہ سے خالی ہونا۔ یہ معنیٰ اس وقت ہوگا جب اسے اللہ تعالیٰ کی صفت نہ بنایا جائے لیکن جب یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہو تو پھر معنیٰ یہ ہوگا کہ وہ ذات اقدس جسے وہ عیوب و نقائص اور آفات لاحق نہ ہوں جو اس کی مخلوق کو لاحق ہوتے ہیں۔

(تفسیر روح البیان)

اُم المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں ایک حدیث منقول ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے حضور سرورِ کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے ان کو اللہ تعالیٰ کا سلام اور اپنا سلام پہنچایا تو انہوں نے جواب میں کہا: ان اللہ ھو السلام و منہ السلام اللہ تعالیٰ تو خود سلامتی کا مالک اور ہم سب کو سلامتی اسی کی طرف سے ملتی ہے۔ نیز بہشت میں مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام کا تحفہ ملے گا (جیسا کہ سورۃ یٰسین کا حوالہ گزر چکا ہے) یونہی بہشت میں لے جاتے وقت پرہیز گار مسلمانوں کو فرشتوں کی طرف سے سلام پیش کیا جائے گا۔

Marfat.com

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ ○ (الزمر: ۷۳)

تم پر سلام ہو تم (دنیا میں) خوب رہے اب بہشت میں ہمیشہ رہنے کے لیے داخل ہو جاؤ۔

اہل ایمان بہشت میں ایک دوسرے کو سلام ہی کے تحفے بھیجا کریں گے' جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

وَتَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلَامٌ (یونس: ۱۰)

اور وہ بہشت میں ملتے وقت سلام و دعا کریں گے۔

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم رؤف و رحیم علیہ التحیۃ والتسلیم کے جو حقوق امت پر فرض کیے ہیں ان میں سے حضور کا ایک حق یہ بھی ہے کہ آپ کی ذات بابرکات پر کثرت سے صلوٰۃ و سلام پڑھا جائے اور التحیات کے بعد درود شریف پڑھا جائے۔

(ماخوذ من معارف الاسمآء)

فائدہ: چونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (اے ایمان والو آپ پر درود (صلوٰۃ) بھیجو اور سلام خوب بھیجو) اس آیت کریمہ سے واضح ہوا کہ درود شریف مکمل تب ہو گا' جب اس میں صلوٰۃ و سلام دونوں کا ذکر ہو اور التحیات میں السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ و برکاتہ (اے غیب کی خبریں دینے والے پیغمبر! آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں نازل ہوں) پڑھتے ہوئے نمازی صرف سلام عرض کرتا ہے۔ اس لیے التحیات کے بعد ہر نمازی کو درود ابراہیمی پڑھنے کا حکم ہوا' تاکہ قرآن مجید کے بیان کے مطابق درود و سلام دونوں پڑھے جائیں۔ لہٰذا نماز کے باہر ایسا درود شریف پڑھنا چاہیے' جس میں صلوٰۃ و سلام دونوں پڑھے جائیں۔ جیسے الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ یا اللھم صل علیٰ سیدنا محمد والہ بارک وسلم۔

اگر نماز کے باہر فقط درود ابراہیمی پڑھا جائے تو قرآن مجید کے مطابق عمل نہ

Marfat.com

ہوگا۔ کیونکہ درود ابراہیمی میں فقط صلوٰۃ کا ذکر ہے اور سلام کا ذکر نہیں ہے، جبکہ قرآن کریم میں صلوٰۃ (درود) اور سلام دونوں کو پڑھنے کا حکم ہے۔ لہٰذا جو لوگ فقط درود ابراہیمی پڑھنے پر زور دیتے ہیں۔ وہ درپردہ قرآن کریم کی مخالفت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ انہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ مکمل درود و سلام پڑھنے کی تلقین کرنی چاہیے تاکہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور قرآن مجید کے بیان کے مطابق عمل ہو سکے۔

برکات اَلسَّلَامُ جل جلالہ

(۱) اللہ تعالیٰ کے وصف السلام اور دین اسلام سے وہ شخص متصف ہوسکتا ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے تمام مسلمان سلامت اور محفوظ ہوں۔

(۲) یہ اسم مبارک تمام مصائب و آلام کو دور کرتا ہے۔ یہاں تک جب کسی مریض پر ایک سو گیارہ (۱۱۱) مرتبہ یا سلام پڑھ کر دم کیا جائے تو بفضل خدا وہ بیمار تندرست ہو جاتا ہے یا کم از کم اس کے مرض میں کمی ضرور آ جاتی ہے۔ بشرطیکہ اس مریض پر موت کا وقت نہ آ پہنچا ہو۔ (روح البیان)

(۳) بعد نماز فجر روزانہ ایک ہزار مرتبہ یا سلام پڑھنے سے علم و ذہانت اور قوت حافظہ تیز ہو جاتی ہے اور نسیان کا مرض دور ہو جاتا ہے۔

(۴) جو شخص کسی مرض شدید میں مبتلا مریض کے سرہانے بیٹھ کر یا سلام یا اللہ کم از کم ایک سو ستر (۱۷۰) مرتبہ اس طرح پڑھے کہ تسبیح مریض کے سر سے مس ہوتی رہے۔ جب تسبیح ختم ہو تو اس تسبیح کو مریض کے تکیہ کے نیچے رکھ دے، دوسرے دن وقت مقررہ پر یا کچھ پہلے پھر تسبیح نکال کر اس طرح پڑھے اور تسبیح مریض کے سرہانے کے نیچے رکھ دے۔ اس طرح تین دن یا تین شب یہ عمل کرے اور روزانہ تسبیح مریض کے سرہانے کے نیچے رکھ دیا کرے، تو انشاء اللہ العزیز پہلے دن سے افاقہ شروع ہو جائے گا اور مریض جلد شفایاب ہوگا۔ (شمع شبستان رضا۔ تنویر الاسماء)

Marfat.com

(۵) جس آدمی کو کوئی حاجت پیش آ جائے تو وہ آدمی اپنے گھر یا مسجد کے کسی گوشہ میں آدھی رات کے وقت اٹھ کر دو رکعت نماز نفل ادا کرے اور حضور قلب کے ساتھ تین ہزار مرتبہ سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ کھڑے ہو کر پڑھے۔ (اول و آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے) انشاء اللہ العزیز جو حاجت ہوگی پوری ہوگی' اگر چالیس (۴۰) دن اسی طرح پڑھتا رہے تو ظاہر و باطن کا علم حاصل ہو اور تمام مخلوق تابع ہو جائے۔

(تنویر الاسماء)

(۷) اَلْمُؤْمِنُ جل جلالہ کی تشریح

اسمائے الٰہیہ میں سے ایک صفاتی اسم مبارک المؤمن ہے اور یہ اپنے مصدر کے اعتبار سے چند معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر مومن ایمان سے بنا ہو تو مطلب ہوگا:

(۱) ایمان عطا کرنے والا۔ (۲) گواہی دینے والا۔ (۳) تصدیق کرنے والا۔ اور اگر امن سے بنا ہو تو مطلب ہوگا امن و عافیت عطا کرنے والا۔ لہٰذا المؤمن پہلے مصدر (الایمان) کے اعتبار سے تین معانی میں استعمال ہوتا ہے اور اب ہر ایک کی تشریح الگ الگ کی جاتی ہے۔

(۱) ایمان عطا کرنے والا: چونکہ اللہ تعالیٰ اپنے ماننے والے بندوں کو ایمان و ایقان کی دولت سے مالا مال فرماتا ہے اس لیے المؤمن کہا جاتا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَ زَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ۔ (الحجرات: ۷)

اور لیکن اللہ نے ایمان کو تمہارا محبوب بنا دیا ہے اور اسے تمہارے دلوں میں آراستہ کر دیا ہے۔

نیز دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے یوں ارشاد فرمایا ہے:

Marfat.com

أُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِىْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ۔ (المجادلۃ:۲۲)

یہ ہیں (اللہ و رسول سے محبت کرنے والے) جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان کو نقش فرما دیا ہے۔

(۲) گواہی دینے والا: چونکہ اللہ تعالیٰ نے اہل علم اور فرشتوں کے ساتھ اپنے معبود برحق ہونے کی گواہی خود بھی دی ہے۔ اس لیے اسے المؤمن کہا جاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَ اُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ۔ (آل عمران:۱۸)

اللہ نے گواہی دی کہ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور (یہی گواہی دی) فرشتوں اور عالموں نے انصاف سے قائم ہو کر۔

نیز جب اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے حضور نبی کریم رؤف ورحیم رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور آپ کے دین کی مدد کرنے کا پختہ عہد لیا اور سب سے اقرار کرایا تو ان کو ایک دوسرے کا گواہ بنا کر خود بھی گواہ بنا' چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد الٰہی ہے:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتَابٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ۔

(آل عمران:۸۱)

اور وہ وقت یاد کرو جب اللہ نے تمام پیغمبروں سے پختہ عہد لیا۔ قسم فرما کر کہ جب میں تمہیں کتاب وحکمت دے دوں پھر تمہارے پاس عظمت و شان والا وہ رسول تشریف لائے جو تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور بہ ضرور اس پر ایمان لانا اور تم ضرور بہ ضرور اس کی مدد کرنا' فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا' فرمایا: بس اب تم ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔

Marfat.com

فائدہ: خیال میں رہے کہ یہ آیت کریمہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے پرمسرت موقع پر محفل میلاد شریف منعقد کرنے اور اس میں آپ کی عظمت وشان بیان کرنے کی عمدہ ترین دلیل ہے' بشرطیکہ یہ محفل غیر شرعی اقوال و اعمال اور فخر و ریا سے پاک ہو اور فقط اللہ تعالیٰ و رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا اور اظہار محبت کی خاطر منعقد کی جائے۔

(۳) تصدیق کرنے والا: چونکہ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں کی تصدیق فرمانے والا ہے اس لیے اسے المؤمن کہا جاتا ہے۔ چنانچہ سورۃ حشر کی آیت نمبر ۲۳ میں المؤمن کا معنیٰ مفسرین کرام نے مصدق رسل (یعنی رسولوں کی تصدیق کرنے والا) کیا ہے۔ چنانچہ علامہ السید محمود آلوسی حنفی بغدادی نے المؤمن کا ایک معنیٰ یہ لکھا ہے:

المصدق لنفسه و لرسله عليهم السلام فيما بلغوا عنه سبحانه۔	اللہ تعالیٰ اپنی ذات کی تصدیق فرمانے والا ہے اور اپنے پیغمبروں کی تصدیق فرمانے والا ہے کہ انہوں نے اس کی طرف سے تمام پیغامات کماحقہ پہنچا دیے ہیں۔
(روح المعانی الجزء الثامن والعشرون)	

نیز اسی طرح تفسیر روح البیان' تفسیر کبیر' تفسیر الخازن' تفسیر الجلالین' تفسیر مظہری میں ایک معنیٰ یہی بیان کیا گیا ہے۔ البتہ امام فخر الدین رازی نے فرمایا کہ ایک معنیٰ یہ ہے کہ جب قیامت کے دن امت محمدیہ علیہ التحیۃ والثناء انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے حق میں گواہی دے گی تو اللہ تعالیٰ اس گواہی پر امت مصطفوی کی صداقت کی گواہی دے گا۔ نیز علامہ علاؤالدین علی بن محمد بن ابراہیم بغدادی' صوفی نے یہ بھی لکھا ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو معجزات عطا فرما کر ان کی تصدیق فرمانے والا ہے۔ اسی طرح مومنوں کو ثواب عنایت کرنے والا اور کافروں کو عذاب دینے کے وعدہ کی تصدیق فرمانے والا ہے۔

(۴) امن دینے والا: چونکہ مومن کا ایک معنیٰ امن بخشنے والا اور امان

Marfat.com

عطا کرنے والا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں میں سے ایک نام المؤمن ہے۔ چنانچہ علامہ الشیخ اسماعیل حقی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر روح البیان میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا نام مومن اس لیے ہے کہ وہ اہل ایمان کو ظلم اور خوف سے امن بخشنے والا ہے کیونکہ وہ نہ کسی پر ظلم کرتا ہے اور نہ وہ اہل ایمان پر اپنا خوف مسلط کرتا ہے۔

(یادرہے کہ) ایمان تخویف کا متضاد ہے کیونکہ ایمان کا معنیٰ امن و امان دینا ہے۔ جبکہ تخویف کا معنیٰ خوفزدہ کرنا اور ڈرانا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں خوف و ڈر سے امن بخشا۔ نیز اللہ تعالیٰ کو مومن اس لیے بھی کہا جاتا ہے کہ قیامت کے دن وہ اہل توحید کو جہنم کی آگ سے امن بخشے گا۔

نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت

یہاں پر علامہ الشیخ اسماعیل حقی حنفی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بڑی پیاری روایت نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے اہل توحید میں سے ان لوگوں کو جہنم سے نکالا جائے گا، جن کے نام اللہ تعالیٰ کے محبوب و مطلوب سرور عالم، فخر آدم و بنی آدم، رسول محتشم جناب محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی اسم گرامی کے موافق ہوں گے۔ جب ایسے مبارک نام والے سب کے سب نکال لیے جائیں گے اور ان میں سے کوئی باقی نہیں رہے گا، تو اللہ تعالیٰ باقی لوگوں سے ندا فرمائے گا کہ اے ایمان والو! دوزخ سے باہر نکل آؤ کیونکہ تم مسلمان ہو اور میں السلام (سلامتی دینے والا) ہوں اور تم اہل ایمان ہو اور میں المؤمن (امان دینے والا) ہوں۔ چنانچہ ان دونوں اسموں کی برکت سے بہت سے دوزخیوں کو دوزخ سے نکالا جائے گا۔

علامہ کاشفی نے المؤمن کا یہ معنیٰ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کو دوزخ کے عذاب سے امن دینے والا ہے۔

امام غزالی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: کہ مومن کامل وہ ہے جس کی ذات کے علاوہ کسی سے امن و امان کا تصور نہ کیا جا سکے، بلکہ صرف اسی کی ذات سے ہر قسم کا

Marfat.com

امن و امان حاصل کیا جا سکے۔ اور یہ معنیٰ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات میں متصور ہو سکتا ہے' کیونکہ وہی ہر قسم کا امن و امان عطا کر سکتا ہے' بندہء مومن تو بہت کم زور ہے۔ اس کی فطرت میں ہی ضعف ہے' پھر امراض و افلاس اور بھوک و پیاس کا شکار ہوتا رہتا ہے۔ نیز آفات و بلیات (مثلاً) جلانے والی' غرق کرنے والی' زخمی کرنے والی اور اس کے اعضاء کو توڑنے والی وغیرہ وغیرہ کا نشانہ بنتا رہتا ہے۔ لہٰذا امن وہ دے سکتا ہے جس نے اس کے امراض کے لیے ادویات تیار کر دی ہیں اور بھوک و پیاس دور کرنے کے لیے خورد و نوش کا انتظام کر دیا ہے تا کہ نہ اسے بھوک کا خطرہ ہو اور نہ پیاس کا ڈر ہو' اور اس کے بدن سے آفات کو دور کرنے کے لیے اعضاء بنا دیے ہیں' جو انسان کو بروقت ڈرانے والے جاسوس کا کام دیتے ہیں تا کہ اسے ہلاکت میں ڈالنے والی چیزوں سے ڈرائیں۔ نیز اللہ تعالیٰ نے آخرت کا خوف و ڈر دور کرنے کے لیے کلمہء توحید (لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ) عنایت فرما دیا ہے اور اللہ تعالیٰ خود ہی رشد و ہدایت فرماتا ہے کہ اس مضبوط ترین قلعہ (لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ) میں داخل ہو جاؤ' کیونکہ جو آدمی اس میں داخل ہو جائے گا۔ وہ میرے عذاب سے امن میں آ جائے گا اور میری سزا سے محفوظ ہو جائے گا نیز دنیا میں درحقیقت صرف وہی امن دینے والا ہے اور اسی سے فوائد حاصل کرنے کے لیے اسباب بنتے ہیں اور مخلوقات کی تخلیق میں وہ منفرد و یکتا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں وہی نیک اعمال کرنے کی توفیق و ہدایت بخشتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے' اسے چاہیے کہ اپنے ہمسایوں کو ہر قسم کی تکلیف سے امن میں رکھے اور کسی ہمسایہ کو رنج و تکلیف نہ پہنچائے' وصایا الفتوحات میں لکھا ہے کہ اگر تم چاہتے ہو کہ تمہیں کسی کا خوف و ڈر نہ ہو تو تم کسی شخص کو خوف زدہ نہ کرو اور نہ کسی کو ڈراؤ دھمکاؤ' کیونکہ جب تم کسی کو دکھ اور تکلیف پہنچاؤ گے تو وہ تمہیں دکھ اور تکلیف پہنچائے گا۔

Marfat.com

برکات اَلْمُؤْمِنُ جل جلالہ

(۱) جو شخص روزانہ چھتیس (۳۶) مرتبہ یا مؤمن پڑھے گا' وہ خوف و ڈر سے امن میں رہے گا' اس کا مال بھی محفوظ رہے گا اور جتنا کم وبیش پڑھے گا' اتنا ہی خوف وامن میں کمی وبیشی ہوگی۔ (تفسیر روح البیان پارہ' ۲۸)

(۲) امام ہشتم (امام علی رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں کہ: جو شخص روزانہ ایک سو چھتیس (۱۳۶) مرتبہ یا مؤمن پڑھے گا' تو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس کے قلب میں نور ایمان کی لہریں موجزن ہو جائیں گی۔

(۳) حضرت الشیخ عبدالمجید مغربی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص روزانہ ایک ہزار ایک سو بتیس (۱۱۳۲) مرتبہ یاموءمن پڑھتا رہے گا تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اس کو لوگوں کی بدگوئی اور امراض خبیثہ سے محفوظ رکھے گا۔ (شمع شبستان رضا)

(۴) جو عورت روزانہ ایک سو مرتبہ یا مؤمن پڑھا کرے تو خاوند کی بداخلاقی' برائی اور اس کے شر سے محفوظ رہے گی۔ (فضائل الاسماء)

(۸) اَلْمُهَيْمِنُ جل جلالہ کی تشریح

یہ اِسم الٰہی اپنے اختلاف مصدر کے سبب بہت سے معانی میں استعمال ہوتا ہے مثلاً:

(۱) محافظ ونگہبان۔

(۲) ہر چیز پر مطلع اور تمام مخلوق کے حالات سے باخبر رہنے والا۔

(۳) ہر چیز پر امین' یعنی ایسا امانتدار جو کسی کا حق ضائع نہ کرے۔

(۴) خوف سے امن دینے والا' یعنی ہر ضرر رساں اور نقصان دہ چیز سے

Marfat.com

بچانے والا۔

(۵) گواہ، یعنی ایسا عالم و شاہد جس سے کوئی چیز پوشیدہ نہ ہو بلکہ ہر چیز کو جاننے والا اور اس کی گواہی دینے والا ہو۔

(روح المعانی الجزء الثامن والعشرون۔ روح البیان ۲۸)

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ کے حق میں **المھیمن** کا معنی ہے کہ وہ اپنی مخلوق کے تمام اعمال مختلفہ نیز ان کے مقدر میں رزقہائے گوناگوں اور موت و حیات کے نشیب و فراز اور موت کی کیفیات سے مطلع ہے اور ان سب پر غالب و فائق ہے اور وہی سب کی حفاظت فرمانے والا ہے اور تمام وہ امور جو معرض وجود میں آ گئے ہیں یا آئندہ آنے والے ہیں سب اس کے کنٹرول میں ہیں اور وہ سب کی حفاظت فرمانے والا ہے۔ نیز کمال علم، اور کمال غلبہ و حفاظت کے معانی کے اعتبار سے یہ اسم **المھیمن** تمام اسمائے الٰہی کا جامع ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کے علاوہ اس اسم کا اطلاق کسی اور پر علیٰ وجہ الکمال اور بالاستقلال جائز نہیں اس لیے کہا جاتا ہے کہ کتب قدیمہ میں اللہ تعالیٰ کا نام **المھیمن** ہے۔

عبدالمھیمن یعنی اس اسم کا مظہر اللہ تعالیٰ کا وہ بندہ بن سکتا ہے، جو اللہ تعالیٰ کو تمام مخلوق پر غالب و مطلع اور ہر چیز کی حفاظت کرنے والا مشاہدہ کرے اور خود دوسروں کے حقوق کی نگرانی کرے اور ہر حقدار کا حق ادا کرے اور کسی کا حق ضائع نہ کرے۔

اور عارف باللہ کا حصہ اس اسم مبارک سے یہ ہے کہ وہ اپنے قلب کی نگرانی کرے اور اپنے جوارح و اعضاء کی حفاظت کرے کہ کہیں شیطان لعین اسے بہکا نہ دے اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کی (**امر بالمعروف و نھی عن المنکر** کے ذریعے) حفاظت و نگرانی میں ہر وقت مستعد اور تیار رہے کیونکہ جس کو یقین ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ **المھیمن** ہے۔ وہ اس کے جلال کے سامنے عاجزی اختیار کرتا ہے اور اپنے تمام احوال کی نگرانی کرتا ہے اور اس سے شرم و حیا کی وجہ سے گناہوں سے بچتا ہے، کیونکہ اسے یقین ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ **مھیمن** ہے، لہٰذا وہ ہر چیز کو جانتا ہے اور سب سے باخبر ہے

Marfat.com

اس لیے وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کے سامنے مراقب رہتا ہے کہ کہیں بے ادبی نہ ہو جائے۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نوافل کی نماز بیٹھ کر پڑھا کرتے تھے ایک دن نماز پڑھ کر تھکاوٹ کی وجہ سے پاؤں پھیلا دیا تو غیب سے ہاتف نے آواز دی کہ بادشاہوں کی محفل میں ایسے نہیں بیٹھتے آپ نے فوراً اپنا پاؤں سمیٹ لیا۔

ایک بزرگ حضرت حریری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خلوت میں بھی اپنے پاؤں نہیں پھیلاتے تھے۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ آپ خلوت میں پاؤں کیوں نہیں پھیلاتے جبکہ اس وقت آپ کے پاس کوئی نہیں ہوتا تو آپ نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ کا ادب و احترام سب سے زیادہ ضروری ہے۔

برکات اَلْمُھَیْمِنُ جل جلالہ

(۱) جو شخص غسل کر کے دو رکعت نماز نفل پڑھے پھر خلوت میں بیٹھ کر حضور قلب کے ساتھ ایک سو دفعہ یا مھیمن (چالیس روز) پڑھتا رہے تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جو چاہتا ہے وہ اسے مل جائے گا۔

(۲) حضرت الشیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: کہ جو شخص اس اسم (یا مھیمن) کا وظیفہ ہمیشہ جاری رکھے گا (کم از کم ایک سو مرتبہ روزانہ یا مھیمن پڑھتا رہے گا) تو اس کا حافظہ تیز ہو جائے گا اور نسیان کا مرض دور ہو جائے گا۔

(۳) اس اسم پاک کا خاصہ یہ ہے کہ جو شخص اسے ہمیشہ پڑھتا رہے گا' وہ صاحب کشف ہو جائے گا اور بواطن و اسرار پر باذن اللہ مطلع ہو جائے گا۔

(تفسیر روح البیان۔ پ ۲۸)

Marfat.com

(۹) اَلْعَزِیْزُ جل جلالہ کی تشریح

امام فخر الدین رازی اور علامہ خازن رحمہما اللہ تعالیٰ نے اس اسم مبارک کے دو معنیٰ بیان کیے ہیں۔

(۱) عدیم النظیر' ایسی بے مثل ذات جس کی نظیر ناممکن ہو۔

(۲) زبردست غالب۔ (تفسیر کبیر جلد ہشتم۔ تفسیر خازن جلد چہارم)

علامہ سید محمود آلوسی حنفی بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مذکورہ بالا دونوں معانی بیان کرنے کے علاوہ تین معانی مزید بھی بیان کیے ہیں جو درج ذیل ہیں۔

(۳) وہ ذات جو جب چاہے جس کو چاہے سزا دے اسے کوئی روک ٹوک کرنے والا نہ ہو۔

(۴) وہ ذات اقدس جس کے ذمہ کرم پر نیک عمل کرنے والوں کو ثواب عنایت کرنا لازم وضروری ہو۔

(۵) وہ ذات پاک جو اپنی عظمت وشان سے کبھی کم تر نہیں ہوسکتی بلکہ ہمیشہ بلند و بالا رہتی ہے' چونکہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ عالی شان رہتا ہے اس لیے اسے العزیز کہتے ہیں۔ (تفسیر روح المعانی الجزء الثامن والعشرون)

(۶) عزت والا۔

(۷) دوسروں کو عزت بخشنے والا' جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ عزت تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور اہل ایمان کے لیے ہے۔ (المنافقون: ۸)

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے بعض بندے ایسے معزز ہوتے ہیں کہ تمام انسان رشد و ہدایت' فیوض و برکات اور سعادت دارین کے حصول میں ان کے محتاج ہوتے ہیں۔ اور ایسے معزز ومکرم بندگان

Marfat.com

خدا نادر الوجود اور نہایت ہی مشکل سے میسر آتے ہیں۔اور یہ منصب و مرتبہ انبیائے کرام علیھم الصلوٰۃ والسلام کا ہے اور ان کی اس عزت و شرافت میں وہ حضرات بھی شریک ہوتے ہیں۔ جو تبلیغ دین اور فیض رسانی میں ان کے درجات کے قریب ہیں۔ خواہ ان کے ہم عصر ہوں جیسے خلفاء راشدین اور تمام وارثین انبیاء (علمائے ربانی) اور ہر ایک کی عزت و عظمت اس کے منصب و مرتبہ کے مطابق ہوگی۔

حضرت الشیخ ابوالعباس المرسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: کہ بخدا میں نے عزت دیکھی ہے تو مخلوق سے مستغنی اور بے نیاز رہنے میں دیکھی ہے۔ کیونکہ جو شخص اللہ تعالیٰ کو عزیز مانتا ہے' وہ جلال مخلوق کو اللہ تعالیٰ کے جلال کے سامنے معدوم سمجھے گا۔ خلاصہ یہ ہے کہ مخلوق میں عزیز وہ ہے' جسے اللہ تعالیٰ قدر و منزلت اور عزت عطا فرمائے اور اسے بقا یا فنا کا کچھ حصہ عنایت فرما دے۔ پھر ان میں سے بعض بندے وہ ہیں' جو اطاعت الٰہی سے عزیز بنے اور بعض وہ ہیں جنہوں نے یہ مرتبہ تواضع اور عاجزی سے پایا۔ بعض بندے وہ ہیں جنہوں نے کمال علم و عمل اور کمال معرفت سے یہ مرتبہ حاصل کیا' اور بعض وہ بندے ہیں جنہوں نے سطوت و شوکت اور مال و دولت سے یہ مرتبہ حاصل کیا' اور بعض بندے وہ ہیں جو دنیا و آخرت دونوں جہانوں میں عزیز ہیں۔ اور بعض وہ ہیں جو صرف دنیا میں عزیز ہیں لیکن آخرت میں فارغ۔ اور بعض وہ ہیں جو آخرت میں عزیز ہوں گے لیکن دنیا میں فارغ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے بہت سے بندے ایسے بھی ہوتے ہیں' جو لوگوں کی نظروں میں ذلیل اور ادنیٰ شمار ہوتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ بہت ہی عزیز ہوتے ہیں۔ اور بعض بندے لوگوں کی نگاہوں میں عزت والے ہوتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک ذلیل و ادنیٰ ہوتے ہیں۔ لہٰذا اصل میں عزیز وہ ہے جو اپنے خالق و مالک اور رب تعالیٰ کے نزدیک عزیز و کریم ہے۔ (ماخوذ من تفسیر روح البیان)

Marfat.com

برکات اَلْعَزِیْزُ جل جلالہ

(۱) جو شخص چالیس روز تک چالیس مرتبہ یا عزیز پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرمائے گا۔ اور اس کی عزت و وقار میں اضافہ فرمائے گا۔ اور وہ مخلوق میں کسی کا محتاج نہ ہوگا۔

(۲) حضرت شیخ شہاب الدین السہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: کہ جو شخص سات دن تک مسلسل بلاناغہ ایک ہزار مرتبہ یا عزیز پڑھے گا تو اس کا دشمن مغلوب ہو جائے گا اور اگر لشکر کے سامنے ستر (۷۰) مرتبہ پڑھ کر دشمن کی طرف اشارہ کر کے دم کر دے تو دشمن شکست کھا کر بھاگ جائیں گے۔ (تفسیر روح البیان ۲۸)

(۳) اس اسم مبارک کا ہمیشہ وظیفہ کرنے والا ہر دلعزیز اور غنی ہو جاتا ہے اور دشمن پر غالب آ جاتا ہے۔ نیز رات کے آخری حصے میں دو ہزار مرتبہ پڑھ کر بارش کی دعا مانگی جائے تو قبول ہو جاتی ہے۔

اگر کوئی شخص اپنے عہدے سے معزول ہو گیا ہو تو وہ سات دن تک غسل کر کے دو رکعت نماز نفل پڑھ کر تین ہزار بار یا عزیز یا معز پڑھ کر دعا مانگے تو ان شاء اللہ العزیز اپنے عہدے پر دوبارہ بحال ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ ایک طریقہ یہ ہے کہ پہلے تین دن کھڑے ہو کر تین ہزار بار پڑھے۔ اور باقی چار دن بیٹھ کر پانچ ہزار بار پڑھے۔

(ماخوذ من فضائل الاسماء الحسنیٰ)

(۱۰) اَلْجَبَّارُ جل جلالہ کی تشریح

مفسرین کرام علیہم الرحمۃ والغفران نے اللہ تعالیٰ کے اس اسم صفاتی الجبار کے درج ذیل معانی بیان کیے ہیں۔

(۱) اپنی مخلوق کے معاملات کو درست کرنے والا۔

Marfat.com

(۲) اپنی مخلوق میں ایسا تصرف کرنے والا جس میں ان کی فلاح و بہبود ہو۔

(۳) شکستہ دلوں کو جوڑنے والا۔

(۴) غریبوں، محتاجوں اور فقیروں کو غنی اور مالدار کر دینے والا۔

(۵) اپنی تمام مخلوق خصوصاً بنی نوع انسان کو جبر و قہر کے ساتھ اپنے ارادے پر لگانے والا۔

(۶) وہ ذات جو جب چاہے جو چاہے کر گزرے اسے کوئی روک ٹوک کر سکنے والا نہ ہو اور نہ اسے کوئی منع کر سکنے والا ہو۔

(۷) عظمت و شان والا۔

(روح المعانی، روح البیان، کبیر، مظہری، خازن، ضیاء القرآن)

خیال میں رہے کہ یہ تمام معانی اللہ تعالیٰ کے لیے استعمال ہوتے ہیں مگر اس کے کچھ دیگر معانی ایسے ہیں جو صرف مخلوق کے لیے مخصوص ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس کے شایان شان نہیں۔ چنانچہ امام فخر الدین رازی رحمتہ اللہ علیہ نے یہ تمام معانی قرآن مجید کے حوالہ جات سے تفسیر کبیر میں بیان کیے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

(۱) کسی پر جبر و اکراہ کر کے اس پر مسلط ہو جانے والا، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: وَمَآ اَنۡتَ عَلَیۡهِمۡ بِجَبَّارٍ ۝ یعنی اے محبوب آپ ان پر جبر کرنے والے نہیں ہیں۔ کیونکہ کفار کو جبراً مسلمان نہیں بنایا جاتا بلکہ انہیں راہ حق دکھایا اور سمجھایا جاتا ہے۔ رب تعالیٰ کا فرمان ہے کہ: لَآ اِكۡرَاهَ فِی الدِّیۡنِ، دین میں جبر نہیں۔

(۲) بڑے جسم والی طویل القامت جنگجو سرکش قوم، جیسا کہ فرمان الٰہی ہے: اِنَّ فِیۡهَا قَوۡمًا جَبَّارِیۡنَ ۝ یعنی بلا شبہ اس (علاقہ) میں بڑے لحیم و جسیم، زبردست قوی و طاقتور طویل القامت لوگ ہیں۔

(۳) اللہ تعالیٰ کی عبادت سے سرکشی کرنے والا، جیسا کہ قرآن کریم میں ہے: وَلَمۡ یَجۡعَلۡنِیۡ جَبَّارًا شَقِیًّا۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے سرکش و بد بخت نہیں بنایا بلکہ اس نے مجھے فرماں بردار و نیک بخت بنایا ہے۔

(۴) قتل و غارت کرنے والا۔ جیسا کہ رب تعالیٰ کا فرمان ہے: ان

Marfat.com

تُرِيْدُ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ جَبَّارًا فِي الْاَرْضِ۔ یعنی تم اس سرزمین پر صرف قتل و غارت چاہتے ہو۔ (تفسیر کبیر، جلد ہشتم)

یہ اسم جبر سے بنا ہے۔ جبر کے معنی درستگی کے ہیں اور اس کے مقابلہ میں لفظ کسر آتا ہے جس کے معنیٰ شکستگی کے ہیں جب کسی کا نام جبار ہوتا ہے تو اس کی وجہ تسمیہ اور ہوتی ہے وہ جبار النخل سے بنایا گیا ہے یعنی جو کھجور اتنی بلند ہو کہ اس پر چڑھنے کا حوصلہ نہ ہو سکے۔ چونکہ سرکش، سنگ دل، بے رحم لوگ ایسے ہی ہوتے ہیں کہ ان سے خلق خدا کو آزار کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوا کرتا اور وہ اپنے اوپر کسی کا حق نہیں سمجھتے اس لیے وہ جبار کہلانے کے سزاوار ہوتے ہیں۔ سورہ ھود میں ہے: واتبعوا امر کل جبار عنیدo سورۃ ابراہیم میں ہے "وخاب کل جبار عنید" سورۃ مومن و مریم، قصص، مائدہ اور سورۃ شعراء میں بھی یہی لفظ ایسے سرکش انسانوں کے متعلق آیا ہے۔

سورہ ق میں یہی لفظ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی منفی صفت میں واقع ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا نام جبّار ہے کہ وہ ریڑھ کی ہڈی کی گرہوں کو پیوستگی دینے والا، شکستہ دل انسانوں کو ڈھارس دینے والا، کشتی شکستگان کو ساحل پر پہنچانے والا، وہی دوائے دردمنداں ہے اور وہی مرہم شکستہ دلاں ہے۔ اسی جبر سے جبروت بھی بنا ہے، جو جبر کا مبالغہ ہے۔ حصن حصین میں بحوالہ طبرانی اوسط درج ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھا کرتے تھے: سبحان ذی الملک والملکوت والجبروت والکبریاء والعظمۃ۔ اس اسم پاک سے تخلق کے لیے صفت ہمدردی و غمگساری پیدا کرنا ضروری ہے۔ (معارف الاسماء)

امام راغب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ: الجبر کا اصل معنیٰ ہے اصلاح الشیء بضرب من القهر۔ یعنی تھوڑے سے جبر و قہر کے ساتھ کسی کی اصلاح کرنا۔ اور کبھی یہ لفظ صرف اصلاح کے معنیٰ میں بھی بولا جاتا ہے جیسے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا میں ہے: یا جابر کل کسیر و مسهل کل عسیر۔ یعنی اے شکستہ دل کی اصلاح کرنے والے اور اے ہر مشکل کو آسان بنانے والے۔ اور اللہ تعالیٰ کی صفت جبار اس معنیٰ میں ہے کہ وہ اپنے بندوں کو بڑی بڑی نعمتیں عطا فرما کر ان

Marfat.com

کی کمی اور کمزوری کو پورا کرتا ہے۔

بعض کتب الٰہیہ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ: اے میرے بندے تیرا بھی ارادہ ہے اور میرا بھی ارادہ ہے لیکن ہوگا وہی جو میرا ارادہ ہے' اور اگر تو میرے ارادے پر راضی ہے تو تو جو چاہتا ہے اس کی کفایت میں کروں گا اور اگر تو راضی نہیں ہے تو میں تجھے تیرے ارادے پر چھوڑ کر وہی کروں گا جو میرا ارادہ ہوگا۔ بعض مشائخ نے فرمایا کہ اس اسم کے عارف کا اس سے یہ حصہ ہے کہ وہ اپنے نفس کی اصلاح کی طرف متوجہ ہو کر اس کے تمام عیوب و نقائص کو ختم کر کے فضائل و کمالات حاصل کر لے' اور اپنے نفس کو تقویٰ و طہارت اپنانے اور ہمیشہ عبادت و ریاضت اور اطاعت و فرماں برداری کرنے کی ترغیب دے' اور اس کی خواہشات و شہوات کو عبادات و ریاضات کے ذریعے مٹا دے' اور اللہ تعالیٰ کے ماسوا کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دے اور حق کے سوا کسی طرف توجہ نہ کرے' بلکہ ہمیشہ اور ہر وقت اس کی یاد میں مگن رہے تو اللہ تعالیٰ ایسے بندے پر وقار و سکینہ کے زیورات سے تجلی فرماتا ہے تاکہ اسے مصائب و آلام اور حوادثات کے سخت جھونکے نہ ہلا سکیں' اور آفات و بلیات کے طوفان اس کا کچھ نہ بگاڑ سکیں بلکہ رشد و ہدایت کی تبلیغ اور اصلاح احوال کے لحاظ سے تمام عالم میں اس کی تاثیر قوی ہو جائے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: عباد الجبار (بندگان خدا) میں وہ شخص بھی شامل ہو جاتا ہے' جو اتباع حق کے سبب مقامات عالیہ اور مراتب رفیعہ پر فائز ہو کر متبوعیت و مقتدیٰ کے منصب پر فائز ہو جاتا ہے۔ اور لوگ اس کی عظمت و شان سے متاثر ہو کر اور اس کی پاکیزہ سیرت دیکھ کر اس کی اقتداء کرنے لگ جاتے ہیں' اس طرح وہ بندہ مخلوق خدا کو اپنے فیوض و برکات سے مستفید فرماتا رہتا ہے۔ انہیں روحانی فوائد سے مالا مال کرتا رہتا ہے اور ان پر اثر انداز ہوتا رہتا ہے مگر خود ان کا اثر قبول نہیں کرتا' اور اپنی پاکیزہ سیرت کی اتباع کراتا رہتا ہے' مگر خود ان کی خرافات کی اتباع نہیں کرتا' اور سوائے حق تعالیٰ کے کسی طرف متوجہ نہیں ہوتا صرف اسی کی یاد میں مشغول رہتا ہے۔ حتیٰ کہ اسے اپنی خبر بھی نہیں رہتی اور اپنے معاملات میں وہ کسی سے طمع نہیں رکھتا۔

فائدہ: درحقیقت اس اسم مبارک سے کامل حصہ صرف سید الاولین والآخرین

Marfat.com

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو نصیب ہوا ہے چنانچہ آپ نے خود ارشاد فرمایا ہے: کہ اگر آج حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام اپنی ظاہری حیات میں موجود ہوتے تو انہیں میری اتباع کے سوا کوئی چارہ نہ ہوتا۔ اور سنو! میں تمام اولاد آدم علیہ السلام کا سردار ہوں اور یہ بات میں فخریہ نہیں کہہ رہا۔

برکاتَ اَلْجَبّارُ جل جلالہ

(۱) اگر کوئی شخص صبح وشام روزانہ مسبعات عشر کے بعد اس اسم یا جبار کو اکیس (۲۱) بار پڑھ لیا کرے تو انشاء اللہ العزیز وہ ظالموں، سرکشوں اور حد سے تجاوز کرنے والوں کی شرارتوں سے سفر وحضر میں محفوظ رہے گا۔ (ماخوذ از تفسیر روح البیان)

خیال میں رہے کہ مسبعات عشر سے مراد وہ دس دعائیں ہیں، جو روزانہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کے ساتھ سات سات مرتبہ پڑھی جاتی ہیں۔ وہ دعائیں مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) اول وآخر درج ذیل درود شریف سات سات مرتبہ پڑھا جائے،
اللھم صل علی سیدنا محمد عبدک و نبیک و حبیبک و رسولک النبی الامی و علی آلہ واصحابہ و بارک وسلم

(۲) سورۃ فاتحہ (الحمد شریف)۔

(۳) سورۃ الناس۔

(۴) سورۃ الفلق۔

(۵) سورۃ الاخلاص۔

(۶) سورۃ الکافرون۔

(۷) آیۃ الکرسی۔

(۸) کلمہ تمجید۔

(۹) اللھم اغفرلی ولوالدی وارحمھما کما ربیٰنی صغیرا

Marfat.com

واغفر اللهم لجميع المؤمنين والمؤمنات والمسلمين والمسلمات الاحياء منهم والاموات برحمتک یا ارحم الراحمین٥

(۱۰) اللهم یا رب افعل بی و بهم عاجلا و اجلا فی الدین والدنیا والاخرة ما انت له اهل ولا تفعل بنا یا مولانا ما نحن له اهل انک غفور حلیم جواد کریم ملک بر رؤف رحیم٥

(۲) جو بچہ بیماری کی وجہ سے بے حد لاغر و کمزور اور دبلا ہو گیا ہو تو سرسوں کا تیل لے کر ایک ہزار ایک سونو (۱۱۰۹) مرتبہ اس تیل پر یا جبار پڑھ کر دم کیا جائے اور وہ تیل روزانہ مریض کے بدن پر مالش کیا جائے، انشاء اللہ تعالیٰ وہ بچہ موٹا تازہ اور طاقتور وتوانا ہو جائے گا اور اس کی کمزوری ولاغری رفع ہو جائے گی۔

(۳) جو شخص پنجگانہ نماز کے بعد ایک سو ایک مرتبہ یا جبار پڑھے گا، اس کا دل مستحکم وقوی اور صابر ہو جائے گا۔ لوگوں کی غیبت و برائی اور بے ہودہ گوئی سے کبھی رنجیدہ خاطر نہ ہوگا اور کسی صدمہ سے حالت ابتر نہ ہوگی۔ نہایت جوانمردی کے ساتھ اس کا دل نیکی کی طرف مائل رہے گا۔

(۴) جس کے سر میں درد ہو اس کے ماتھے پر سات مرتبہ یا جبار انگلی سے لکھا جائے، پھر تین مرتبہ ماتھا پکڑ کر یا جبار یا سلام سات سات دفعہ پڑھ کر دم کرلے۔ انشاء اللہ کیسا ہی درد ہو جاتا رہے گا اور اگر آدھے سر کا درد ہے تو سورج نکلنے سے پہلے اس عمل کو کرے بہت جلد شفاء ہوگی۔ (فضائل الاسماء الحسنیٰ)

(۱۱) اَلْمُتَکَبِّرُ جل جلالہ کی تشریح

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے المتکبر کے چار معانی بیان کیے ہیں:

(۱) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: متکبر وہ ذات ہے، جو اپنی ربوبیت وتربیت میں سب سے بلند ہو اور اس کی مثل کوئی نہ ہو۔

(۲) حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کہ متکبر وہ ہے، جو ہر قسم کی

Marfat.com

برائی کے ارتکاب سے پاک ہو اور ہر برائی کے ارتکاب سے بلند و برتر ہو۔

(۳) علامہ زجاج نے کہا کہ متکبر وہ ہے' جو اپنے بندوں پر ظلم و ستم کرنے سے بلند و بالا ہو (کسی پر ظلم نہ کرتا ہو) کیونکہ یہ کام اس عظیم الشان ارفع و اعلیٰ ذات سے نہایت کم تر ہے۔ اس لیے وہ ایسے گھٹیا کاموں سے پاک اور بلند و برتر ہے۔

(۴) ابن الانباری نے کہا متکبر کا معنیٰ ہے بڑی عظمت و شان والا اور بڑی کبریائی و برتری والا۔

(۵) وہ ذات اقدس جس کی عظمت و کبریائی انتہا کو پہنچی ہوئی ہو' یعنی بے انتہا عظمت و شان والا۔

(۶) متکبر وہ ذات ہے' جو ان تمام امور سے بلند و بالاتر ہو جو حاجت و ضرورت اور عیب و نقصان کا باعث ہوتے ہیں۔ (روح المعانی' مدارک التنزیل' روح البیان) یاد رہے کہ انسانوں کے لیے متکبر ہونا مذمت کا سبب ہے کیونکہ انسانوں کو اپنی عظمت و رفعت اور اپنی کبریائی و بڑائی کے اظہار کا حق نہیں' بلکہ ان کے لیے حقارت و تذلل اور تواضع و انکساری اور عاجزی اختیار کرنا واجب ہے۔ لہٰذا انسان جب اپنی کبریائی کا اظہار کرے گا تو وہ جھوٹا ہوگا۔ اسی وجہ سے متکبر ہونا انسان کے لیے صفت مدح نہیں بلکہ اس کے حق میں صفت مذمومہ ہے۔ البتہ اللہ تعالیٰ کے لیے متکبر ہونا صفت مدح ہے کیونکہ اس کی تمام صفات اس کی ذات اقدس کی طرح عظیم الشان' ارفع و اعلیٰ اور بلند و بالاتر ہیں۔ لہٰذا عظمت و رفعت اور کبریائی و بڑائی صرف اسی کا حق ہے اور درحقیقت وہی متکبر ہے۔

(ماخوذ من تفسیر الخازن) حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کے) اسی منبر پر دیکھا کہ آپ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے احکام سنا رہے تھے اور آپ نے دوران وعظ فرمایا: کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمام آسمانوں اور تمام زمینوں کو اپنے قبضۂ قدرت سے جمع فرمائے گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے (لوگوں کو سمجھانے کے لیے) اپنی مٹھی کھول کر پھر بند کر کے فرمایا کہ اسی طرح جمع فرمائے گا۔ بعد ازاں فرمائے گا: میں اللہ ہوں' میں رحمٰن ہوں' میں رحیم ہوں' میں ملک ہوں' میں قدوس ہوں' میں سلام ہوں' میں مومن ہوں' میں مھیمن

Marfat.com

ہوں، میں عزیز ہوں، میں جبار ہوں، میں متکبر ہوں، میں وہ ہوں جس نے دنیا کا آغاز کیا جو پہلے نہ تھی، میں نے ہی اسے تیار کیا ہے۔ آج کہاں ہیں بادشاہ، کہاں ہیں جبابرہ؟

نیز حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کبریائی میری چادر ہے اور عظمت میری ازار ہے جو بھی مجھ سے چھینے گا میں اس کی گردن توڑ دوں گا۔

ایک اور حدیث مبارکہ میں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جہنم اور جنت کا آپس میں جھگڑا ہو گیا، دوزخ نے کہا میرے اندر جابر و سرکش لوگ داخل ہوں گے۔ بہشت نے کہا میرے اندر ضعفاء و مساکین داخل ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے دوزخ سے فرمایا: کہ تو میرا عذاب ہے میں تیری وجہ سے جس کو چاہوں گا عذاب کروں گا، اور بہشت سے فرمایا: کہ تو میری رحمت ہے اور میں تیرے ساتھ جس پر چاہوں گا رحمت کروں گا۔ لیکن یاد رکھو میں تم دونوں کو بھر دوں گا۔

متکبر و مستکبر میں فرق

واضح رہے کہ متکبر عام ہے کہ برحق تکبر و بڑائی کے اظہار کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کے اوصاف میں ہے، اور باطل و ناحق تکبر و بڑائی کے اظہار کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لیے فرمایا:

سَاَصْرِفُ عَنْ اٰیٰتِیَ الَّذِیْنَ یَتَکَبَّرُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ (الاعراف: ۱۴۶)

میں اپنی آیات سے ان لوگوں کو ہٹا دوں گا جو زمین میں ناحق تکبر کرتے ہیں۔

اور مستکبر صرف باطل اور ناحق تکبر و بڑائی کے اظہار کے لیے استعمال ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان مردود کے متعلق فرمایا:

اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ وَ کَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ○ (البقرہ: ۳۴)

شیطان نے (حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے) انکار کیا اور ناحق تکبر کیا اور کافروں میں سے ہو گیا

Marfat.com

بعض اہل علم حضرات نے بیان کیا ہے کہ متکبر وہ ہے جو دوسروں کو حقیر سمجھے اور ان کو ایسے دیکھے جیسے مالک اپنے غلام کو دیکھتا ہے' یہ صرف اللہ تعالیٰ کے لیے جائز ہے کہ وہ ساری مخلوق کا مالک و خالق ہے اور تمام مخلوق اس کی مملوک و غلام ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے لیے جائز نہیں اور نہ کسی دوسرے پر اس کا اطلاق ہو سکتا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی پر اس کا اطلاق ہوگا تو وہ مذموم ہوگا۔

بعض مشائخ نے فرمایا کہ: وہ فقیر جو اپنے پھٹے پرانے لباس میں ہے' وہ اس جدید لباس والے سے بہتر ہے' جس نے کسی سے ادھار مانگ کر پہنا ہوا ہے۔ بعض اہل بصیرت بزرگوں نے فرمایا کہ: جو شخص خود کو حقیر و کمتر سمجھتا ہے اللہ تعالیٰ اسے ایسی عزت عنایت فرماتا ہے کہ اس جیسی عزت کسی کو نہیں بخشتا اور جو خود کو معزز و بہتر سمجھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ایسا ذلیل و خوار کرے گا کہ اس جیسا کسی کو ذلیل و خوار نہیں کرے گا۔ نیز ایک خدارسیدہ درویش نے بیان کیا ہے کہ میں نے خانہ کعبہ کے طواف میں ایک شخص کو دیکھا کہ اس کے آگے آگے دو آدمی لوگوں کو ہٹا رہے ہیں اور اس کی خاطر لوگوں کو دھکے دے کر راستہ بنا رہے ہیں۔ لیکن اس کے مرنے کے بعد میں نے اسے خواب میں دیکھا کہ وہ ایک موقف میں روکا گیا ہے۔ میں نے اس سے پوچھا تم یہاں کیوں کھڑے ہو اس نے جواب میں کہا کہ میں نے جہاں عاجزی کرنی تھی وہاں تکبر کیا تو اس کی سزا یہ ملی ہے کہ اب لوگ مجھے آنکھیں اٹھا اٹھا کر عبرت کی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں جس سے میری ذلت دوچند ہو رہی ہے۔ (ماخوذ من تفسیر روح البیان: ۲۸)

المتکبر کبر سے بنا ہے' جس کے معنیٰ رفعت و شرف اور بزرگی کے ہیں۔ اہل دنیا کا نام متکبر اس لیے برا ہے کہ ان میں ذاتی رفعت و شرافت ذرا بھی نہیں ہوتی۔ اضافی اوصاف سے وہ جھوٹے غرور میں آ کر متکبر بن جاتے ہیں اور اپنی نوع کے دوسرے انسانوں کو حقیر و ذلیل سمجھنے لگتے ہیں۔ اس باطل و ناحق تکبر و غرور اور جھوٹی بزرگی و بڑائی پر اترانے والوں کی علامت یہ ہے کہ ان کی ہر بات میں تکبر و غرور بھرا ہوتا ہے۔ لیکن کسی وقت اگر کوئی ان کو کوئی متکبر کہہ دے تو برا مناتے ہیں۔ دراصل اللہ تعالیٰ واحد ذات ہے' جسے حقیقتاً کبریائی حاصل ہے اور وہی اپنی صفت میں اپنے آپ کو متکبر کہہ

Marfat.com

سکتا ہے۔ اہل دنیا کی صفت میں یہ لفظ سورۃ المؤمن، سورۃ النحل، سورۃ الزمر میں مستعمل ہوا ہے۔ متکبر چونکہ اسمائے حسنٰی میں سے ہے تو اس کے یہ معنٰی ہیں کہ وہ معبود جو اپنے علو و برتری اور اپنی کبریائی میں سب سے اعلیٰ و ارفع ہے اور صفات مذمومہ اور اخلاق رذیلہ سے برتر و بالا ہے۔ ذاتی کبریائی، استعلائے نفسی اور ہر ایک کبیر سے برتری نے اس وصفی نام کو ذات سبحانی پر صادق کر دیا ہے۔ اس اسم سے تعلق پیدا کرنے والے کے لیے یہ بھی لازم ہے کہ اہل دنیا میں سے جو متکبر و مغرور ہوں ان کے سامنے اپنے آپ کو ذلیل و حقیر نہ ہونے دے اور یہ بھی لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کبریائی کو پیش نظر رکھتا ہوا اپنے آپ کو متواضع بنائے اور صرف اسی ذات واحد لاشریک کو سب سے بلند و برتر سمجھے اور مساکین و فقراء سے نفرت نہ کرے۔ (معارف الاسماء)

برکات اَلْمُتَکَبِّرُ

یہ اسم مبارک جلالی ہے اور اس کے عدد ۶۶۲ ہیں۔ یہ اسم خیر و برکت کا منبع ہے۔ اس کے پڑھنے سے خیر و برکت کا ظہور کثرت سے ہوتا ہے۔ شیخ عبدالمجید المغربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس اسم یا متکبر کا وظیفہ صالحین و عابدین کے اذکار میں سے ہے۔

(۱) جو شخص اپنی بیوی کے ساتھ مباشرت کرنے سے پہلے دس مرتبہ یہ اسم پاک یا متکبر پڑھ کر پھر جماع کرے گا تو انشاء اللہ تعالیٰ اسے صالح اور نیک بیٹا عطا کیا جائے گا۔ (روح البیان)

(۲) جو شخص دو سو چھتیس ۲۳۶ مرتبہ روزانہ نماز فجر کے بعد پڑھا کرے گا تو اس میں شائستگی آ جائے گی اور امور میں باقاعدگی پیدا ہو جائے گی اور عوام و خواص کی نظروں میں اس کی عزت و حرمت بڑھ جائے گی۔ اور سرکش دشمن ذلیل و سرنگوں ہو جائیں گے۔

(۳) جو شخص دو سو بتیس (۲۳۲) مرتبہ روزانہ یا متکبر پڑھے گا تو اسے

Marfat.com

بزرگی حاصل ہوجائے گی۔

(۴) جس شخص کو بدخوابی یا سوتے ہوئے خوف وڈر محسوس ہو وہ سونے سے پہلے اکیس (۲۱) مرتبہ یا متکبر پڑھ کر خاموشی کے ساتھ بغیر کسی سے بات چیت کیے سو جائے تو انشاءاللہ تعالیٰ پھر کبھی بدخوابی اور خوف وڈر نہ ہوگا۔

(تنویر الاسماء، شمع شبستان رضا، فضائل الاسماء الحسنٰی)

(۵) حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: کہ اس اسم مبارک یا متکبر کو مسلسل اور ہمیشہ روزانہ پڑھنے والے کی قدر ومنزلت اور عزت وشرافت بڑھ جاتی ہے اور عوام وخواص کی نظروں میں مقبول وعزیز ہوجاتا ہے اور اس کا مخالف کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ (روح البیان)

(۱۲) اَلْخَالِقُ جل جلالہ کی تشریح

یہ اسم مبارک خلق سے بنا ہے اور خلق کے معنیٰ ہیں:

(۱) پیدا کرنا۔

(۲) اندازہ کرنا۔

(۳) بنانا۔

(۴) درست کرنا۔

(۵) عدم سے وجود میں لانا، مگر اب کسی چیز کو درست طریقے سے بنانے اور اشیاء کو تخلیق کرنے کے معنیٰ میں مشہور ومعروف ہوگیا ہے، خواہ ان کا تعلق مادہ سے ہو جیسے بنی نوع انسان اور حیوانات وغیرہ کی تخلیق نطفہ سے ہوئی۔ خواہ ان کو بغیر مادہ کے تخلیق کیا گیا ہو جیسے تمام آسمانوں اور زمینوں وغیرہ کی تخلیق۔ (تفسیر روح البیان) چونکہ اللہ تعالیٰ اپنی حکمت کاملہ کے مطابق کائنات کی ہر ہر چیز کو ایک مقرر ومعین اور صحیح اندازے کے ساتھ عدم سے وجود میں لاتے ہوئے تخلیق کرتا ہے۔ اس لیے تمام کائنات کا خالق صرف وہی ہے اور اس کی تخلیق میں کسی قسم کا نقص یا عیب نہیں ہے۔ چنانچہ

Marfat.com

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

مَا تَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ؕ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰی مِنْ فُطُوْرٍ ۝ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّ هُوَ حَسِيْرٌ ۝ (الملک ۳-۴)

(اے انسان) تمہیں رحمٰن کی تخلیق میں خلل نظر نہیں آئے گا۔ ذرا نگاہ اٹھا کر دیکھ کیا تمہیں کوئی رخنہ دکھائی دیتا ہے پھر بار بار نگاہ ڈالو تیری نگاہ ناکام ہو کر تیری طرف واپس لوٹ آئے گی اس حال میں کہ وہ تھکی ماندی ہوگی۔

ان آیات میں دنیا بھر کے نقادوں اور انجینئروں اور علوم لطیفہ کے ماہرین کو دعوت دی جا رہی ہے کہ جو کچھ ہم نے پیدا کیا ہے آسمان' زمین' پہاڑ ہر قسم کی بے جان اور جاندار مخلوق' سب کو دیکھو' غور سے دیکھو' تنقیدی نگاہ سے دیکھو' ایک بار نہیں بار بار دیکھو اور بتاؤ تمہیں اس میں کوئی نقص' کوئی عیب' کوئی رخنہ' کوئی شگاف یا ترتیب و تناسق میں کوئی کوتاہی نظر آتی ہے؟ تم عمر بھر کسی نقص کی تلاش میں سرگرداں رہو' تمہاری نگاہیں تھک کر چور ہو جائیں گی لیکن انہیں کوئی عیب تلاش کرنے میں کامیابی نہیں ہوگی۔ جو ہم نے بنا دیا ہے اس سے بہتر کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ آسمان کی اتنی بلندی اور اتنا پھیلاؤ نہیں ہونا چاہیے تھا' اس کی فضا میں جو اربوں تارے جگمگا رہے ہیں ان کی ترتیب درست نہیں ہے' یا جس طرح زمین کو بنایا گیا ہے' اس میں رد و بدل کی گنجائش ہے۔ ان بڑی بڑی چیزوں کو رہنے دو۔ ذرا اپنے انسانی پیکر میں غور کرو اور اس کے نقشہ میں کوئی ترمیم پیش کرو۔ چہرے پر ناک' آنکھیں' ہونٹ' دانت' زبان اور جو کچھ بنایا ہے اس میں کوئی تبدیلی کر کے دکھاؤ۔ اگر کوئی ترمیم' کوئی تجویز' کوئی رد و بدل ممکن ہی نہیں۔ جو بنا دیا وہی حرف آخر ہے تو پھر تمہیں ضد نہیں کرنی چاہیے بلکہ سچے دل سے مان لینا چاہیے کہ **بیدہ الملک و ھو علی کل شئی قدیر**۔ (تفسیر ضیاء القرآن جلد پنجم)

Marfat.com

برکات اَلْخَالِقُ جل جلالہ

(۱) جو شخص نصف رات گزرنے کے بعد (بوقت تہجد) اس اسم (یا خالق) کا کثرت سے ذکر کرتا رہے گا۔ اس کا دل منور اور روشن اور اس کا چہرہ نورانی ہو جائے گا۔ (تفسیر روح البیان)

(۲) جو شخص میدان جنگ میں تین سو مرتبہ اس اسم مبارک (یاخالق) کو پڑھ لے گا اس کا دشمن مغلوب ہوگا۔

(۳) جو شخص اس مبارک نام (یاخالق) کو کثرت سے پڑھتا رہے اور صبح و شام دن رات بے حساب پڑھتا رہے گا تو اللہ ایک فرشتہ پیدا کر دے گا جو قیامت تک اس اسم کے پڑھنے والے کے حق میں دعا کرتا رہے گا اور وہ فرشتہ جتنی بھی عبادت کرے گا اس کا ثواب اس شخص کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا' اور پڑھنے والے کا چہرہ منور ہو جائے گا اور پڑھنے والے کا دل مضبوط و مستحکم اور قوی ہو جائے گا اور وہ فرشتہ قیامت کے دن اس شخص کا سفارشی بن جائے گا۔

(۴) اگر کسی شخص کی اولاد نہ ہوتی ہو تو وہ روزانہ ایک سال تک ایک ہزار مرتبہ اس اسم کا ورد کرتا رہے۔ اللہ تعالیٰ اسے نیک بخت اور زندگی والا بیٹا عطا فرمائے گا اور اس کی نعمتوں میں بے شمار اضافہ کر دے گا۔ (فضائل الاسماء' اسمائے حسنیٰ کی برکات)

(۵) جس شخص کی کوئی شئے ضائع ہو جائے یا گم ہو جائے لیکن بہت دور ہو جس کے ملنے کا امکان کم ہو تو شیخ حضرت شہاب الدین سہروردی قدس سرہ فرماتے ہیں: کہ وہ شخص پانچ ہزار بار یہ اسم مبارک (کم از کم اکیس دن) پڑھتا رہے تو انشاء اللہ العزیز وہ چیز واپس مل جائے۔ (ماخوذ من تفسیر روح البیان)

Marfat.com

(۱۳) اَلْبَارِئُ جل جلالہ کی تشریح

اس اسم مبارک کے معنیٰ بھی پیدا کرنے کے ہیں مگر مفسرین کرام نے اس میں اضافی معنیٰ بیان کیا ہے۔ خالق کا معنیٰ کسی چیز کو پیدا کرنے والا ہے' لیکن الباری کا معنیٰ ہے کسی چیز کو اس طرح مکمل و مناسب اور متوازن پیدا کرنا کہ اس میں کسی قسم کا تفاوت وفرق اور نقص وعیب نہ رہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: ما تریٰ فی خلق الرحمن من تفوت ط کہ رحمٰن کی پیدا کردہ چیزوں میں تمہیں نقص نظر نہ آئے گا۔ لہٰذا برء کا معنیٰ ہوا کہ کسی چیز کو ایسے انداز سے پیدا کرنا کہ اس کا موجد نقص وعیب سے بری ہو کیونکہ اس کی تقدیر (کسی چیز کو معرض وجود میں لانے کے لیے اندازہ کرنا) حکمت بالغہ اور مصلحت تامہ پر مبنی ہوتی ہے۔ (تفسیر روح البیان' روح المعانی' المظہری' الخازن)

عبدالباری وہ بندہ کہلاتا ہے' جس کا ہر عمل اور ہر کام تفاوت' اختلاف اور افتراق و انتشار سے بری ہو۔ چنانچہ وہ ایسا کوئی کام نہیں کرتا جو اسم باری کے مناسب نہ ہو' بلکہ وہ جو کام بھی کرتا ہے اسے مکمل کرتا ہے' جو اس کے مناسب حال ہوتا ہے اس میں کسی قسم کی کوتاہی یا کمی نہیں رہنے دیتا۔ (تفسیر روح البیان)

برکات اَلْبَارِئُ جل جلالہ

(۱) جو شخص اس اسم مبارک کو ایک سو (۱۰۰) مرتبہ روزانہ پڑھتا رہے گا تو وہ شخص تمام آفات و بلیات سے محفوظ رہے گا نہ صرف تاحیات بلکہ قبر میں بھی ہر قسم کی سختی سے سلامت رہے گا۔ (تفسیر روح البیان)

(۲) اگر بانجھ عورت روزانہ سات دن تک روزے رکھے اور پانی سے افطار کرنے کے بعد اکیس (۲۱) مرتبہ یا باری المصور پڑھتی رہے اور اول و آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھ لے تو انشاء اللہ تعالیٰ اسے اولاد نرینہ اور صالح نصیب ہوگی۔

Marfat.com

(۳) جو حکیم اس اسم مبارک کو کثرت سے صبح شام پڑھتا رہے گا تو انشاء اللہ تعالیٰ وہ جس مریض کا علاج کرے گا اسے شفاء نصیب ہوگی اور پڑھنے والے کی عزت و وجاہت تمام مخلوق میں بڑھ جائے گی۔ (فضائل الاسماء الحسنیٰ)

(۱۴) اَلْمُصَوِّرُ جل جلالہ کی تشریح

شکل وصورت اور نقش و نگار بنانے والا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :هُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُکُمْ فِی الْاَرْحَامِ کَیْفَ یَشَآءُ۔ اللہ تعالیٰ ہی وہ ذات ہے جو ماں کے شکم میں تمہاری صورت جیسی چاہتا ہے بنا دیتا ہے۔ گورا' کالا' سانولا' سالم' ناقص' مرد عورت' خنثیٰ وغیرہ وغیرہ۔ دنیا میں جو انسان مصور کہلاتے ہیں۔ وہ صورت بنانے والے نہیں ہوتے بلکہ صورت کی نقل اتارنے والے ہوتے ہیں' پھر وہ نقل بھی اصل سے کوئی مناسبت نہیں رکھتی۔ دراصل مصوّر صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اس نے کروڑوں' اربوں' کھربوں بلکہ بے شمار صورتیں بنائی ہیں۔ اس کے باوجود ہر ایک صورت دوسری سے مختلف ہے اس تفریق کو پہلے جنس میں پھر نوع میں پھر صنف میں پھر افراد میں دیکھو کہ یہ تمام سلسلہ عجائب در عجائب امور پر مشتمل ہے۔ چنانچہ عالم جمادات کو دیکھو' پتھر ایک جنس ہے لیکن اس میں ہزاروں اقسام اور سینکڑوں رنگ ہیں اوزان کے ہزاروں خواص ہیں۔ ریتلی پتھری سے لے کر یاقوت' الماس' نیلم تک غور کرتے چلے جائیں یہ ایک ناپیدا کنار سلسلہ ہے۔ کوئلہ' نمک' مٹی کا تیل' لوہا' پیتل' تانبا' سونا' چاندی' پٹرول' گیس وغیرہ وغیرہ ہزاروں معدنیات ہیں۔

عالم نباتات کو دیکھو' زمین پر پھیل جانے والی بوٹیاں' چھت پر چڑھ جانے والی بیلیں' زمین سے اوپر اٹھی ہوئی بوٹیاں' پودے' درخت کروڑوں اقسام کے ملیں گے کوئی صرف سایہ دیتا ہے' کوئی پھل اور سایہ دونوں' کوئی تعمیر کے کام میں بھی آتا ہے' ہر ایک کا پتہ' پھل' پھول' رنگت وغیرہ اور ہر ایک کی تاثیر بالکل الگ الگ ہے۔ نیز اوپر کے حصے کی خاصیت اور ہے' اندر کے گودے کی اور' میوہ میں خاصیت جدا ہے اور بیج میں جدا ہے۔

Marfat.com

عطر، گوند، عرق بھی انہی بوٹیوں سے حاصل ہوتے ہیں۔ یہ ایسا جنگل ہے جس کی پوری سیر کوئی نہیں کر سکا۔

عالم حیوانات میں غور کرو، انڈہ دینے والے، بچہ دینے والے، زمین کے اندر گھسنے والے، زمین کے اوپر بسنے والے، دو پاؤں والے، چار پاؤں والے، گھاس کھانے والے، گوشت کھانے والے، دودھ دینے والے، گوشت مہیا کرنے والے، حملہ کرنے والے، مطیع ہو کر رہنے والے، بوجھ اٹھانے والے، سواری کے کام آنے والے۔ غرضیکہ کروڑہا اقسام ہیں۔ بہت سے ایسے حیوان ہیں، جن سے آج تک انسانی تمدن نے فائدہ اٹھانا بھی نہیں سیکھا۔ انہی کی اقسام میں طیور (پرند) بھی شامل ہیں اور وہ بھی اپنی رنگتوں، بولیوں اور پرواز کے لحاظ سے مختلف ہیں، اپنی اپنی عادات واطوار میں ایک دوسرے سے ممتاز ہیں۔ پرواز کی صورتیں، گھونسلے بنانے کی شکلیں جدا جدا ہیں۔

پھر عالم انسان کو دیکھو وہ سب امتیازات وتفریقات جو حیوانات میں تھے۔ یہاں بھی موجود ہیں، ہر ہر ملک کے باشندوں کی بناوٹ، خدوخال، شکل وصورت، رسم و رواج، رہن سہن کے طور طریقے الگ الگ ہیں۔ اسی طرح ہر ملک کے باشندوں کی بولیاں دوسرے سے جدا جدا ہیں۔ نیز انسان کی قوت ایجاد واختراع اس قدر ترقی پذیر ہے کہ جملہ کائنات پر گویا اسی کو تصرف تام اور اقتدار کلی حاصل ہے۔ پھر روحانیت میں نظر کرو، تو معلوم ہوتا ہے کہ دنیا و مافیھا سب کے سب ایک عالم صغیر تھے اور عالم کبیر تو انسان کا قلب ہے جہاں حقائق ومعارف کی نشوونما ہوتی ہے۔ معانی تمثیل اختیار کرتے ہیں۔ تصورات کو درجہ تصدیق ملتا ہے۔ یہ نہایت مختصر اشارات ہیں جو عوالم مسکونہ کے متعلق بیان کر دیے ہیں۔

کائنات الجو (فضائی کائنات) کو اگر بیان کرنا چاہیں اور بعد ازاں علم الافلاک (آسمانوں کی تحقیق) کا اگر ذکر کریں تو بیان اور بھی زیادہ طویل و دقیق ہو جائے گا۔ ایک طالب حق کے لیے تو اس مقام پر اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ یہ سب کچھ **الخالق البارئُ المصور** کی ادنیٰ قدرتوں کا بیان ہے۔ (ماخوذ من معارف الاسماء)

خیال میں رہے کہ اللہ تعالیٰ سب سے پہلے خالق ہے۔ کیونکہ وہ کسی چیز کو

Marfat.com

بنانے سے پہلے اپنی حکمت بالغہ کے مطابق اس چیز کا مقدر (یعنی اندازہ کرنے والا) ہوتا پھر اس تقدیر اور اندازے پر اس کا باری (یعنی ایجاد کرنے والا) ہوتا ہے پھر اسے ایجاد کرنے یا وجود عطا کرنے کے بعد اسے اپنی مشیت کے مطابق شکل وصورت عنایت فرماتا ہے۔ اس لیے اس مرتبہ میں اللہ تعالیٰ اس چیز کا مصور ہوتا ہے۔ بہرحال اس تقریر سے ان صفاتی اسماء الٰہیہ کی ترتیب معلوم ہوگئی ہے کہ المصور ہونا الباری کو مستلزم ہے اور البارئ ہونا الخالق کو مستلزم ہے۔ اس طرح یہ اسماء آپس میں ایک دوسرے کے لیے لازم وملزوم ہیں۔

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: کہ بعض علماء کا خیال ہے کہ یہ اسماء آپس میں مترادف (ہم معنی) ہیں یعنی سب کا معنیٰ پیدا کرنا ہے لیکن یہ قول مناسب نہیں۔ بلکہ درست اور صحیح قول یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک کا معنیٰ الگ الگ ہے مثلاً جو شے عدم سے وجود کی طرف آتی ہے وہ سب سے پہلے تقدیر کی محتاج ہوتی ہے پھر اس تقدیر کے مطابق ایجاد کی محتاج ہوتی ہے پھر ایجاد ہو جانے کی بعد تصویر (شکل وصورت اور نقش ونگار) کی محتاج ہوتی ہے۔ اسے ایک بلڈنگ کی طرح سمجھو کہ وہ سب سے پہلے مقدر کی محتاج ہوتی ہے تاکہ وہ اس کا صحیح اندازہ کرلے کہ اس پر اتنی لکڑی، اتنی اینٹیں، اتنی زمین کا رقبہ درکار ہے اور اتنے کمرے اتنے طویل وعریض بن سکیں گے اور یہ اندازہ مہندس (انجینئر) بتائے گا وہ اس کا نقشہ تیار کرے گا اور اس نقشہ میں بلڈنگ کا پورا خیالی ڈھانچہ دکھائے گا پھر یہ بلڈنگ مزین (یعنی رنگ وروغن اور نقش ونگار کرنے والے) کی محتاج ہوگی جو اس کے ظاہر کو رنگا رنگ نقش ونگار کے ذریعے خوبصورت ڈیزائن میں آراستہ کرے گا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ اپنے افعال میں کسی کا محتاج نہیں ہے لہٰذا وہ خود مقدر (یعنی الخالق) ہوتا ہے اور خود موجد (یعنی الباری) اور خود ہی مزین (یعنی المصور) ہوتا ہے اس لیے ہم اسے الخالق البارئ المصور کہتے ہیں۔

(ماخوذ من تفسیر روح البیان ۲۸)

Marfat.com

برکات اَلْمُصَوِّرُ جل جلالہ

(۱) جو شخص بے اولاد ہو وہ سات دن تک روزہ رکھے اور اس کی بیوی بھی سات دن تک روزہ رکھے اور ہر روز غروب آفتاب کے بعد روزہ افطار کرنے سے پہلے اکیس (۲۱) مرتبہ یا مصور پڑھ کر پانی پر دم کر کے آپ بھی پیے اور اپنی بیوی کو بھی پلا دیا کرے۔ انشاء اللہ نیک اولاد پیدا ہوگی۔ (روح البیان)

(۲) جو شخص سات دن تک پانچ ہزار مرتبہ یا مصور کا وظیفہ کرے بشرطیکہ اول آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف ضرور پڑھے تو انشاء اللہ سخت سے سخت مشکل آسان ہو جائے گی۔ اور مقدمہ میں کامیابی نصیب ہوگی اور گمشدہ آدمی واپس آ جائے گا یا اس کی خیریت کی خبر جلد از جلد حاصل ہوگی۔ (فضائل الاسماء الحسنیٰ)

(۱۵) اَلْغَفَّارُ جل جلالہ کی تشریح

غفار مغفرت اور غفران سے مبالغہ کے معنیٰ میں لیا گیا ہے اور مغفرت و غفران کا معنیٰ بخش دینے کے ہیں۔ لہٰذا غفار کے معنیٰ ہوئے بہت بخشنے والا اور زبردست معاف کرنے والا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ گنہگاروں کے گناہ معاف کرنے والا اور ان کی خطاؤں سے درگزر کرنے والا ہے۔ اس لیے اس کے صفاتی ناموں میں غفار' غفور اور غافر الذنب بھی قرآن مجید میں بیان کیے گئے ہیں۔ نیز غفر کا معنیٰ ڈھانپ لینا اور چھپانا کے بھی ہیں۔ جیسے کہا جاتا ہے غفر الشیب بالخضاب یعنی اس نے سفید بالوں کو خضاب سے چھپا دیا اور جنگ کے وقت جنگجو دشمن کی ضرب کاری سے بچنے کے لیے آہنی کلاہ سے سر کو چھپا لیتے ہیں۔ جس کو عربی میں مغفر کہا جاتا ہے' اور پورے جسم کو چھپانے کے لیے آہنی زرہ استعمال کی جاتی ہے' جس کو عربی میں غفیرہ کہا جاتا ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے گناہوں کا چھپانے والا اور ان کے بداعمال کی پردہ پوشی کرنے والا اور ان

Marfat.com

کے عیوب پر مغفرت و بخشش کا پردہ ڈالنے والا ہے' اس لیے اس کی ایک صفت غفار' غفور' غافر الذنب ہے۔

علامہ ابن کثیر سورۂ نوح میں غفار کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: کہ اللہ تعالیٰ ہر جھکنے والے اور توبہ و استغفار کرنے والے کی طرف توجہ فرماتا ہے کیونکہ وہ غفار ہے' خواہ اس کے اعمال کیسے ہی بدسے بدتر ہوں۔ لیکن اللہ تعالیٰ ایک لمحہ میں معاف فرما دیتا ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ دنیا میں وہ تمہیں تمہارے استغفار کی وجہ سے طرح طرح کی نعمتیں عطا فرمائے گا' دکھ درد اور تکلیف و مصیبت سے بچائے گا' وہ تم پر موسلا دھار بارش برسائے گا' رزق کی برکتیں عنایت فرمائے گا' زمین و آسمان کی برکتوں سے تم مالا مال ہو جاؤ گے' کھیتیاں خوب ہوں گی' جانوروں کے تھن دودھ سے پر رہیں گے' مال و اولاد میں ترقی ہوگی' قسم قسم کے پھلوں سے لدے باغات نصیب ہوں گے' جن کے درمیان چوطرفہ اور بابرکت پانی کی ریل پیل ہوگی' ہر طرف نہریں اور دریا جاری ہو جائیں گے۔ چنانچہ قحط سالی کے ایک موقع پر جب امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز استسقاء کے لیے گھر سے نکلے تو منبر پر چڑھ کر خوب کثرت سے استغفار کیا اور استغفار والی آیات تلاوت کیں۔ جن میں ایک آیت یہ بھی تھی (سورۃ نوح کی آیت انه کان غفارا)۔ پھر فرمانے لگے بارش کو میں نے بارش کی تمام راہوں سے جو آسمان میں ہیں طلب کر لیا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر جلد پنجم)

علامہ شیخ اسماعیل حقی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: کہ حدیث شریف میں ہے کہ جس شخص کو استغفار کی توفیق عنایت کر دی گئی اس کی بخشش ضرور ہوگی۔ چنانچہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو استغفار کی توفیق عنایت نہیں فرماتا جس کو عذاب دینے کا ارادہ کر لیتا ہے۔

بعض علمائے کرام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے نزدیک محبوب ترین بندے وہ ہیں' جو میری وجہ سے آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اور ان کے دل مسجدوں سے لگے رہتے ہیں اور صبح سویرے اٹھ کر خوب کثرت سے استغفار کرتے ہیں' یہی میرے وہ محبوب و مقبول بندے ہیں کہ جب میں بدکاروں کی بدکاری

Marfat.com

کی وجہ سے بستی پر عذاب بھیجنا چاہتا ہوں تو ان حضرات کے ذکر و اذکار اور توبہ و استغفار میرے سامنے آ جاتے ہیں' جن کے وسیلے سے میں بدکاروں کی بستی پر عذاب بھیجنے کا ارادہ ترک کر دیتا ہوں۔ بعض روایات میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر کوئی شخص نفسانی خواہشات سے مغلوب ہو کر زمین کے ذروں کے برابر بھی گناہ کر لے مگر بعد ازاں ندامت و شرمساری کے ساتھ توبہ و استغفار کرے اور مجھ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگے تو میں اسے بھی بخش دوں گا بشرطیکہ شرک نہ کرے۔ (تفسیر روح البیان ۲۹)

علامہ سید محمود آلوسی بغدادی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں: کہ حضرت ربیع بن صبیح فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے قحط سالی کی شکایت کی آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے استغفار کرو' ایک اور آدمی آیا اور اس نے فقر و فاقہ کی شکایت کی آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے استغفار کرو' پھر تیسرا آدمی آیا اور اس نے اولاد نرینہ کی درخواست کی آپ نے اسے بھی یہی فرمایا کہ استغفار کرو پھر چوتھا آدمی آیا اور اس نے شکایت کی کہ میرا باغ خشک ہو گیا ہے پھل نہیں لگتا دعا کریں آپ نے اسے بھی یہی جواب دیا کہ استغفار کرو۔ ہم نے کہا مختلف لوگوں نے مختلف درخواستیں پیش کیں اور آپ نے سب کو ایک ہی جواب دیا کہ استغفار کرو۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ میں نے اپنی طرف سے کچھ نہیں کہا بلکہ خود اللہ تعالیٰ نے سورۃ نوح میں فرمایا:

اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۝ وَّ يُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِيْنَ وَ يَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّ يَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ۝ (نوح ۱۰-۱۲)

اپنے رب سے مغفرت مانگو بے شک وہ بہت بخشنے والا ہے۔ وہ تم پر موسلا دھار بارش برسائے گا' اور وہ تمہیں اموال و اولاد دے کر تمہاری مدد فرمائے گا' اور تمہارے لیے باغات پیدا کر دے گا' اور تمہارے لیے نہریں جاری کرے گا۔

(روح المعانی ۲۹)

Marfat.com

برکات اَلْغَفَّارُ جل جلالہ

(۱) اس اسم مبارک سے تعلق قائم کرنے والوں اور اس کے اوصاف سے متصف ہونے والوں کو لازم ہے کہ وہ لوگوں کے معاملات میں عفو و درگزر سے کام لیں۔ جب کسی سے کوئی قصور ہو جائے تو اسے معاف کر دیا کریں اور لوگوں کی خامیوں سے درگزر کیا کریں۔ خود کسی سے انتقام نہ لیں۔ ان کی خطاؤں کو معاف کر دیا کریں اور لوگوں کے عیوب کی پردہ پوشی کیا کریں اور کسی پر ظاہر نہ کریں بلکہ ان کو اخلاص و نرمی سے سمجھا دیا کریں تاکہ لوگ اپنے گناہوں کو چھوڑ دیں اور آئندہ گناہوں سے باز آ جائیں۔

(۲) اگر کوئی شخص کسی مقدمہ میں راضی نامہ کرنا چاہتا ہو مگر فریق ثانی نہ مانتا ہو تو ظہر کی نماز کے بعد تین ہزار مرتبہ یاغفار پڑھے' پھر دعا کرے۔ انشاء اللہ فوراً مقصود حاصل ہوگا اور دشمن خود بخود راضی نامہ کے لیے التجا کرے گا۔

(۳) جو شخص نماز عصر کے بعد روزانہ یاغفار اغفرلی پڑھے گا' اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس کو بخش دے گا اور اس کو مغفرت یافتہ جماعت میں شامل فرمائے گا۔

(۴) حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کہ جب کسی مسلمان کی روزی تنگ ہو جائے یا پریشانی دامن گیر ہو یا کوئی مصیبت پیش آ جائے یا اولاد کی تمنا ہو یا مال و متاع میں اضافہ چاہتا ہو تو وہ پہلے خلوص دل سے پروردگار عالم کی درگاہ میں اس نیت کے ساتھ توبہ کرے کہ آئندہ گناہوں کا ارتکاب نہیں کرے گا اور یا غفور یا غفار یا عفو کثرت سے (کم از کم ۱۰۰ مرتبہ) پڑھا کرے تو انشاء اللہ تعالیٰ جس شئے کو وہ طلب کرے گا وہ حاصل ہوگی اور ہر شدت و سختی دور ہو جائے گی۔ اور ظالم و موذی کی ایذا اور ظلم سے محفوظ رہے گا۔ کیونکہ ان امور میں یہ تینوں اسماء سریع التاثیر (جلد اثر دکھانے والے) ہیں۔ (تنویر الاسماء' شمع شبستان رضا) پنج گنج قادریہ میں لکھا ہے کہ جو شخص یا غفار یا اللہ بعد نماز عشاء (۱۰۰) مرتبہ پڑھے گا اسے یہ سب مذکورہ بالا فوائد حاصل ہوں گے۔ (شمع شبستان رضا)

Marfat.com

(۱۶) اَلْقَهَّارُ جل جلاله کی تشریح

یہ صفاتی اسم مبارک قھر سے بنا ہے جس کا معنیٰ ہے زبردست اور غالب۔ چنانچہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر مظہری میں قھار کا معنیٰ بیان کرتے ہوں لکھتے ہیں: الغالب علی کل شیء لا یقاومه شیء یعنی اللہ تعالیٰ ہر ہر چیز پر ایسا زبردست غالب ہے کہ کوئی چیز اس کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ (تفسیر مظہری جلد خامس) چونکہ اللہ تعالیٰ تمام کائنات پر غالب ہے اور کائنات کی ہر مخلوق اس کے سامنے مغلوب و مجبور ہے وہ کسی سے مغلوب نہیں۔ اس لیے یہ صفاتی نام القہار صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے مخصوص ہے۔ وہی خدائے واحد لاشریک ہے جس نے ہر چیز پر قبضہ کر رکھا ہے۔ جس کے سامنے تمام مخلوق مغلوب و مقھور اور عاجز و بے بس ہے۔ جس کا ثانی و شریک اور ساجھی کوئی نہیں۔ جس کی عظمت و کبریائی اور سلطنت و حکومت کائنات کے چپے چپے اور ذرے ذرے پر ہے اور وہی سب پر حاوی اور غالب ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اسی معنیٰ کی وضاحت کر دی ہے۔

وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ۔ (الانعام:۶۱)
اور وہی اپنے تمام بندوں پر غالب ہے۔

علامہ آلوسی بغدادی القھار کا معنیٰ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے علاوہ ہر ہر چیز پر غالب ہے جس میں کفار عرب کے معبودان باطلہ بھی شامل ہیں' جو غلبہ الٰہی کے تحت مغلوب و مقھور ہیں۔ بھلا مغلوب ہو کر غالب و عالی ذات اقدس کے شریک و ساجھی کیسے ہو سکتے ہیں۔ (روح المعانی الجزء الثالث عشر)

علامہ آلوسی کی مذکورہ بالا تقریر سے واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے اس صفاتی نام القھار سے جہاں اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی اور قدرت و غلبہ کا اظہار ہوتا ہے وہاں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت و یکتائی کا اظہار اور معبودان باطلہ کی تردید بھی ہو جاتی ہے۔

Marfat.com

برکات اَلْقَھَّارُ جل جلالہ

(۱) جو شخص دنیا کی محبت میں گرفتار ہو وہ کثرت سے اس اسم مبارک کو پڑھتا رہے تو انشاء اللہ دنیا کی محبت اس کے دل سے جاتی رہے گی اور خدا کی محبت پیدا ہو جائے گی۔

(۲) جس شخص پر سحر و جادو کر دیا گیا ہو، جس کی وجہ سے وہ عورت پر قادر نہ ہو تو یہ اسم مبارک چینی کے برتن پر لکھ کر چالیس روز تک روزانہ اس شخص کو پلایا جائے انشاء اللہ سحر و جادو ختم ہو جائے گا۔

(۳) جو بچہ شیر خوار نہایت دبلا ہو جائے، جیسے اکثر ام الصبیان کی وجہ سے سوکھا لگ جاتا ہے۔ آدھا سیر سرسوں کا تیل لے کر سامنے رکھا جائے روبقبلہ باوضو ہو کر ایک ہزار مرتبہ یا قھار پڑھ کر تیل پر دم کیا جائے پھر وہ تیل صبح و شام اکیس (۲۱) روز بچے کے جسم پر مالش کیا جائے۔ انشاء اللہ بچہ تندرست و توانا ہو جائے گا۔

(۴) جو شخص فجر کی سنتوں کے بعد اور فرضوں سے پہلے روزانہ ایک سو (۱۰۰) مرتبہ یا قھار پڑھتا رہے گا تو دشمن پر غالب رہے گا اور اپنا ظاہر و باطن روشن ہوگا۔

(۵) مشکلات کے حل کے لیے روزانہ ایک سو (۱۰۰) مرتبہ یا قھار پڑھنے سے تمام دینی و دنیاوی مشکلات دور ہو جائیں گی۔ انشاء اللہ۔

(۱۷) اَلْوَھَّابُ جل جلالہ کی تشریح

وھاب وھب سے بنا ہے۔ ھبہ اور موھب بھی اسی مصدر سے ہیں۔
وھاب کا معنیٰ ہے بہت عطا فرمانے والا، ہمیشہ عنایت فرمانے والا، بلا عوض اور بلا غرض بخشش کرنے والا، چونکہ اللہ تعالیٰ سب سے بڑھ کر اور سب سے زیادہ بغیر معاوضہ اور بغیر غرض کے سب کو بہت عطا فرمانے والا ہے۔ اس لیے مبالغے کا صیغہ الوھاب اللہ تعالیٰ

Marfat.com

کے لیے مخصوص ہو گیا ہے' کیونکہ وہی ایک ذات اقدس ہے۔ جو بلا غرض اور بلا عوض جود و کرم فرمانے والا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی عطا کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: واللہ یعطی و انما انا قاسم او کما قال۔ یعنی سب کچھ عطا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے اور میں صرف عطا کردہ اختیارات کے مطابق اللہ تعالیٰ کے خزانوں کو تقسیم کرتا ہوں۔

اس حدیث مبارکہ سے ایک طرف تو اللہ تعالیٰ کے جود و عطا کا ثبوت ملتا ہے اور دوسری طرف حضور رحمت دو عالم' جان دو عالم' سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے باذن اللہ مالک و مختار ہونے اور خالق و مخلوق کے درمیان وسیلہ عظمیٰ ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ بہر حال یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ تمام کائنات کو جو کچھ ملتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بواسطہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ملتا ہے' کیونکہ وہی ایک ذات اقدس وہاب مطلق ہے اور مخلوق میں ایک ذات بابرکت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو خزائن الٰہیہ کے قاسم ہیں۔ اللہ تعالیٰ رب العالمین ہے اور اس کا محبوب رحمۃ للعالمین ہے۔

رب ہے معطی یہ ہیں قاسم
دیتا وہ ہے دلاتے یہ ہیں
اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ ٥
ساری کثرت پاتے یہ ہیں

ماہرین علوم اسلامیہ اور اصحاب بصیرت اہل اسلام بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالیہ میں یوں دعا کرتے ہیں:

رَبَّنَا لَا تُزِغۡ قُلُوۡبَنَا بَعۡدَ اِذۡ هَدَيۡتَنَا وَهَبۡ لَنَا مِنۡ لَّدُنۡكَ رَحۡمَةً ۚ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡوَهَّابُ ٥ (آل عمران:٨)

اے ہمارے رب! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کر اس کے بعد کہ تو نے ہمیں ہدایت دی اور اپنے پاس سے ہمیں رحمت عطا کر بیشک تو بہت عطا کرنے والا ہے۔

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ راہ حق اور دین اسلام کی ہدایت ملنے اور بعد ازاں اس پر دلوں کی استقامت اور حصول رحمت اللہ تعالیٰ کی صفت وہاب کی مرہون

Marfat.com

منت ہیں۔ یہاں صاحب روح البیان نے فرمایا: کہ اس آیت میں الوھاب بغیر کسی قید کے مطلق ذکر کر کے بتا دیا گیا ہے کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کیا جاتا ہے۔ نیز یہ کہ ہدایت وضلالت سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے کہ راہ حق کے طلب کرنے والوں کو ہدایت کی توفیق عطا فرماتا ہے اور سرکشی و نافرمانی کرنے والوں کو ان کی سرکشی کی وجہ سے راہ حق سے محروم کر دیتا ہے اور گمراہی کی راہ پر چھوڑ دیتا ہے۔ علامہ علاؤالدین علی بن محمد بن ابراہیم بغدادی صوفی المعروف علامہ خازن' الوھاب کا معنیٰ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی صفت الوھاب کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اس کے استحقاق کے مطابق عطا فرماتا ہے جس میں جتنی استعداد اور صلاحیت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسی قدر اپنی عنایات سے نوازتا ہے۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں بیٹا مانگتے ہوئے دعا کی:

رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ۝ اے میرے رب مجھے نیک بیٹا عطا فرما۔ (الصّٰفّٰت:۱۰۰)

اس آیت مبارکہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے وھاب کے مصدر سے فعل امر کا صیغہ "ھب" استعمال کر کے ظاہر فرما دیا کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے کیونکہ وہ وھاب "بہت عطا فرمانے والا" ہے۔ اسی طرح جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دو بیٹے حضرت اسماعیل اور حضرت اسحاق علیہما السلام عطا فرمائے تو آپ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ان الفاظ میں ادا کیا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَهَبَ لِيْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ۔ تمام خوبیاں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے مجھے بڑھاپے میں اسماعیل اور اسحاق عطا کیے۔ (ابراہیم:۳۹)

سورۃ انعام اور سورۃ مریم میں بھی حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب علیہما السلام کی ولادت کا ذکر ہے وہاں بھی اسی لفظ کے ساتھ عطائے الٰہی کا ذکر ہے۔ سورۃ ص آیت ۳۰ میں ہے: وَوَهَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَيْمٰنَ ہم نے داؤد کو سلیمان عطا فرمایا سورۃ انبیاء میں حضرت زکریا علیہ السلام کے یہاں بیٹے کی ولادت کا ذکر ہے' وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى ہم نے

Marfat.com

اسے یحییٰ عطا فرمایا سورۃ ص میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کو دوبارہ اولاد اور اموال عنایت فرمائے تو ان کا ذکر بھی ھبہ کے الفاظ کے ساتھ فرمایا کہ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهٗ اور ہم نے اسے اس کے گھر والے اور ان کے برابر اور عطا فرمائے۔ (سورۃ ص: ۴۳) اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا پر حضرت ہارون علیہ السلام کو نبی بنایا تو فرمایا: وَوَهَبْنَا لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَآ اَخَاهُ هٰرُوْنَ نَبِيًّا٥ اور ہم نے ان کی خاطر اپنی رحمت سے ان کے بھائی ہارون کو نبوت عطا فرما کر نبی بنا دیا۔ (سورۃ مریم: ۵۳) ان آیات میں غور کرو کہ اللہ تعالیٰ نے سب جگہ اپنی صفت وھاب کی عنایات کا ذکر فرمایا ہے اور تمام آیات میں فعل ماضی و ھبنا ذکر کر کے واضح فرما دیا گیا ہے کہ تمام عنایات ربانی اللہ تعالیٰ کی صفت وھاب کی مرہون منت ہیں۔

برکات اَلْوَهَّابُ جل جلالہ

(۱) جو شخص فقر و فاقہ میں مبتلا ہو اور غربت و تنگ دستی نے گھیر رکھا ہو تو وہ اس اسم ''وھاب'' کو کثرت سے پڑھا کرے اور اس کو لکھ کر اپنے پاس رکھے حق تعالیٰ اس کو اتنا دے گا کہ حیران رہ جائے گا۔

(۲) اگر کوئی حاجت اہم ہو تو نصف شب میں اٹھ کر وضو کرے اور تین بار سجدے کرے اور ہر سجدہ میں ایک سو مرتبہ یا وھاب کا دورہ کرے اس طرح کہ ہاتھ کی ہتھیلیاں اوپر کو رہیں مثل دعاء انشاء اللہ پہلی شب میں ہی حاجت پوری ہو جائے گی ورنہ تین شب کرے کامیاب ہو۔ (الظفر الجلیل)

(۳) شیخ عبدالمجید مغربی فرماتے ہیں: اگر کوئی مہم پیش آئے، یا کسی چیز کا طالب ہو، یا کوئی مراد حاصل کرنا ہو، یا کسی دوسرے کے ہاتھ قید یعنی مقروض ہو، یا رزق میں تنگی ہو، یا طالب راہ حقیقت ہو، یا دنیا کا مال حاصل کرنا مقصود ہو، یا اعلیٰ درجہ کی حکومت (یا ملازمت) حاصل کرنا ہو، یا دشمن کو دفع کرنا ہو، یا دوست سے ملاقات کی تمنا ہو، یا اس کے علاوہ کوئی سی بھی مراد رکھتا ہو تو نصف شب کو اٹھ کر کامل وضو کر کے دو رکعت نماز نفل ادا

Marfat.com

کرے شب جمعہ ہو تو بہتر ہے۔ اور مسجد میں یا کسی جگہ تنہائی میں یہ عمل کرنا چاہیے۔ نماز کے بعد سر کو برہنہ کر کے نہایت عاجزی کے ساتھ دست بدعا ہو کر ایک سو مرتبہ یا وھاب پڑھے۔ بعد ازاں اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت طلب کرے اس عمل کو تین شب متواتر کرے انشاءاللہ مقصد پورا ہو۔ (تنویر الاسماء)

(۱۸) اَلرَّزَّاقُ جل جلالہ کی تشریح

الرزاق رازق کا مبالغہ ہے اور رزق سے بنا ہے۔ جس کا مطلب ہے بہت بڑا رزق دینے والا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ اپنے 'پرائے' کافر و مسلم اور موافق و مخالف یہاں تک کہ تمام مخلوق کو اس کے مناسب حال اور اپنی حکمت کے مطابق ہر ایک کو زندگی بھر روزی دیتا رہتا ہے اس لیے اسے رزاق کہا جاتا ہے۔

رزق کا لغوی معنیٰ

علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں: رزق کا معنیٰ ہے' عطاء خواہ دنیاوی عطا ہو یا اخروی اور رزق کا معنیٰ نصیب ہے' جو غذا پیٹ میں جائے اس کو بھی رزق کہتے ہیں۔ علم دینے کو بھی رزق کہتے ہیں۔ (المفردات)

رزق کا اصطلاحی معنیٰ: علامہ تفتازانی لکھتے ہیں رزق وہ ہے' جس کو اللہ تعالیٰ جاندار تک پہنچائے اور وہ اس کو کھائے اور پیئے۔ خواہ وہ حلال ہو یا حرام۔

(شرح عقائد)

علامہ میر سید شریف لکھتے ہیں: رزق وہ ہے' جس کو اللہ تعالیٰ جاندار تک پہنچائے اور وہ اس کو کھائے اور رزق حلال اور حرام دونوں کو شامل ہے۔ باقی رہا یہ اعتراض کہ اگر حرام بھی رزق ہو تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ بندوں تک حرام چیزوں کو پہنچانے والا ہے۔ اور یہ قبیح کام ہے جو اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق نہیں ہے تو

Marfat.com

اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی کام قبیح نہیں ہے۔ اگرچہ رزق حلال اور حرام دونوں کو شامل ہے، پھر بھی اللہ تعالیٰ کا رازق ہونا اور اس کی طرف نسبت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ خیر اور شر دونوں کا خالق ہے تو کیا اللہ کو خالق کہنے میں کوئی حرج ہے؟ ہرگز نہیں کیونکہ قرآن مجید میں ہے اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ اللہ ہر چیز کا خالق ہے۔ البتہ خصوصیت کے ساتھ شر کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنا جائز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے اس لیے یہ کہنا صحیح ہے کہ وہ ہر چیز کا خالق ہے یا وہ عرش اور کرسی کا خالق ہے۔ البتہ خاص کر یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ وہ کتوں اور خنزیر کا خالق ہے یا شیاطین کا خالق ہے۔ اسی طرح خصوصیت سے یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ وہ حرام چیزوں کا رازق ہے۔ (کیونکہ یہ بے ادبی ہے) باقی رہا یہ اعتراض کہ اگر رزق حرام کو بھی شامل ہو تو پھر حرام مال کھانے پر بندوں سے مواخذہ کیوں ہوگا؟ اس کا جواب واضح ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ نے حرام مال کھانے سے بندوں کو منع کیا ہے اس لیے اس حکم کی خلاف ورزی کی وجہ سے بندوں سے حرام مال کھانے پر مواخذہ ہوگا۔

حرام مال کے رزق ہونے پر اہل سنت کے دلائل: اہل سنت کی ایک دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر جاندار کے رزق کو از راہ کرم اپنے ذمہ لیا ہے، قرآن مجید میں ہے:

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا (ھود:٦) — اور زمین پر چلنے والے ہر جاندار کا رزق اللہ کے ذمہ (کرم پر) ہے۔

فرض کیجیے ایک شخص نے ساری عمر حرام کھایا ہے۔ اب اگر حرام مال کو رزق میں شامل نہ کیا جائے تو لازم آئے گا کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو رزق نہیں دیا اور یہ اس آیت کے خلاف ہے۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام مال پر رزق کا اطلاق فرمایا ہے۔ امام ابن ماجہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر تھے کہ عمرو بن قرہ آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے میری تقدیر میں شقاوت (بدبختی) لکھ دی

Marfat.com

ہے اور میرا خیال ہے کہ میرے پاس سوائے اپنے ہاتھ سے دف (ڈھول) بجانے کے کمائی کا اور ذریعہ نہیں ہے، آپ مجھے اس قسم کے گانے بجانے کی اجازت دے دیں، جس میں بے حیائی کے کلمات نہ ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ میں تجھے ہرگز اجازت نہیں دوں گا اور نہ تجھے عزت دے کر تیری آنکھیں ٹھنڈی کروں گا۔ اے خدا کے دشمن! اللہ نے تجھے پاک اور حلال رزق دیا اور تو نے اللہ تعالیٰ کے حلال کیے ہوئے رزق کے بدلے میں اللہ تعالیٰ کے رزق میں سے حرام کو اختیار کرلیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے عمرو بن قرہ سے مزید فرمایا اگر میں تجھے پہلے منع کر چکا ہوتا (اور تو اس کے بعد اجازت طلب کرتا) تو میں تجھے سزا دیتا، میرے پاس سے اٹھ جا اور اللہ تعالیٰ سے توبہ کر اور اگر تو نے اس کے بعد گایا بجایا، تو میں تجھے سخت دردناک سزا دوں گا اور تیرا سر مونڈ دوں گا اور تیرا مثلہ (ناک، کان، آنکھیں یا دیگر اعضاء کاٹنا) کروں گا اور تجھے تیرے گھر سے نکال دوں گا اور تیرے مال، اسباب کو مدینہ منورہ کے نوجوانوں کے لوٹنے کے لیے مباح کر دوں گا، یہ سن کر عمرو بن قرہ وہاں سے اس قدر ذلت اور رسوائی کے ساتھ اٹھا جسے اللہ ہی جانتا ہے۔ جب وہ پیٹھ پھیر کر چلا گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ لوگ نافرمان ہیں! ان میں جو شخص بغیر توبہ کے مر گیا اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن اسی طرح ننگا اور مخنث اٹھائے گا جس طرح دنیا میں وہ لوگوں سے اپنا ستر نہیں چھپاتا تھا۔ جب بھی کھڑا ہوگا تو بے ہوش ہوکر گر پڑے گا۔ (سنن ابن ماجہ) خیال میں رہے کہ اس حدیث مبارکہ میں ان لوگوں کے لیے عبرت کا مقام ہے جو سازوں کے ساتھ گانے میں مشغول رہتے ہیں۔

(ماخوذ از: تفسیر تبیان القرآن جلد اول ص ۲۸۸)

(۱) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک روز حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنگل سے گزرا اور ہم نے دیکھا کہ ایک پرندہ بلند آواز سے کچھ کہہ رہا ہے، حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے انس! بتاؤ یہ کیا کہہ رہا ہے میں نے عرض کیا اللہ و رسولہ اعلم بذالک اسے اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے، آپ نے فرمایا: یہ کہہ رہا ہے اے اللہ! تو نے مجھے اندھا بنایا، میری بینائی

Marfat.com

زائل کر دی ہے' اب مجھے اپنے فضل و کرم سے کچھ رزق عنایت فرما کیونکہ میں بھوکا ہوں۔
حضرت انس فرماتے ہیں کہ ابھی ہم کھڑے تھے کہ ایک پرندہ (ٹڈی) اڑتا ہوا اس بھوکے پرندے کے منہ میں داخل ہوگیا جسے اس نے نگل لیا۔ پھر پہلے کی طرح زور زور سے بولنے لگا' حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا: اے انس! بتاؤ اب یہ کیا کہہ رہا ہے؟ میں نے پہلے کی طرح عرض کیا کہ **اللہ و رسولہ اعلم بذالک** اللہ اور اس کا رسول اسے خوب جانتے ہیں' آپ نے فرمایا وہ کہہ رہا ہے **الحمد للہ الذی لم ینس من ذکرہ** یعنی تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جو اپنے یاد کرنے والے کو نہیں بھلاتا۔ ایک روایت میں ہے: **من توکل علی اللہ کفاہ** جو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے وہ اس کی کفایت کرتا ہے۔

(۲) حضرت سیدنا امام حسین بن حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تلوار پر یہ چار کلمات لکھے ہوئے تھے۔

(الف) **الرزق مقسوم** : ہر ایک کا رزق پہلے لکھا جا چکا ہے۔

(ب) **الحریص محروم** : حریص ہمیشہ محروم رہتا ہے۔

(ج) **البخیل مذموم** : بخیل بدبخت کی ہمیشہ مذمت کی جاتی ہے۔

(د) **الحاسد مغموم** : حاسد ہمیشہ غم میں مبتلا رہتا ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص غربت و تنگ دستی سے بھوکا ہونے کے باوجود اپنی محتاجی کسی پر عیاں نہ کرے بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا و قضا پر سر تسلیم خم کر دے تو اللہ تعالیٰ اس پر رحم و کرم فرما کر رزق کے دروازے کھول دیتا ہے۔

مشائخ عظام اور صوفیائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: کہ رزق وغیرہ میں حقیقی توکل یہ ہے کہ اسباب دنیوی سے بالکل سہارا ختم کر کے صرف اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھے (اگرچہ ظاہری اسباب کو استعمال بھی کرتا رہے لیکن بھروسہ صرف اللہ تعالیٰ ہی پر ہو)

خیال میں رہے کہ جس طرح انسان جسم اور روح سے مل کر بنا ہے اور اس لیے جسم و روح کے مجموعہ کا نام انسان ہے اسی طرح رزق کی دو قسمیں ہیں: (۱) ظاہری رزق (۲) باطنی رزق۔ اور جسم کے لیے ظاہری رزق ضروری ہے اسی طرح روح کے لیے باطنی رزق

Marfat.com

ضروری ہے۔ ظاہری رزق سے مراد انسان کے جسم و بدن کو قوت و طاقت دینے والی اشیاء ہیں، جیسے کھانے پینے کی چیزیں، غلہ جات، زمین سے پیدا ہونے والی اجناس، گندم، چاول، مکئی، باجرہ، سبزیاں، گوشت اور مختلف اقسام کے پھل فروٹ وغیرہ۔ اور باطنی رزق سے مراد روح انسانی کو قوت و طاقت دینے والی اشیاء ہیں جیسے ذکر و فکر، تسبیح و تہلیل، حمد و ثناء، تلاوت قرآن مجید، توبہ و استغفار کے ذریعے معارف و مکاشفات اور انوار و تجلیات کا قلب پر وارد ہونا اور اسرار و رموز کا حاصل ہونا۔

علامہ شیخ اسماعیل حقی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے: کہ بعض علمائے اسلام نے فرمایا ہے کہ رزق کئی اقسام پر مشتمل ہے: (۱) بعض کو ایمان سے نوازتا ہے، (۲) بعض کو ایقان سے، (۳) بعض کو عرفان سے، (۴) بعض کو بیان سے، (۵) بعض کو عیان و مشاہدہ سے نوازتا ہے اور یہ خوش نصیب حضرات اہل سعادت اور اہل بصیرت ہیں جنہیں ان مذکورہ بالا انعامات سے نوازا جاتا ہے۔ (۶) بعض کو خذلان (رسوائی) سے، (۷) بعض کو محرومی سے، (۸) بعض کو طغیان و سرکشی سے، (۹) بعض کو کفر و شرک سے حصہ ملتا ہے اور یہ لوگ اہل شقاوت و اہل بغاوت کہلاتے ہیں۔ (تفسیر روح البیان، جلد ۲۷)

برکات اَلرَّزَّاقُ جل جلالہ

(۱) رزق ضروریات زندگی کا نام ہے اور اسم یا رزاق کثرت سے پڑھنے والے کو خزانۂ غیب سے روزی ملتی ہے، جو شخص صبح صادق کے بعد نماز فجر سے پہلے اپنے مکان کے چاروں کونوں میں دس دس بار اسم یا رزاق تلاوت کرے تو کبھی اس کے گھر میں غربت و مفلسی نہیں رہے گی، روزی فراخ ہو جائے گی۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ گھر میں قبلہ رخ کھڑا ہو اور داہنے ہاتھ کے گوشے سے شروع کرے اور اس کونے سے دوسرے کونے تک اس طرح جائے کہ قبلہ سے رخ نہ پھرے اور ہر گوشہ میں قبلہ رخ ہی کھڑے ہو کر یہ اسم مبارک پڑھے۔ بہت مجرب ہے۔

(الظفر الجلیل، تفسیر روح البیان، شمع شبستان رضا)

Marfat.com

(۲) حضرت امام علی رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، جو شخص روزانہ تین سو آٹھ مرتبہ "یارزاق" نماز فجر کے بعد پڑھا کرے تو رزق کشادہ ہوگا۔ (شمع شبستان رضا)

(۳) جس شخص کی نوکری چھوٹ جائے وہ تین روزے رکھے اور فجر کی نماز کے بعد دس ہزار مرتبہ یا رزاق اول آخر سات سات دفعہ درود شریف کے ساتھ پڑھ کر دعا مانگے انشاء اللہ تعالیٰ وہی نوکری یا اس سے بہتر نوکری مل جائے گی۔

(فضائل الاسماء الحسنیٰ)

(۴) اگر کوئی شخص اپنے نام کے اعداد کے مطابق صبح طلوع آفتاب سے دس بجے تک یا رات کے بارہ بجے سے صبح صادق تک روزانہ ایک وقت متعین کر کے پڑھنے کا معمول بنالے اور چالیس (۴۰) روز تک وقت مقررہ پر پڑھتا رہے، اور بعد ازاں جو وقت متعین ہے اس میں جب موقع ملے باوضو پڑھ لیا کرے تو غربت و مفلسی جاتی رہے گی۔ کاروبار خوب چلے گا، ملازمت میں ترقی ملے گی اور کبھی گھر میں فاقہ نہیں ہوگا۔

(اسمائے حسنیٰ کی برکات)

(۱۹) اَلْفَتَّاحُ جل جلالہ کی تشریح

فتاح فاتح کا مبالغہ ہے اور فتح سے بنا ہے جس کے کئی معانی ہیں مثلاً کھولنا، ملک پر غلبہ حاصل کرنا، مالک ہونا، فیصلہ کرنا، سکھلا دینا، کسی پر بھید ظاہر کرنا، مدد کرنا، کامیابی حاصل کرنا، آغاز۔ چونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی مشکلات و مہمات کا زبردست کھولنے والا ہے اور اہل ایمان پر رحمت و مغفرت اور فضل و کرم کے دروازے کھولنے والا ہے، اور انبیائے عظام اور اولیائے کرام پر معارف و حقائق کو منکشف فرمانے والا ہے، اور وہی ساری کائنات پر غالب و مالک ہے، اور وہی حق و باطل میں فیصلہ کرنے والا ہے، اور وہی انبیائے کرام کو وحی کے ذریعے علوم غیبیہ سکھانے والا ہے، اور وہی قیامت کے دن کافر و مسلم اور نیک و بد کا فیصلہ کرنے والا ہے، اور وہی اپنے مقبول و محبوب بندوں پر اسرار و رموز اور مخفی بھید ظاہر کرنے والا ہے، اور وہی سب کا حقیقی مشکل کشا اور مدد کرنے والا ہے

Marfat.com

اور وہی کامیابی و کامرانی عطا کرنے والا ہے' اور وہی سب سے پہلے ہے نہ اس کی ابتدا ہے اور نہ اس کی انتہا ہے' اور وہ سب سے اول' سب سے آخر' سب پر ظاہر' سب سے باطن اور وہی سب کچھ جاننے والا ہے۔

خیال میں رہے کہ کتب لغت کے مذکورہ بالا معانی میں سے چند معانی قرآن مجید میں بھی استعمال ہوئے ہیں مثلاً:

وَلَمَّا فَتَحُوْا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوْا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ اِلَيْهِمْ (یوسف: ٦٥)

اور جب برادران یوسف نے اپنا سامان کھولا تو دیکھا کہ ان کی پونجی (رقم) لوٹا دی گئی ہے۔

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ (الاعراف: ٩٦)

اور اگر (مکہ کی) بستی والے ایمان اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ضرور ان پر آسمان اور زمین کی برکتیں کھول دیتے۔

ان دونوں آیات میں لفظ "فتح" کھولنے کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

قَالُوْٓا اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَآجُّوْكُمْ بِهٖ عِنْدَ رَبِّكُمْ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○ (البقرۃ: ٧٦)

انہوں نے کہا وہ علم جو اللہ نے تم پر عیاں کیا ہے مسلمانوں سے بیان کرتے ہو تاکہ وہ اس کے سبب تمہارے رب کے پاس تم پر حجت لائیں' کیا تمہیں عقل نہیں ہے۔

شان نزول: منافق یہود مسلمانوں سے کہتے تھے کہ ہم تمہارے نبی پر ایمان لائے ہیں کیونکہ ہماری کتابوں توریت وغیرہ مین ان کے اوصاف موجود ہیں۔ جب ان کے علماء پادری ان سے ملتے تو انہیں ڈانٹتے کہ تم کیا غضب کر رہے ہو کہ اپنا بھید مسلمانوں کو بتاتے ہو' تورات کی ان آیات کی مسلمانوں کو خبر نہ دو' ورنہ وہ تم کو قیامت میں پکڑیں گے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صفت بیان کرنے میں بخل سے کام لینا یا لوگوں کو اس سے روکنا یہود کا طریقہ ہے۔ موجودہ وہابیوں کو اس سے عبرت پکڑنا چاہیے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کو مختلف حیلہ بہانوں سے روکتے ہیں۔ (تفسیر نورالعرفان)

Marfat.com

علامہ آلوسی بغدادی نے اس آیت میں فتح کا معنیٰ علمہ و بینہ کیا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے سکھلایا اور بیان کیا' عیاں اور ظاہر کیا' نیز علامہ آلوسی نے لکھا ہے کہ علم اور بین کی بجائے فتح لانے میں اس بات کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ اوصاف محمدی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا یہ علم سر مکتوم (پوشیدہ بھید) تھا: جو اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت سے پہلے توراۃ شریف میں یہود پر ظاہر کر دیا تھا۔ بہرحال اس آیت میں ''فتح'' سکھلانے' بیان کرنے' اور پوشیدہ بھید کو ظاہر و عیاں کرنے کے معنیٰ میں استعمال ہوا ہے۔

وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ (البقرۃ:۸۹)	اور وہ اس سے پہلے اسی نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح و نصرت مانگتے تھے پھر جب وہ ان کے پاس تشریف لے آیا۔ جسے انہوں نے خوب پہچان لیا تو منکر ہو گئے۔ پس ان کافروں پر اللہ کی لعنت ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ جب کبھی یہود مشرکین سے جنگ کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے مدد طلب کرتے اور کہتے اے اللہ! اس آخر الزمان پیغمبر کے وسیلہ سے ہماری مدد فرما۔ جس کی بعثت کا تو نے توراۃ میں وعدہ کیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرماتا اور انہیں فتح و نصرت اور کامیابی و کامرانی عطا فرماتا۔ (روح المعانی' القرطبی' روح البیان' مظہری) یہاں قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے یستفتحون کا معنیٰ یستنصرون کیا ہے۔ وہ مدد طلب کرتے تھے اور تفسیر روح المعانی کی عبارت کا مفہوم بھی یہی ہے کہ فتح کا معنیٰ مدد طلب کرنا ہے۔ لہٰذا اس آیت میں فتح مدد طلب کرنے کے معنیٰ میں استعمال ہوا ہے۔

رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَ بَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَ اَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ ۝ (الاعراف:۸۹)	اے ہمارے رب ہم میں اور ہماری قوم میں حق فیصلہ فرما اور تیرا فیصلہ سب سے بہتر ہے۔

Marfat.com

اس آیت میں لفظ فتح فیصلہ کرنے کے معنیٰ میں استعمال ہوا ہے۔

اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا (الفتح:۱)

بے شک ہم نے تمہارے لیے روشن فتح عطا فرمادی۔

اس آیت مبارکہ میں لفظ فتح کامیابی و کامرانی اور غلبہ حاصل کرنے کے معنیٰ میں استعمال ہوا ہے۔ صلح حدیبیہ کو فتح اس لیے کہا گیا ہے کہ اس کے سبب سے مسلمانوں کو مشرکین مکہ پر غلبہ حاصل ہو گیا' اور انہوں نے فتح مکہ کے دن مشرکین پر کامیابی و کامرانی حاصل کی اور عام جنگ و جدال کے بغیر مکہ مکرمہ فتح کر لیا جیسا کہ کلبی نے کہا کہ مشرکین مکہ نے مسلمانوں کے غلبہ کو محسوس کر کے صلح کی درخواست کی تھی۔ (روح المعانی)

برکات اَلْفَتَّاحُ جل جلالہ

(۱) ہر مشکل کام جس کا حل دشوار ہو اس اسم کی برکت سے آسانی سے حل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ظفر جلیل میں ہے کہ جو شخص بعد نماز فجر دونوں ہاتھ سینے پر رکھ کر ستر (۷۰) بار ''یافتاح'' پڑھا کرے اس کے آئینہ دل سے گناہوں کا زنگ اور میل دور ہو جائے گا اور اس کا دل نور ایمان سے منور ہو جائے گا۔

(۲) اس اسم پاک کا ورد امتحان دینے والوں اور وکیلوں' مناظروں' نئی نئی ایجادات کرنے والوں' مفکروں' مبلغوں' مقرروں کے لیے تاریک رات میں روشن چراغ سا فائدہ دے گا۔

(۳) ہر مشکل کے حل کے لیے جو شخص دو رکعت نماز نفل پڑھے' پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ یٰسین شریف اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ تبارک الذی (ملک) پڑھے۔ بعد ازاں پانچ سو مرتبہ یا فتاح پڑھ کر دعا مانگے۔ انشاء اللہ العزیز تمام مشکلات آسان ہوں گی اور ہر حاجت پوری ہو گی۔

(شمع شبستان رضا' فضائل الاسماء الحسنیٰ)

Marfat.com

(۲۰) اَلْعَلِیْمُ جل جلالہ کی تشریح

اللہ تعالیٰ کے نہایت مشہور اسماء میں سے ہے اور علم سے بنا ہے۔ جس کے معنیٰ ہیں خوب جاننے والا' یہ اسم مبارک قرآن مجید میں متعدد جگہ آیا ہے چند آیات ملاحظہ فرمائیں۔

۱- اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ (آل عمران ۱۱۹) — بے شک اللہ سینے کی باتوں کو خوب جاننے والا ہے۔

۲- اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌۢ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ (النحل ۲۸) — بے شک اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ تم عمل کرتے ہو۔

۳- اِنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۝ (البقرۃ ۲۳۱) — بے شک اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

۴- اِنَّ اللّٰہَ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ (البقرۃ ۱۱۵) — بے شک اللہ وسعت دینے والا علم رکھنے والا ہے۔

۵- وَھُوَ بِکُلِّ خَلْقٍ عَلِیْمٌ (یٰسٓ ۷۹) — وہ تو مخلوق کی پیدائش کی حالت کو جانتا ہے۔

۶- ذٰلِکَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ (یٰسٓ ۳۸) — یہ اندازہ ہے عزیز وعلیم کا۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے لیے عالم بھی آیا ہے:

۷- وَکُنَّا بِکُلِّ شَیْءٍ عٰلِمِیْنَ ۝ (الانبیاء: ۸۱) — ہم ہر شئے کو جانتے ہیں۔

اعلم بھی آیا ہے:

۸- اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہٗ (الانعام ۱۲۴) — اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جہاں اپنی رسالت کو رکھتا ہے۔

۹- یَعْلَمُ مَا یَکْسِبُ کُلُّ نَفْسٍ (الرعد ۴۲) — اللہ ہر ایک شخص کے اعمال کا علم رکھتا ہے۔

Marfat.com

۱۰- یَعۡلَمُ خَآئِنَۃَ الۡاَعۡیُنِ (المؤمن ۱۹)	آنکھوں کی خیانت تک کا اسے علم ہے۔
۱۱- اَللّٰہُ یَعۡلَمُ مَا تَحۡمِلُ کُلُّ اُنۡثٰی (الرعد ۸)	اللہ کو علم ہے کہ ہر مادہ کے شکم میں کیا ہے۔
۱۲- یَعۡلَمُ مَا یَلِجُ فِی الۡاَرۡضِ وَمَا یَخۡرُجُ مِنۡھَا وَ مَا ینزلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا یَعۡرُجُ فِیۡھَا۔ (سباء ۲)	جو کچھ زمین میں داخل ہوتا ہے اور جو کچھ زمین سے نکلتا ہے اور جو کچھ آسمان سے اترتا ہے اور جو کچھ آسمان کو چڑھتا ہے اللہ سب کو جانتا ہے۔
۱۳- عَالِمِ الۡغَیۡبِ لَا یَعۡزُبُ عَنۡہُ مِثۡقَالُ ذَرَّۃٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الۡاَرۡضِ وَلَاۤ اَصۡغَرُ مِنۡ ذٰلِکَ وَلَاۤ اَکۡبَرُ (سباء ۳)	وہ غیب کا جاننے والا ہے۔ ذرہ کے وزن برابر چیز یا اس سے بڑی یا اس سے چھوٹی وہ آسمانوں میں ہو یا زمین میں ہو اللہ سے چھپی ہوئی نہیں ہے۔
۱۴- وَسِعَ رَبُّنَا کُلَّ شَیۡءٍ عِلۡمًا۔ (الاعراف ۸۹)	ہمارا رب علم سے ہر شے کو گھیرے ہوئے ہے۔

یہ اور اس قسم کی دیگر آیات بتلاتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ دل اور سینہ کی چھپی ہوئی باتوں کو جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اعمال انسانی کا علم ہے۔ وہ انسان کے دل اور آنکھ کی خیانت سے واقف ہے۔ زمین کے راز اور آسمانوں کے اوپر کے اسرار سب اس کے علم میں ہیں۔ زمین سے اوپر کو اٹھنے والی چیزیں اور نیچے نازل ہونے والی چیزیں' ذرہ ذرہ' قطرہ قطرہ اس کے علم میں ہے۔ ذرہ اور قطرہ کی بھی چھوٹی سے چھوٹی جسامت اس کے علم سے باہر نہیں ہے۔ گزری ہوئی امتیں اور آنے والی نسلیں سب اس کے علم میں ہیں۔ جن پاک بزرگوں کو نبوت و رسالت کے مناصب پر ممتاز فرمایا وہ بھی علم الٰہی کا ثمر ہے۔ قرآن مجید بھی علم الٰہی سے نازل ہوا۔ قرآن مجید میں ان سینکڑوں پیشگوئیوں کو دیکھو جن میں ملک ملک اور قوم' قوم کے عروج و زوال کی اطلاعیں دی گئی ہیں' پھر وہ پیشگوئیاں اپنے اپنے ملک اور اپنے زمانہ میں ٹھیک اسی طرح پوری ہوتی رہیں۔ نزول قرآن پاک کے بعد ان

Marfat.com

میں سے سینکڑوں نے ابھی اپنے اپنے وقت پر پورا ہونا ہے۔ (ماخوذ بتصرف' معارف الاسماء)

حقیقت تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم تمام کائنات کے ماضی' حال اور مستقبل کو محیط ہے۔ وہ دنیا اور آخرت کے تمام امور کو تفصیلاً جانتا ہے۔ اس کو ایک ایک ذرے کا علم بھی غیر متناہی وجوہ اور بے شمار طریقوں سے ہوتا ہے۔ مثلاً ایک ذرہ کو کتنے انسانوں' کتنے جانوروں' کتنے جنات اور کتنے فرشتوں نے دیکھا' اس ایک ذرہ کی دیگر ذرات کے ساتھ کتنی نسبتیں ہیں' اس پر کتنے ہوا کے جھونکے اور کتنے بارش کے قطرے گزرے' اس میں کتنے فائدے' کتنے نقصانات' کتنی حکمتیں ہیں' اس کی کتنی عمر ہے' وہ کہاں کہاں رہا اور ایسی بے شمار وجوہ ہیں۔ تمام کائنات کا علم تو الگ رہا ایک ذرہ کے متعلق اللہ تعالیٰ کا علم کتنا وسیع ہے انسان کی عقل اس کا تصور بھی نہیں کر سکتی۔ مخلوق کو اتنا ہی علم ہوتا ہے جتنا وہ عطا فرماتا ہے۔ (تفسیر تبیان القرآن جلد اول)

اللہ تعالیٰ نے پہلے تو مطلقاً فرمایا کہ غیب کے خزانوں کی کنجیاں اسی کے قبضہ میں ہیں۔ اس کے بعد مزید وضاحت سے اپنے علم وسیع ومحیط کو بیان فرمایا کہ یہ کائنات جس کے کروڑویں حصے کا بھی تمہیں علم نہیں' لیکن جتنا کچھ تم جانتے ہو اس میں سب سے بڑی چیزیں خشکی اور تری ہیں۔ ان میں رنگا رنگ ان گنت مخلوق چھوٹی اور بڑی سانس لے رہی ہے ان سب کو بھی وہ جانتا ہے۔ اس کے علم کی ہمہ گیری کی یہ کیفیت ہے کہ روئے زمین پر بے شمار جنگلات کے بے حساب درختوں کے ان گنت پتوں میں سے اگر کوئی پتہ بھی گرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو اس کا بھی علم ہے۔ اور سنو! شکم مادر کے اندھیروں میں جہاں تمہارے تیز بین برقی آلات بھاری بھرکم اشیاء کا سراغ لگانے سے بھی عاجز ہیں۔ ان اندھیروں میں سرسوں کے بیج سے بھی باریک دانہ جہاں کہیں جس حالت میں پڑا ہے اللہ تعالیٰ اس کو بھی جانتا ہے تو جس کی ہمہ دانی کی یہ کیفیت ہو اس کے احاطہ علم سے بھی کوئی چیز خارج ہو سکتی ہے؟ (تفسیر ضیاء القرآن جلد اول)

صدر الافاضل فخر الاماثل حضرۃ العلام السید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تفسیر خزائن العرفان میں آیۃ الکرسی کی تشریح میں لکھتے ہیں: کہ اس آیت مبارکہ میں الٰہیات کے اعلیٰ مسائل کا بیان ہے اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

موجود ہے اور الوھیت یعنی معبود برحق ہونے میں واحد ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ حیات کے ساتھ متصف ہے۔ واجب الوجود ہے۔ اپنے ماسوا تمام کائنات کا موجد و خالق ہے۔ تحیز و حلول سے منزہ ہے۔ اور تغیر و تبدل اور فتور سے مبرا ہے' نہ کسی کو اس سے مشابہت ہے نہ عوارض مخلوق کو اس تک رسائی ہے وہی ملک وملکوت کا مالک ہے۔ اصول و فروع کا وہی مبدع ہے۔ وہی قوی گرفت والا ہے جس کے حضور اس کی اجازت کے بغیر کوئی شفاعت کے لیے لب نہ ہلا سکے گا۔ وہ تمام اشیاء کا جاننے والا ہے' جلی کا بھی' خفی کا بھی' کلی کا بھی' جزی کا بھی۔ وہی وسیع ملک کا مالک ہے اور زبردست قدرت والا ہے۔ ادراک و وہم وفہم سے برتر و بالا ہے۔ (ماخوذ بتصرف قلیل از خزائن العرفان)

برکات اَلْعَلِیْمُ جل جلالہ

(۱) یہ اسم پاک' استخارے اور راسرار مخفی کے اظہار کے لیے مخصوص ہے۔ اگر یہ جاننا چاہے کہ اس مقدمہ کا انجام کیا ہوگا؟ لڑائی میں کس کی فتح ہوگی؟ تجارت میں نفع ہوگا یا نقصان' شرکت مفید ہوگی یا نہیں' سفر اچھا ہوگا یا نہیں۔ اسی قسم کے دیگر امور مخفی جو قبل از وقت معلوم کرنا چاہتے ہوں تو تین شب جمعہ' نصف شب کے بعد تازہ وضو کر کے دو رکعت نماز نفل ادا کرے۔ بعد ازاں ایک سو پچاس مرتبہ یا عالم یا علیم پڑھے اس کے بعد بستر پر لیٹ جائے اور درود شریف پڑھنے میں مشغول ہو جائے یہاں تک کہ سو جائے۔ انشاء اللہ العزیز' خواب میں بتا دیا جائے گا اور جو کچھ معلوم ہوگا اس میں بغیر کسی ولی کامل کی دعا کے رد و بدل نہ ہوگا۔ یعنی جو معلوم ہوگا ویسا ہی ظہور میں آئے گا۔

(شمع شبستان رضا' تنویر الاسماء)

(۲) جو شخص کثرت سے یا علیم کا ورد کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس پر انشاء اللہ علوم و معارف کے دروازے کھول دے گا۔ اللہ تعالیٰ کثرت سے پڑھنے والے کو اپنی معرفت عطا فرمائے گا اور وہ صاحب کشف ہو جائے گا۔ (تنویر الاسماء)

(۳) جو شخص چالیس (۴۰) روز تک نہار منہ اپنے بچے کو اکیس (۲۱) مرتبہ یا عالم

Marfat.com

یاعلیم پانی پر دم کر کے پلائے گا بچہ صاحب علم ہوگا۔ ذہن اور حافظہ اس کا روشن ہوگا۔ (فضائل الاسماء الحسنٰی)

(۲۱) اَلْقَابِضُ جل جلالہ کی تشریح

(۲۲) اَلْبَاسِطُ جل جلالہ کی تشریح

قابض قبض سے بنا ہے۔ قبض کے معنیٰ ہے' رزق تنگ کرنا' کم کرنا' روکنا۔ اور باسط بسط سے بنا ہے جس کا معنیٰ ہے رزق فراخ کرنا' بڑھانا' دینا۔ بہرحال مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کی روزی چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے اور جس کی چاہتا ہے بڑھا دیتا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَ يَبْصُۜطُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ○ (البقرۃ: ۲۴۵)

اور اللہ ہی تنگی اور کشادگی فرماتا ہے اور اسی کی طرف تم سب لوٹائے جاؤ گے۔

اس آیت کریمہ سے واضح ہوگیا کہ رزق کی تنگی اور فراخی اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ لہٰذا اگر تم اس کی راہ میں یتیموں' مسکینوں اور محتاجوں پر خرچ کرو گے تو وہ تمہارے رزق میں کشادگی اور فراخی پیدا کر دے گا اور اپنی رحمت کے خزانوں کے منہ کھول دے گا۔ اور اگر تم نے بخل سے کام لیا تو وہ تمہارے رزق میں تنگی پیدا کر دے گا اور ناراض ہو کر تمہیں مفلس و محتاج بنا دے گا۔

علامہ آلوسی بغدادی اس آیت کریمہ کے تحت لکھتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ اپنی حکمت کاملہ اور مصلحت عامہ کے تحت بعض لوگوں کی روزی تنگ کر دیتا ہے اور انہیں مفلس و محتاج کر دیتا ہے' اور بعض لوگوں کی روزی کشادہ اور فراخ کر دیتا ہے اور انہیں غنی و دولت مند بنا دیتا ہے۔ اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک ہی شخص کے حالات مختلف ہو جاتے ہیں' کبھی اللہ تعالیٰ اس پر رزق کی فراوانی کر دیتا ہے اور کبھی رزق قبض کر کے مفلس بنا دیتا

Marfat.com

ہے۔ لہٰذا اذا علمتم انه هو القابض وا لباسط و ان ما عندكم انما هو من بسطه و عطائه فلا تبخلوا۔ جب تمہیں معلوم ہے کہ رزق فراخ کرنے والا اور کم کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور تمہارے پاس جو کچھ ہے وہ اس کی عطا اور وسعت رزق کرنے کی وجہ سے ہے تو تم بخل سے کام نہ لو' بلکہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو اور جس طرح اس نے تمہیں وسعت و خوشحالی عنایت کی ہے۔ اسی طرح تم بھی غریبوں' ناداروں اور مسکینوں' محتاجوں پر خرچ کر کے وسعت اور سخاوت سے کام لو' اور اس کے برعکس معاملہ نہ کرو ورنہ اللہ تعالیٰ بھی برعکس معاملہ کرتے ہوئے وسعت و خوشحالی دینے کے بعد تنگ دست و محتاج بنا دے گا اور رزق کے دروازے تم پر بند کر دے گا۔

(تفسیر روح المعانی' الجزء الثانی)

قبض اور بسط کا معنیٰ

اللہ تعالیٰ اپنی جبروتیت سے موحدین کی ارواح کو نور ازلی میں قبض کر لیتا ہے' اور عارفین کے اسرار کو مشاہدہ ء ذات میں بسط کر دیتا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ قبض اللہ تعالیٰ کا سر ہے' اور بسط اس کا کشف ہے' دوسرا قول یہ ہے کہ مریدین کے لیے قبض ہے اور مرادین کے لیے بسط ہے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ مشتاقین کے لیے قبض ہے اور عارفین کے لیے بسط ہے اور مشہور یہ ہے کہ قبض اور بسط بندہ کی ترقی کی دو حالتیں ہیں۔ جب عارف پر خوف کا غلبہ ہو تو یہ قبض کی حالت ہے اور جب اس پر رجاء (اُمید) کا غلبہ ہو تو یہ بسط کی حالت ہے' اور جب اس کے قلب پر واردات غیبیہ ہوں تو آثار جلال کو قبض اور آثار جمال کو بسط کہتے ہیں۔ (تفسیر تبیان القرآن جلد اول)

اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يَقْدِرُ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًا بَصِيْرًا ۝ (بنی اسرائیل: ۳۰)

بے شک تمہارا رب جس کے لیے چاہتا ہے رزق کشادہ دیتا ہے اور (جس کے لیے چاہتا ہے اس کا رزق) تنگ کر دیتا ہے۔ بے شک وہ اپنے بندوں کو خوب جانتا دیکھتا ہے۔

Marfat.com

ضیاء الامت حضرۃ العلام پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ: تم دیکھتے ہو کہیں دولت کی فراوانی ہے اور کہیں فقر وافلاس نے اپنے پنجے گاڑ رکھے ہیں۔ یہ قبض وبسط اللہ تعالیٰ کی حکمت کی جلوہ گری ہے۔ وہ اپنے بندوں کے نفع وضرر کو خوب جانتا ہے۔ اس لیے حرام ذرائع سے روپیہ کما کر امیر بننے کی کوشش نہ کرو۔ مبادا یہ ثروت تمہیں دین و دنیا میں رسوا کر دے۔ رزق کمانے کے حلال اور جائز ذرائع کو بے شک انتہائی عقلمندی اور سلیقہ شعاری سے استعمال کرو۔ اگر تمہاری سنجیدہ کوشش کے باوجود تمہاری مالی پریشانی دور نہ ہو تو پھر صبر کا دامن مضبوطی سے تھام لو اور رحمت خداوندی پر توکل کرو۔ وہ اپنے بندوں کے نفع و مصلحت کو خوب جانتا ہے اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ (تفسیر ضیاء القرآن' جلد دوم)

برکات یَا قَابِضُ جل جلالہ

(۱) اگر دشمن قوی ہو یا جان و مال کا خطرہ ہو تو اس اسم مبارک کو تین شب (چالیس شب بہتر ہے) متواتر بہ نیت آوارگی دشمن پڑھے دشمن مقہور ہو اور مقصد حاصل ہو۔ یہ وہ اسم ہے جس کی قوت سے فرشتہ ءموت روح قبض کرتا ہے۔ اگر کوئی شخص اس کا ورد کرے تو اس کی مشکلیں آسان ہوں گی اور قوت و ہیبت زیادہ ہو۔

(شمع شبستان رضا)

(۲) جو شخص فجر اور مغرب کی نماز کے بعد اکیس (۲۱) دفعہ ''یاقابض'' ہمیشہ پڑھے گا' اس پر کوئی جادو اثر نہ کرے گا۔ کسی شخص کی بددعا اس کے حق میں کارگر نہ ہوگی' کسی جن' بھوت کا اثر اس پر نہ ہوگا۔ ہر قسم کی بالائی بلاؤں کے دفع کرنے کے لیے یہ نام اسم اعظم ہے اور نہایت عجیب الاثر ہے۔ (فضائل الاسماء الحسنیٰ)

Marfat.com

برکات یَا بَاسِطُ جل جلالہ

(۱) امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص صبح کی نماز کے وقت دس مرتبہ ہاتھ پھیلا کر "یاباسط" روزانہ پڑھا کرے اور ہاتھ چہرے پر مل لے تو حق تعالیٰ کسی کا محتاج نہ کرے رزق کشادہ ہو غم و الم دور ہوں۔ تنگ دست اور مبتلائے قحط نہ ہو۔ (تنویر الاسماء، شمع شبستان رضا)

(۲) جس عورت کا خاوند بدمزاج ہو وہ تین سو بار "یاباسط" پڑھ کر پانی پر دم کر کے پلائے یا کھانے پر دم کر کے کھلائے تین روز تک ایسا کرنے سے شوہر کی بدمزاجی دور ہو جائے گی۔ (فضائل الاسماء الحسنیٰ)

(۲۳) اَلْخَافِضُ جل جلالہ کی تشریح

(۲۴) اَلرَّافِعُ جل جلالہ کی تشریح

خافض خفض سے بنا ہے۔ جس کا معنیٰ ہے (۱) پست کرنا، (۲) زیر کرنا، (۳) گرانا، (۴) ترقی کے بعد تنزلی کرنا، (۵) بلندی کے بعد پست کرنا۔ رافع رفع سے بنا ہے۔ جس کا معنی ہے (۱) بلند کرنا، (۲) اونچا کرنا، (۳) اٹھانا، (۴) زمین سے بلند مقام پر بٹھانا، (۵) قدر و منزلت، مرتبہ و شان میں ترقی و بلندی عطا کرنا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے کہ کسی کو تخت شاہی پر بلند فرماتا ہے تو کسی کو جیل کی کالی کوٹھڑی میں سلاخوں کے پیچھے پستی میں گرا دیتا ہے، کسی کو حاکم بنا کر کرسیٔ اقتدار پر فائز فرما کر رفعت و ترقی عنایت فرماتا ہے تو کسی کو کرسیٔ اقتدار سے محروم کر کے مختلف جرائم میں گرفتار کرا کر ذلت و پستی میں رسوا کر دیتا ہے۔ کافروں کو کفر و انکار اور شرک کے جرم میں اسفل السافلین میں پست ترین کر دیتا ہے اور مومنوں کو توحید و ایمان اور دین اسلام کی برکت

Marfat.com

سے اعلیٰ علیین میں بلند ترین مقامات پر فائز کر دیتا ہے۔ پرہیزگاروں اور نیکوکاروں کو بلند مراتب عطا فرماتا ہے تو بدکاروں اور نافرمانوں کو فسق و فجور اور ضلالت و گمراہی میں پست کر دیتا ہے۔ ترقی کے بعد تنزلی اور بلندی کے بعد پستی کی مثال قرآن مجید میں بلعم بن باعورا کے واقعہ سے ثابت ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِیْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ○ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ۔

(الاعراف: ۱۷۵، ۱۷۶)

اور انہیں پڑھ کر سنایئے اس کا حال جسے ہم نے اپنی آیتوں کا علم دیا تھا تو وہ ان سے الگ ہوگیا۔ تب اس کے پیچھے شیطان لگ گیا اور وہ گمراہوں سے ہوگیا اور اگر ہم چاہتے تو ان آیتوں کے سبب اس کا رتبہ بلند کر دیتے، لیکن وہ پستی کی طرف جھک گیا اور اپنی خواہش کی پیروی شروع کر دی تو اس کی مثال کتے جیسی ہے۔

مفسرین کرام لکھتے ہیں کہ: بلعم بن باعورا بنی اسرائیل کا زاہد اور عالم تھا۔ مستجاب الدعوات تھا اور اسم اعظم جانتا تھا۔ اور اپنے زمانہ میں علم و فضل میں اپنی نظیر نہیں رکھتا تھا۔ ہزاروں کی تعداد میں طلبہ اس کی علمی مجلسوں میں حاضر ہوتے اور اس کے خطبات کو قلمبند کرتے لیکن حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حسد کرنے کے باعث اپنے علم و فضل کے باوجود راہ حق سے منحرف ہوگیا۔ (ضیاء القرآن، جلد دوم)

ہوا یوں کہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے ساتھی اہل ایمان نے جہاد کی غرض سے اس شہر پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کیا، جس کے باشندے کافر تھے اور بلعم بن باعورا بھی اسی شہر میں رہتا تھا۔ اس کے شہر کے بادشاہ اور دیگر باشندوں نے اس سے درخواست کی کہ حضرت موسیٰ اور اہل ایمان کے لیے بددعا کریں تاکہ وہ شہر پر حملہ نہ کر سکیں۔ اس نے جواب دیا کہ میرا اور ان کا دین ایک ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے نبی

Marfat.com

ہیں اور ان کے ساتھی اہل ایمان ہیں ان کے لیے بددعا کرنا اپنا دین و دنیا تباہ کرنا ہے۔ اس لیے میں بددعا نہیں کروں گا۔ مگر جب بادشاہ اور دیگر باشندوں نے اسے مال و دولت کا لالچ دیا تو ان کے ورغلانے میں آ گیا اور دنیا کی خاطر ان کے خلاف بددعا کی تو الٹا اثر ہوا اللہ تعالیٰ نے اسے ولایت سے محروم کر دیا اور دولت ایمان چھین لی۔ علم و فضل سے بیگانہ کر دیا اور ضلالت و گمراہی کی پستی میں گرا دیا۔ (تفسیر روح البیان ۹)

انتباہ: واضح رہے کہ پیغمبر برحق کی گستاخی کا نتیجہ یہ نکلا کہ بلعم کی ولایت چھن گئی اور ایمان سے محروم کر دیا گیا۔ کفر و ضلالت کی پستی میں گرا دیا گیا اور خواہشات نفس کا پیرو اور کتے جیسا قرار دیا گیا تاکہ قیامت تک آنے والوں کو معلوم ہو جائے کہ نبی کا گستاخ و بے ادب "مسلمان تو کجا انسان بھی نہیں" بلکہ زمانے کا کتا ہے جو بھونکتا پھرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے۔

واضح رہے کہ قرآن مجید میں رفع کا لفظ دو معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔ (الف) رفع جسمانی' (ب) رفع مرتبی؟

رفع جسمانی کا مطلب یہ ہے کہ کسی جسم والی چیز کو بلند کیا جائے' اور رفع مرتبی کا مطلب یہ ہے کہ کسی کو بلند مرتبہ اور اعلیٰ منصب پر فائز کیا جائے خواہ وہ دنیاوی ہو یا اخروی ہو' روحانی ہو یا مادی ہو۔

رفع جسمانی سے متعلق قرآنی آیات

(۱) وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ (البقرۃ:۱۲۷)
اور یاد کیجیے جب ابراہیم اور اسماعیل کعبہ کی بنیادیں بلند کر رہے تھے۔

(۲) وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ۔ (البقرۃ: ۶۳)
اور ہم نے تم پر طور پہاڑ کو بلند کیا۔

(۳) وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ (یوسف:۱۰۰)
یوسف نے اپنے ماں باپ کو تخت کی بلندی پر بٹھایا۔

Marfat.com

(۴) وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا (الرحمٰن: ۷) — اور آسمان کو اللہ نے بلند کیا ہے۔

(۵) وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًاۢ o بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ (النساء: ۱۵۷، ۱۵۸) — اور یقینی بات یہ ہے کہ انہوں نے اسے (حضرت عیسیٰ) کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے اسے اپنی طرف (آسمان پر) اٹھالیا۔

رفع مرتبی کے متعلق قرآنی آیات

(۱) وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (الم نشرح: ۴) — اور ہم نے تمہارے لیے تمہارا ذکر بلند کر دیا ہے۔

(۲) وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰكُمْ (الانعام: ۱۶۵) — اور تم میں ایک کو دوسرے پر درجوں میں بلند کر دیا ہے تاکہ وہ تمہیں آزمائے اس چیز میں جو اس نے تمہیں عطا کی ہے۔

(۳) وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا (الزخرف: ۳۲) — اور ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر درجوں میں بلندی عطا کی تاکہ وہ ایک دوسرے سے کام لے سکیں۔

(۴) رَفِيْعُ الدَّرَجَاتِ ذُو الْعَرْشِ (المؤمن: ۱۵) — (اللہ تعالیٰ ہی) بلند درجے دینے والا (اور) عرش کا مالک ہے۔

اس آیت کریمہ (رفیع الدرجات) کی تفسیر میں علمائے کرام کے مختلف درج ذیل اقوال ہیں۔

(۱) رفیع الدرجات سے فرشتے مراد ہیں کیونکہ ان کے درجات و مراتب عرش تک بلند ہیں۔

(۲) اللہ تعالیٰ ہی آسمانوں کا خالق ہے اور وہی ان کو بلند کرنے والا ہے کہ

Marfat.com

طبق بر طبق ایک دوسرے کے اوپر ہیں اور ایک آسمان سے لے کر دوسرے آسمان تک پانچ سو سال کی مسافت ہے۔

(۳) اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درجات و مراتب کو دنیا اور آخرت میں بلند کرنے والا ہے۔ دنیا کے متعلق خود ارشاد فرمایا ہے کہ:

وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتَاكُمْ. (الانعام: ۱۶۵)

تم میں ایک کو دوسرے پر درجوں میں بلند کیا ہے تاکہ وہ آزمائے اس چیز میں جو اس نے تمہیں عطا کی ہے۔

مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض بندوں کو بعض دوسرے بندوں پر مرتبوں اور درجوں میں اس طرح رفعت و بلندی عطا کی ہے کہ کسی کو دانشور بنایا تو کسی کو اعلیٰ نسب بنایا اور کسی کو بزرگی عنایت کی تو کسی کو حسن و صورت سے نوازا' کسی کو قوت و طاقت عطا فرمائی تو کسی کو فن و ہنر میں مہارت و کمال عطا فرمایا' کسی کو غنی و مالدار کر دیا تو کسی کو فقیر و محتاج بنا دیا' کسی کو کاروبار اور تجارت کے ذریعے یا جاگیر و زمینداری کے ذریعے مال و دولت سے نواز کر امیر و کبیر بنا دیا تو کسی کو تعلیم کے زیور سے مالا مال فرما کر اور انتظامی صلاحیتوں سے نواز کر حاکم و افسر بنا دیا' تاکہ بنی نوع انسان کی تمام ضرورتیں پوری ہوتی رہیں۔

قرآن مجید میں دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا. (الزخرف: ۳۲)

اور ہم نے ایک کو دوسرے پر درجوں میں بلند کیا ہے تاکہ وہ ایک دوسرے سے کام لے سکیں۔

اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ بعض کو بعض پر عزت و وقار' مال و دولت اور رزق و معیشت میں فوقیت و بلندی اور برتری عنایت کی گئی ہے' کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو مالک بنایا تو کسی کو مملوک' کسی کو حاکم بنایا تو کسی کو محکوم' کسی کو خادم بنایا تو کسی کو مخدوم بنایا اور کسی کو زمیندار بنایا تو کسی کو ہاری' کسی کو تاجر و دولت مند بنایا تو کسی کو مزدور بنا دیا تاکہ لوگ ایک دوسرے سے کام لے سکیں۔

آخرت کے مراتب و درجات کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ:

Marfat.com

وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا (بنی اسرائیل:۲۱)

اور بے شک آخرت مرتبوں اور درجوں کے اعتبار سے سب سے بڑی ہے اور فضل وکرم کے اعتبار سے سب سے اعلیٰ ہے۔

آخرت میں بھی لوگ ایک دوسرے پر بڑی فضیلت والے ہوں گے جو دنیا میں عبادت واطاعت میں بڑا ہوگا وہ آخرت میں اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب ہوگا۔ اس کا مرتبہ ودرجہ بھی بڑا ہوگا۔ خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی درجات ومراتب بلند کرنے والا ہے، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

(۴) بعض علمائے اسلام نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے درجات ومراتب بلند کرنے والا ہے کہ حضرت آدم کو صفوت وبزرگی سے، حضرت ابراہیم کو خلت ودوستی سے، حضرت موسیٰ کو قرب وسنگت سے، حضرت عیسیٰ کو زہد وتقویٰ سے علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ہمارے رہبر وراہ نما آقا ومولیٰ حضرت حبیب خدا جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو شفاعت کبریٰ اور محبوبیت عظمیٰ سے نوازا۔

(۵) بعض علمائے کرام نے فرمایا کہ: گناہ گاروں کو مغفرت وبخشش عطا فرما کر اور اطاعت گزاروں کو اجر وثواب عنایت فرما کر، حاجت مندوں کی حاجات پوری فرما کر، اولیائے کرام کو کرامات سے نواز کر، عارفین کو کونین سے بے نیاز فرما کر، اہل محبت کو فنا کے ذریعے بقا عطا فرما کر سب کے درجات ومراتب بلند کرتا ہے۔

(تفسیر روح البیان، جلد۲۴)

برکات اَلْخَافِضُ جل جلالہ

(۱) جو شخص روزانہ پانچ سو مرتبہ یا خافض پڑھا کرے، اللہ تعالیٰ اس کی حاجتیں پوری فرمائے گا اور اس کی مشکلات دور فرما دے گا۔ انشاء اللہ العزیز

(فضائل الاسماء الحسنیٰ)

Marfat.com

(۲) دشمن جتنا بھی قوی ہو تین دن پہلے روزہ رکھے اور چوتھے روز اکیلا ایک جگہ بیٹھ کر ستر ہزار (۷۰۰۰۰) مرتبہ اس اسم مبارک (یا خافض) کو پڑھے۔ دشمن پر فتح پائے۔ (اسمائے حسنیٰ کی برکات)

(۳) جو شخص حیوانی خصائل سے اپنے نفس کو پاک کر کے اس اسم (یاخافض) کو پڑھتا رہے گا اس شخص پر اس اسم مبارک کے اسرار منکشف ہو جائیں گے اور اس اسم کا عامل جس حاکم وظالم کے سامنے جائے گا۔ وہ حاکم اس اسم کی ہیبت و دبدبہ سے مرعوب ہو کر مطیع ہو جائے گا۔ (تنویر الاسماء الحسنیٰ)

برکات اَلرَّافِعُ جل جلالہ

(۱) جو شخص تین روزے رکھے اور چوتھے روز اگر چودھویں رات ہو تو بہتر ہے۔ ستر ہزار مرتبہ یا رافع پڑھے۔ دشمن پر فتح ہو گی اور مخلوق میں برگزیدہ اور مالدار ہو گا۔

(الظفر الجلیل)

(۲) اگر کوئی شخص اسم یا خافض یا رافع کے اعداد میں اپنے نام کے اعداد شامل کر کے نقش ریشمی کپڑے یا چاندی پر کندہ کرا کے اپنی ٹوپی کے اندر سی لے تو ضعف و غم دور ہوں گے۔ تحصیل علم میں آسانی ہو۔ امتحان میں امتیازی نمبر حاصل ہوں۔

(شمع شبستان رضا)

(۳) جو شخص کسی بڑے دشمن یا بڑے حاکم کے سامنے جاتا ہوا ڈرتا ہو تو وہ تین دن تک تین ہزار مرتبہ یا رافع روزانہ پڑھے۔ پھر یہی یا رافع پڑھتا ہوا حاکم کے سامنے جائے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہر طرح عزت پائے گا۔ حاکم نہایت رحم دلی سے پیش آئے گا۔ ستر مرتبہ روزانہ پڑھنے والا ظالموں کے شر سے محفوظ رہے گا۔

(فضائل الاسماء الحسنیٰ)

Marfat.com

(۲۵) اَلْمُعِزُّ جل جلالہ کی تشریح

(۲۶) اَلْمُذِلُّ جل جلالہ کی تشریح

المعز اعزاز سے بنا ہے۔ جس کا معنیٰ یہ ہے کسی کو عزت دینا' کسی کو عزیز بنانا' کسی کو عزت بخشنا۔ المذل اذلال سے بنا ہے' جس کا مطلب ہے کسی کو ذلیل کرنا' کسی کو بے عزت کر دینا' کسی کی عزت سلب کرنا' چونکہ اللہ جسے چاہتا ہے عزت عطا کرتا ہے' جسے چاہتا ہے عزیز بناتا ہے اور اپنا دوست بنا لیتا ہے اور یہ عزت خواہ دنیاوی ہو یا اخروی' مادی ہو یا روحانی۔ مثلاً دنیاوی اور مادی عزت یہ ہے کہ حکومت و بادشاہی عطا کرنا' مال و دولت سے مالا مال کرنا' کسی اعلیٰ عہدہ اور منصب پر فائز کر دینا اور اس کے برعکس دنیاوی اور مادی ذلت یہ ہے کہ حکومت چھین لینا' غربت و افلاس اور فقر و فاقہ میں مبتلا کر دینا' عہدہ و منصب سے معزول کر دینا۔ اور روحانی عزت یہ ہے کہ ایمان کی دولت عطا کرنا' اطاعت و فرماں برداری کا جذبہ عنایت کرنا' اعمال صالحہ کی توفیق اور اعمال بد سے بچنے کی قوت و ہمت عطا کرنا' اور اس کے برعکس روحانی ذلت یہ ہے کہ ایمان کی بجائے کفر و شرک میں چھوڑ دینا یا کفر و شرک اختیار کرنے دینا اور کفر و شرک کی وجہ سے اطاعت کا جذبہ سلب کر لینا' اعمال صالحہ کی توفیق سے محروم کر دینا اور اعمال بد کی خواہشات میں مبتلا کر دینا۔ اخروی عزت یہ ہے کہ نامہ ءاعمال داہنے ہاتھ میں ملنا' پل صراط سے صحیح سلامت گزر جانا' جہنم سے نجات پانا' جنت کا عطا کیا جانا' بلند مراتب پر فائز کیا جانا' رضائے الٰہی اور دیدار الٰہی کا حاصل ہونا' اور اس کے برعکس اخروی ذلت و رسوائی یہ ہے کہ مذکورہ بالا تمام انعامات سے محروم کر کے ہمیشہ کے لیے جہنم کے عذاب میں گرفتار کر دینا۔ اس لیے تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَ لِرَسُوْلِهٖ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ o (المنافقون:۸)

اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لیے ہے۔

واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ کی عزت کا معنیٰ یہ ہے کہ کوئی شے اس کی مشیت و ارادہ

Marfat.com

کے بغیر معرض وجود میں نہیں آ سکتی۔ اور انبیاء و رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عزت یہ ہے کہ یہ حضرات زوال ایمان سے محفوظ اور گناہوں کی آلودگی سے معصوم ہوتے ہیں۔ اور مومنوں کی عزت یہ ہے کہ وہ جہنم کے دائمی عذاب سے محفوظ ہوتے ہیں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ: اللہ تعالیٰ کی عزت کا معنیٰ اس کی عظمت وقدرت ہے اور انبیاء و رسل کی عزت نبوت وشفاعت ہے۔ اور مسلمانوں کی عزت تواضع وانکساری اور سخاوت وعبودیت اختیار کرنا ہے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ: اللہ تعالیٰ کی عزت کا مطلب ہے کہ وہ اپنے ماسوا تمام کائنات پر غالب ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت یہ ہے کہ ان کا دین تمام ادیان پر غالب ہو جائے اور مسلمانوں کی عزت یہ ہے کہ وہ یہود و نصاریٰ اور دیگر غیر مسلموں کو جہاد کے ذریعے مغلوب ومقہور اور ذلیل وخوار رکھیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ٥ (آل عمران:۱۳۹)

اور تم ہی غالب آؤ گے اگر ایمان رکھتے ہو۔

چوتھا قول یہ ہے کہ: اللہ تعالیٰ کی عزت کا مطلب ہے (ولایت) قدرت و اختیار والا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ (الکھف:۴۴)

یہاں سے ثابت ہو گیا کہ سارا اختیار اللہ سچے کے لیے ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کا مطلب ہے کفایت۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ٥ (الحجر:۹۴)

بے شک ان ہنسنے والوں پر ہم تمہیں کفایت کرتے ہیں۔

اور مومنوں کی عزت کا مطلب ہے انہیں غیر مسلم اقوام پر غلبہ حاصل کرنا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (آل عمران:۱۳۹)

اور تمہیں غالب آؤ گے اگر تم (سچا) ایمان رکھتے ہو۔

(ماخوذ من تفسیر روح البیان)

Marfat.com

قرآن مجید میں ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلِ اللّٰھُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِکَ الْخَیْرُ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ○ (آل عمران: ۲۶)

یوں عرض کر اے اللہ ملک کے مالک تو جسے چاہے سلطنت دے اور جس سے چاہے چھین لے اور جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے ساری بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ بے شک تو سب کچھ کر سکتا ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو اور حضور کی وساطت سے ساری امت کو ایسے پاکیزہ کلمات کی تعلیم دے رہا ہے۔ جس میں نہایت موثر اور دلکش اسلوب میں اس کی توحید اور اس کی عظیم قدرت کا ذکر کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے۔ حکومت دینے والا بھی وہی ہے اور چھیننے والا بھی وہی ہے۔ وہی جس کو چاہتا ہے دین و دنیا کی عزتوں سے سرفراز کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ذلیل و خوار کر دیتا ہے۔ کسی قوم یا فرد کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ حکومت اور عزت کو اپنا پیدائشی حق سمجھنے لگے اور اس فریب میں مبتلا رہے کہ اس کے اعمال کتنے سیاہ کیوں نہ ہوں اس کا کردار کتنا پست اور اس کی سیرت کتنی داغدار کیوں نہ ہو اس سے حکومت چھینی جا سکتی ہے اور نہ اسے عزت سے محروم کیا جا سکتا ہے۔ ایسا ہرگز نہیں بلکہ سب کچھ اس مالک حقیقی کے دست قدرت میں ہے۔ وہ رب قدیر جس کی شان صمدیت و قدوسیت اور جس کی صفت علم و حکمت کے ساتھ رحمت و عدل کی ساری قدریں قائم اور باقی ہیں۔ اس کی سنت یہ ہے کہ وہ جب کسی فرد یا قوم میں رحمت و عدل کے تقاضے پورا کرنے کی صلاحیت دیکھتا ہے تو اسے حکمت و عزت سے سرفراز فرماتا ہے اور جو فرد یا قوم اپنے عمل سے اپنے آپ کو اس نعمت کا نا اہل ثابت کر دیتی ہے تو اسے ذلت و خواری کے گڑھے میں پھینک دیا جاتا ہے۔

(تفسیر ضیاء القرآن، جلد اول)

Marfat.com

برکاتَ اَلْمُعِزُّ جل جلالہ

(۱) جو شخص پیر یا جمعہ کے دن بعد نماز مغرب چالیس (۴۰) مرتبہ یا معز پڑھا کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو انشاء اللہ لوگوں میں باعزت اور باوقار بنادے گا۔

(۲) جو شخص یا معز ایک ہزار مرتبہ پڑھ کر صبح کو کہیں سفر میں جائے گا کوئی اذیت کی بات سامنے نہ آئے گی۔اور سارے سفر میں نہایت عزت و آبرو سے رہے گا اور خیر و عافیت کے ساتھ واپس گھر آئے گا۔(فضائل الاسماء الحسنٰی)

(۳) جو شخص بلا ناغہ ہر نماز کے بعد ایک سو (۱۰۰) مرتبہ یا معز روزانہ پڑھتا رہے گا اسے ہر دل عزیزی حاصل ہوگی۔(اسمائے حسنٰی کی برکات)

برکاتَ اَلْمُذِلُّ جل جلالہ

(۱) جو شخص پچھتر (۷۵) مرتبہ یا مذل پڑھ کر سر بسجود ہو کر دعا کرے گا' اللہ تعالیٰ اس کو انشاء اللہ حاسدوں' ظالموں اور دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔ اگر کوئی خاص دشمن ہو تو سجدہ میں اس کا نام لے کر کہے' اے اللہ! فلاں ظالم یا دشمن کے شر سے محفوظ رکھ اور دعا کرے انشاء اللہ قبول ہوگی۔(الاسماء الحسنٰی)

(۲) شیخ جلال الدین محمود تبریزی فرماتے ہیں: کہ اگر دشمن قوی اور جابر و ظالم ہو جس سے جان کی ہلاکت کا خوف لاحق ہو تو کامل وضو کر کے دو رکعت نماز نفل ادا کرے بعد نماز سجدے میں جا کر ستتر (۷۷) مرتبہ یا مذل نہایت تضرع و زاری اور عاجزی اور تواضع کے ساتھ گڑگڑا کر پڑھے۔حق تعالیٰ پڑھنے والے کو امان میں رکھے گا دشمن ذلیل و خوار ہوگا۔(شمع شبستان رضا)

(۳) اگر کسی مغرور مخالف شریعت کا ناحق غرور توڑنا ہو تو سات دفعہ "یامذل کل جبار" پڑھ کر ایک ہزار دفعہ "یامذل" پڑھے۔سات روز تک برابر یہی عمل کرے انشاء اللہ تعالیٰ مغرور ظالم کا غرور خدا کی طرف سے ایسا ٹوٹے گا کہ ہر ایک شخص کو آنکھوں

Marfat.com

سے نظر آئے گا۔

انتباہ: مگر یاد رہے کہ یہ اسم جلالی ہے اگر پڑھنے والے سے کوئی بے احتیاطی ہو گئی تو اپنی جان کا بھی اندیشہ ہے۔ (فضائل الاسماء الحسنٰی)

(۲۷) اَلسَّمِیْعُ جل جلالہ کی تشریح

سمیع کا معنیٰ ہے سننے والا' سنانے والا' قبول کرنے والا (المنجد) چونکہ جمیع مسموعات و کلمات اور تمام اقوال و الفاظ اور اصوات کا سننے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ نیز تمام مخلوقات کی شکایات و معروضات کا سننے والا اور تمام کی حاجات قبول کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور تمام مخلوقات کو حسب مراتب قوت سماعت (کان) عطا فرما کر سنانے والا بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کے صفاتی اسمائے حسنیٰ میں سے مشہور ترین اسم مبارک "سمیع" بھی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی وہ پاک ہستی ہے، جو لاکھوں لغات و زبانیں بولنے والے لاتعداد انسانوں کی بے شمار معروضات و اصوات سنتا ہے۔ بلکہ چرند' پرند' وحوش' درند اور حشرات الارض غرضیکہ بری' بحری تمام بے زبان مخلوق عرشی ہو کہ فرشی' سماوی ہو کہ ارضی وہ سب کی سنتا ہے۔ چنانچہ جب ظہار کے موقع پر حضرت خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے شوہر حضرت اوس بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر جھگڑنے لگی اور فریاد کرنے لگی' نیز اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالیہ میں اپنے خاوند کی شکایت کرتے ہوئے استغاثہ کرنے لگی۔ تو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس کی فریاد کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا وَ تَشْتَكِیْٓ اِلَى اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ۚ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ ○ (المجادلہ:۱)

بے شک اللہ نے سن لی اس کی بات جو آپ سے اپنے خاوند کے بارے میں تکرار کر رہی تھی اور اللہ سے شکایت کر رہی تھی۔ اور اللہ تم دونوں کی گفتگو سن رہا تھا۔ بے شک اللہ (سب کی باتیں) سننے والا (اور سب کچھ) دیکھنے والا ہے۔

اس آیت مبارکہ سے واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ سب کے اقوال و الفاظ اور کلمات و

Marfat.com

اصوات اور شکایات و حاجات اور فریاد سننے والا ہے۔ یونہی جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہودیوں کے مدرسہ میں جا کر ان کے ایک بڑے اجتماع میں انہیں دعوت اسلام دی۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں زکوٰۃ وصدقات اور قرض حسنہ دینے کی ترغیب دی تو یہودیوں کے عالم (پادری) فخاص نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فقیر ہوا (نعوذ باللہ من ذالک) اور ہم غنی ہوئے کہ ہم سے قرض حسنہ طلب کرتا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق نے یہ بے ادبی کا جملہ سن کر فخاص کے منہ پر طمانچہ رسید کر دیا اور جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ اقدس میں یہ مقدمہ پیش ہوا اور فخاص اپنی بات سے انکار کر کے مکر گیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق کی تصدیق اور فخاص کی تردید کرتے ہوئے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِیْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ فَقِیْرٌ وَّ نَحْنُ اَغْنِیَآءُ ۘ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَ قَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِیَآءَ بِغَیْرِ حَقٍّ ۙ وَّ نَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِیْقِ۝ (آل عمران:۱۸۱)

بے شک اللہ نے سنا جنہوں نے کہا کہ اللہ محتاج ہے اور ہم غنی۔ اب ہم لکھ رکھیں گے ان کا کہا اور انبیا کو ان کا ناحق شہید کرنا اور ہم (قیامت میں) فرمائیں گے کہ چکھو آگ کا عذاب۔

علاوہ ازیں سب کی دعائیں سننے والا اور قبول کرنے والا بھی حقیقت میں صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے جیسا کہ حضرت زکریا علیہ السلام نے رب تعالیٰ کی جناب میں عرض کی:

رَبِّ هَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّیَّةً طَیِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِیْعُ الدُّعَآءِ۝ (آل عمران:۳۸)

اے میرے رب! مجھے پاکیزہ اولاد عطا کر بے شک تو ہی دعا کا سننے والا ہے۔

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں علامہ حقی صاحب روح البیان لکھتے ہیں: کہ سمیع الدعاء بمعنیٰ مجیب الدعاء کے ہے (دعا قبول کرنے والا ہے)۔ جیسے سمع اللہ لمن حمدہ (اللہ نے حمد کرنے والے کی حمد سن لی یعنی قبول کر لی) میں سمع کا معنیٰ قبول کر لی ہے، کیونکہ جس کی دعا سنی نہ جائے تو اس کے لیے یہی کہا جائے گا کہ اس کی دعا قبول نہ ہوئی۔ (تفسیر روح البیان ۳)

Marfat.com

اس طرح جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا قبول فرما کر انہیں دو بیٹے جو کہ نیک اور نبی ہوئے عطا فرمائے تو آپ نے ان انعامات پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے اس کی حمد و ثناء بیان کی اور اس بات کا اعتراف کیا کہ میرا رب سب کی دعائیں سننے والا اور قبول کرنے والا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَ هَبَ لِیْ عَلَی الْكِبَرِ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِسْحٰقَ اِنَّ رَبِّیْ لَسَمِیْعُ الدُّعَآءِ. (ابراہیم:۳۹)

سب خوبیاں اللہ ہی کے لیے ہیں۔ جس نے مجھے بڑھاپے میں اسماعیل اور اسحاق عطا کیے بے شک میرا رب دعا سننے والا ہے۔

اس آیت کریمہ کے تحت روح البیان میں لکھا ہے کہ **سمیع الدعاء** کا مطلب ہے دعا سن کر قبول کرنے والا۔ اور یہ عربی محاورہ کے مطابق ہے جو اہل عرب کہتے ہیں "**سمع الملک کلامہ**" بادشاہ نے اس کی بات سن لی۔ یہ اس وقت کہا جاتا ہے جب بادشاہ کسی کی بات مان لے اور قبول کر لے۔ (تفسیر روح البیان ۱۳)

برکات اَلسَّمِیْعُ جل جلالہ

(۱) امام علی رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس اسم کو کثرت سے پڑھنے والا مستجاب الدعوات ہو جاتا ہے۔ اہل تحقیق لکھتے ہیں کہ اس کے عامل کو چاہیے کہ فحش گفتگو اور غیبت و چغلخوری سے اپنی زبان و کان کو محفوظ رکھے۔

(۲) حضرت شیخ محمد احمد تمیمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص روزانہ بعد نماز فجر سات مرتبہ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ پڑھ لیا کرے تو تمام دن مہمات سے کفایت فرمائے اور مشکلات سے محفوظ رہے۔ (تنویر الاسماء)

(۳) ہر نماز فرض کے بعد گیارہ دفعہ ہمیشہ "یاسمیع" کا پڑھنے والا خدا کے حکم سے ساری عمر بہرہ ہونے سے محفوظ رہتا ہے۔

Marfat.com

(۲۸) اَلْبَصِیْرُ جل جلالہ کی تشریح

بصیر کا معنیٰ ہے دیکھنے والا' جاننے والا۔ دراصل بصیر بصر سے بنا ہے۔ جس کا معنیٰ ہے آنکھ سے دیکھنا' مگر اللہ تعالیٰ دیکھنے میں قوت بصارت (آنکھ سے دیکھنے) کا محتاج نہیں۔ اسی طرح سننے میں قوت سماعت (کان سے سننے) کا محتاج نہیں' غرضیکہ اللہ تعالیٰ کسی قسم کے آلات وغیرہ کا محتاج نہیں۔ وہ سب سے بے نیاز ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ تمام مبصرات ومشہودات اور مدرکات کو دیکھتا' جانتا ہے اور سب کے ظواہر و بواطن سے آگاہ ہے۔ کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں' وہ سب الوان واجسام وافعال واعمال' اور ہیئات واشکال کا دیکھنے والا بلکہ ہر وہ چیز جس کا تعلق دید سے ہے وہ اسے دیکھتا اور جانتا ہے۔ اس لیے اسے بصیر کہا جاتا ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے کہ:

وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۝ اور اللہ ان کے سب اعمال کو دیکھ رہا ہے۔ (البقرۃ:۹۶)

اس آیت کے تحت تفسیر روح البیان میں لکھا ہے کہ بصیر وہ ہے جو کسی چیز کی کنہہ اور ماہیت کو جانتا اور دیکھتا ہو۔ خبیر وہ ہے' جو کسی چیز کی کنہہ و ماہیت سے باخبر ہو۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے' وہ سب کے ظاہر و باطن کو دیکھ رہا ہے۔ اعمال صالحہ ہوں خواہ اعمال بد ہوں' وہ سب کی حقیقت سے آگاہ ہے۔ لہٰذا اعمال صالحہ پر جزا بھی وہی دے گا اور اعمال بد پر سزا بھی وہی دے گا۔ کوئی شخص مکافات عمل سے بچ نہیں سکتا کیونکہ وہ اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے:

وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝ اور اللہ تمام بندوں کو دیکھ رہا ہے۔ (آل عمران:۶۰)

اس آیت سے بھی ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے تمام بندوں کو دیکھ رہا ہے۔ ان

Marfat.com

کے اعمال وافعال اور اخلاق واطوار ان کی سیرتوں، عادتوں اور اچھائیوں برائیوں سب کو دیکھنے والا وہی ہے۔

علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں کہ: بالعباد میں یا تو لام استغراقی ہے۔ جس کا معنیٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے تمام نیک و بد بندوں کو دیکھ رہا ہے۔ انہیں ان کے اعمال کے مطابق جزا وسزا دے گا۔ یا یہ لام عہد خارجی کا ہے جس سے مخصوص بندے مراد ہیں یعنی نیک بندوں کو ان کے نیک اعمال کے بدلے میں بہشتیں عطا فرمائے گا۔

(تفسیر مظہری، جلد ثانی)

علامہ فخر الدین رازی اور علامہ شیخ اسماعیل حقی فرماتے ہیں کہ: واللہ بصیر بالعباد میں وعد بھی ہے اور وعید بھی ہے۔ (تفسیر کبیر جلد ثانی، تفسیر روح البیان پارہ: ۳)

اس کا مطلب یہ ہے کہ اہل کتاب کو دین اسلام کی دعوت دینے میں اللہ تعالیٰ اور اس کے مکرم و معظم رسول کا اپنا ذاتی مفاد وابستہ نہیں اور نہ کوئی مصلحت پیش نظر ہے۔ بلکہ اس میں اہل کتاب کا اپنا فائدہ ہے کیونکہ اسلام قبول کر لینے سے دنیا میں انہیں راہ ہدایت نصیب ہو جائے گی۔ آخرت میں بہشت و دیگر انعامات الٰہیہ کے علاوہ دیدار خداوندی نصیب ہوگا اور رضائے الٰہی حاصل ہوگی۔ اگر دین اسلام قبول نہ کریں گے تو اللہ تعالیٰ اور رسول پاک کا کچھ نہیں بگڑے گا بلکہ ان کا اپنا نقصان ہوگا کہ دنیا میں کفر و ضلالت کی ذلت نصیب میں آئے گی۔ اور آخرت میں ہمیشہ کے لیے خدا کی ناراضگی اور عذاب جہنم میں گرفتار رہیں گے۔ واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ صفاتی اسم مبارک قرآن کریم میں متعدد آیات میں آیا ہے۔ کہیں اسم سمیع کے ساتھ اور کہیں اسم خبیر کے ساتھ اور کہیں تنہا استعمال ہوا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز مخفی اور پوشیدہ نہیں ہے۔ وہ سمندروں کی گہرائیوں، رات کی تاریکیوں، عقل و ذہن کے تصورات اور دلوں کے اسرار و رموز سب کو دیکھ رہا ہے۔ وہ ظاہر و باطن سے آگاہ ہے۔ دلوں کی حالتیں اور طبیعتوں کی عادتیں سب ملاحظہ و مشاہدہ فرما رہا ہے۔

Marfat.com

برکات اَلْبَصِیْرُ جل جلالہ

(۱) اہل تحقیق فرماتے ہیں کہ: جو شخص اس اسم (یا بصیر) کا ہمیشہ ورد کرے گا اور اپنی چشم کو عیوب خلق اور امر خلاف شرع سے روکے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو ظاہر و باطن کی بینائی عنایت فرمائے گا۔ اس اسم مبارک کی برکت سے انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو معراج حاصل ہوئی اور اولیائے کرام مقرب بارگاہ الٰہی ہوئے۔ اگر کوئی شخص ہر جمعۃ المبارک کے روز فجر کی نماز سنت اور فرض کے درمیان ایک سو مرتبہ یا بصیر کی تلاوت کرتا رہے تو عنایات و مکاشفات اور اسرار اسمائے الٰہی سے مشرف ہو۔

(شمع شبستان رضا، بحوالہ تنویر الاسماء)

(۲) جو شخص اس اسم ''یابصیر'' کا ہمیشہ ورد کرتا رہے گا وہ مرگ مفاجات سے محفوظ رہے گا، اللہ تعالیٰ کی رحمت اس پر سایہ فگن رہے گی اور اس کی نیک مرادیں پوری ہوں گی۔

(۳) جس شخص کی آنکھوں میں پانی اترنا شروع ہو جائے وہ اول آخر تین تین دفعہ درود شریف اللھم صلی علی سیدنا محمد سید الساجدین سید الراکعین سید الکاملین وعلی الہ و اصحابہ اجمعین کے ساتھ اس اسم کو گیارہ سو بار پڑھ کر پانی پر دم کر کے آنکھوں پر لگایا کرے اور پی لیا کرے۔ انشاء اللہ تعالیٰ پانی اترنا بند ہو جائے گا۔ (فضائل الاسماء الحسنیٰ)

(۲۹) اَللَّطِیْفُ جل جلالہ کی تشریح

لطیف لطف سے بنا ہے۔ جس کا معنیٰ ہے اقوال و افعال اور گفتار و کردار میں رفق و مدارات اور مہربانی و نرمی کرنے والا، باریک بین و گہری نظر رکھنے والا، بے حد و بے حساب الطاف و عنایات فرمانے والا، اور امور مخفیہ، دقائق عجیبہ، اسرار غامضہ، حقائق غریبہ

Marfat.com

اور رموز پوشیدہ کا جاننے والا۔ چونکہ یہ تمام خوبیاں اللہ تعالیٰ میں بطریق اتم واکمل موجود ہیں اس لیے اسے لطیف کہا جاتا ہے۔

لطیف اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے ہے۔ علامہ ابن المنظور اس کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں: لطیف اس کو کہتے ہیں جس میں یہ تین چیزیں جمع ہوں (۱) جو کام ہو اس میں درشتی اور سختی نہ ہو بلکہ نرمی اور رفق کا پہلو نمایاں ہو۔ (۲) وہ اپنے بندوں کی باریک سے باریک مصلحتوں اور منفعتوں پر آگاہ ہو۔ (۳) اور جس کو کوئی نعمت عطا فرمانا چاہے اسے عطا فرمانے پر قادر ہو۔

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں: لطیف اس ذات پاک کو کہتے ہیں جو تیرے دل کو ہدایت سے منور کر دے۔ غذا سے تیرے جسم کی نشوونما کرے۔ تجھے دنیا سے ایمان کے ساتھ نکالے اور دوزخ کی آگ سے تجھے بچائے۔ (روح المعانی)

آیت کا معنیٰ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر لطف فرمانے والا ہے۔ جس کو چاہتا ہے جتنا چاہتا ہے رزق عطا فرماتا ہے۔ کسی کو علم دے دیا' کسی کو دولت دے دی' کسی کو حسن صورت سے نوازا' کسی کو حسن سیرت سے سرفراز کیا' کسی کو سیم وزر کے انبار بخش دیئے اور کسی کو قناعت کی دولت سے مالا مال کر دیا۔ اس کے انعامات بے شمار اور اس کی عطائیں غیر محدود' اس کے بخشنے اور عطا کرنے کے انداز **لا تعد و لا تحصی**۔

(تفسیر ضیاء القرآن' جلد چہارم)

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

اَللّٰهُ لَطِيْفٌۢ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ○	اللہ اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے۔ جس کو چاہتا ہے رزق دیتا ہے۔ اور وہی بڑی قوت وعزت والا ہے۔ (الشوریٰ:۱۹)

علامہ الشیخ اسماعیل حقی حنفی فرماتے ہیں: چونکہ لطیف مبالغہ کا صیغہ ہے اس لیے اس کا مطلب ہے کہ وہ اپنے بندوں پر بے شمار فیوض و برکات اور الطاف و انعامات فرمانے والا ہے۔ وہ اپنے تمام بندوں پر لطف وکرم فرماتا ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ اپنے تمام الطاف و احسانات سب بندوں پر برابر اور یکساں فرمائے۔ کیونکہ ایسا کرنا اس کی

Marfat.com

حکمت و مشیت کے خلاف ہے اور اس طرح سے اعلیٰ و ادنیٰ کے درمیان فرق اٹھ جاتا ہے۔ وہ اپنے بندوں پر لطف و کرم ضرور فرماتا ہے لیکن ان کی استعداد و صلاحیت کے مطابق کہ کسی کو زیادہ اور کسی کو کم تاکہ ان کے احوال صحیح رہیں اور معاش کے اسباب مناسب طور چلیں اور ان کی دنیا سنور جائے اور دنیا کے حالات خوشگوار گزریں۔ نیز اس طریقہ سے ان کی آخرت کی سعادت انہیں باسہولت میسر آئے گی۔

لطیف کے بہت سے معانی ہیں۔

(۱) امام قشیری نے فرمایا: کہ لطیف وہ ہے جو اپنے بہت سے امور و معاملات خود کفایت فرمائے اور بندوں سے بہت تھوڑا کام لے (بندوں کو ان کی وسعت و طاقت کے مطابق مکلّف بناتا ہے اپنے احسانات و انعامات کے مطابق نہیں)۔

(۲) احسان و نوازش کرنے والا۔

(۳) قضاء و قدر کو مخفی و پوشیدہ رکھنے والا کہ کسی کو اس کے معاملات میں دخل نہ ہو اور نہ اس کی بارگاہ اقدس تک کسی کی رسائی ہو (جب تک وہ خود کسی پر فضل و کرم فرما کر مطلع نہ فرمائے)۔

(۴) ایسا باریک بین کہ ہر مخفی سے مخفی چیز کو جاننے والا اور مجرم کے جرم سے نہایت حلم و بردباری اور لطف و کرم سے درگزر فرمانے والا۔

(۵) لطیف وہ ہے' جو اپنے بندوں کی قدر و منزلت کے مطابق نعمتیں عطا فرمانے والا اور ان سے اسی قدر شکر کا تقاضا کرنے والا جس قدر ان کے لائق ہے۔

(٦) لطیف وہ ہے جو قیامت میں بندوں کے گناہ برسر میدان لوگوں کے سامنے نہ لائے۔ بلکہ پوشیدہ رکھے تاکہ اس کے بندے ندامت و شرمندگی سے پریشان نہ ہو جائیں۔

(۷) حضرت ابوسعید خراز قدس سرہ نے فرمایا کہ: **اللہ لطیف بعبادہ** کا معنیٰ ہے کہ وہ ظاہر و باطن میں موجود ہے اور کل کائنات اس کے وجود سے موجود ہے۔ اس کا ذکر قلب میں کبھی موجود اور کبھی مفقود ہوتا ہے تاکہ اس کی یاد کو تازگی اور بندے کی محتاجی کا ہر وقت اظہار ہو۔

Marfat.com

(۸) حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ: اس کا لطف یہ ہے کہ وہ رزق حلال عطا فرمائے اور حالات کے تقاضے کے مطابق تقسیم فرماتا رہے۔ ایسے نہیں کہ یکبارگی دے دے۔ پھر اس کے بعد پرواہ نہ کرے۔

(۹) حضرت امام علی رضا بن حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اس کے لطف کا معنیٰ یہ ہے کہ ہر عمل صالح پر دوہرا اجر وثواب عنایت فرماتا ہے۔

(۱۰) حضرت جنید بغدادی قدس سرہ نے فرمایا: کہ لطیف وہ ذات اقدس ہے، جس نے اپنے اولیاء کو عبادت و ریاضت اور اعمال صالحہ کی توفیق بخشی۔ جس کے ذریعے انہیں اس کا عرفان نصیب ہوا اور قرب ومعرفت حاصل ہوئی۔

(۱۱) بعض مشائخ نے فرمایا کہ لطیف وہ ہے جو بندوں کے مناقب و کمالات پھیلائے اور ان کے عیوب چھپائے۔

(۱۲) بعض نے فرمایا کہ اس کا لطف یہ ہے کہ اطاعات وعبادات کا تو وقت مقرر فرمادیا لیکن اجر وثواب میں کوئی پابندی نہیں فرمائی۔

(۱۳) اللہ تعالیٰ لطیف بھی ہے اور قہار بھی ہے۔ اس کے لطف کے حصول کے لیے کعبہ ومساجد تعمیر کی گئیں۔ اور اس کے قہر وغضب کے لیے کلیسے اور گرجے بنائے گئے۔ بعض اس کے لطف سے سلوک کرتے ہیں تو انہیں لطف وکرم عطا فرماتا ہے۔ بعض قہر وغضب کا سلوک کرتے ہیں تو انہیں دائمی ذلت ورسوائی نصیب ہوتی ہے۔

(۱۴) امام غزالی قدس سرہ نے فرمایا کہ لطیف وہ ہے جو اپنے بندوں کے ظاہر وباطن کو جانتا ہے اور ان کے امور مخفیہ اور معاملات خفیہ سے باخبر ہوتا ہے۔ پھر ہر حق دار کو اس کا حق نرمی ومہربانی سے عطا فرماتا ہے۔ سختی نہیں فرماتا۔

(تفسیر روح البیان، پ: ۲۵)

خلاصہ یہ ہے کہ اسی کے لطف صوری نے اشیائے مادیہ کو صور جمیلہ، ہیئات موزوں، خوشنما جسمانی تناسب، متناسب اعضاء عنایت فرمائے، اور اجسام لطیفہ و اجرام نورانیہ کو شفاف موزونیت، نورانیت اور رنگارنگی عطا فرمائی۔ اسی کے لطف علمی نے حکماء و

Marfat.com

عقلاء، سالکین وشائقین، مجاہدین وعلماء راسخین، اولیاء واصفیاء اور انبیاء کرام کو بقدر مراتب عرفان علمی عطا فرمایا ہے۔ اسی کے لطف عملی نے صاحبان عقل کو معاشیات ومعاملات میں جذب منفعت کی توفیق بخشی۔ اہل شعور کو آ گاہی، اہل تقویٰ کو بصیرت اور صاحبان مجاہدہ کو قرب ومعرفت عطا فرمائی: اسی کے لطف تکوینی نے موجودات کو فیضان وجود عطا کیا۔ اور عدم سے ہستی بخشی اور اسی کے لطف معنوی نے اشیائے مجردہ، عقول ونفوس اور ملائکہ وانبیائے کرام اور اولیاء کرام کے باطن کی تربیت فرمائی۔ اور صالحین پر لطیفہ نور کا پرتو ڈالا۔ اور اسی کے لطف دنیوی نے امراء وسلاطین دنیا کو حظوظ وکامرانی بخشی، اور اسی کا لطف اخروی اہل قرب سے معیت رکھتا ہے۔ اہل ایمان کو نجات، اہل احسان کو بقا بدرجہ اتم وکمال آخرت میں عطا فرمائے گا۔ (ماخوذ معارف الاسماء)

برکات لَطِیْفُ جل جلالہ

(۱) جو شخص ملازمت یا روزگار سے محروم ہو یا فقر وفاقہ میں مبتلا ہو، یا کم آمدنی کی وجہ سے پریشان ہو یا بیمار ہے، اس کا کوئی غمخوار نہیں یا لڑکیاں ہیں اور شادی نہیں ہوتی یا کثیر العیال ہے، تو وہ کامل وضو کر کے دو رکعت نماز نفل ادا کرے اور اس اسم ''یالطیف'' کو حصول مقصد کے لیے ایک سو مرتبہ روزانہ چالیس دن تک پڑھے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس کا مقصد پورا ہو گا۔ کامیابی وکامرانی قدم چومے گی۔ (الظفر الجلیل)

(۲) اس اسم کو ہمیشہ پڑھنے والے کی دینی اور دنیوی حاجتیں پوری ہوتی ہیں۔ (فضائل الاسماء الحسنیٰ)

(۳) جو شخص روزانہ ''یالطیف الطفنی بلطفک یالطیف'' کم از کم ایک سو مرتبہ پڑھتا رہے۔ رزق میں وسعت ہو گی، دوران ورد طہارت وپاکیزگی شرط ہے۔

Marfat.com

(۳۰) اَلْحَکَمُ جل جلالہ کی تشریح

الحکم حکم اور حکومۃ سے بنا ہے۔(باب نصر ینصر) اور الحکم کا معنیٰ ہے حاکم' بادشاہ' حکم دینے حکومت کرنے والا' فیصلہ کرنے والا اور فیصلہ نافذ و جاری کرنے والا۔ چونکہ ساری کائنات کا حقیقی حاکم' بادشاہ' شہنشاہ اور تمام مخلوق پر حکومت کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ نیز حق و باطل کا فیصلہ کرنے' حلال وحرام کا فیصلہ کرنے پھر اسے نافذ و جاری کرنے کا ذاتی اختیار صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ اس لیے اسے الحکم یا الحاکم کہا جاتا ہے۔ البتہ انبیاء و رسل کے فیصلے' حق و باطل اور حلال وحرام کے اختیارات ذاتی نہیں ہوتے بلکہ عطائی ہوتے ہیں۔ کیونکہ انہیں جو اختیارات حاصل ہوتے ہیں۔ وہ صرف اللہ تعالیٰ کے خلیفہ و نائب اور رسول و نبی ہونے کی حیثیت سے باذن اللہ حاصل ہوتے ہیں۔

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِیْ حَكَمًا وَّ هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ اِلَیْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا ط (الانعام: ۱۱۴)	تو کیا اللہ کے سوا میں کسی اور کا فیصلہ چاہوں اور وہی (اللہ ہی) ہے۔ جس نے تمہاری طرف مفصل کتاب اتاری۔

شانِ نزول: کفار مکہ نے عرض کیا تھا کہ یہود و نصاریٰ کے پوپ پادریوں کو ہم اور آپ اپنا حکم و ثالث بنالیں جو یہ فیصلہ کریں کہ ہم حق پر ہیں یا آپ حق پر ہیں۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حکم ہوتا ہے کہ اے محبوب! صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان سے سوال کیجیے کہ کیا اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر بھی کوئی سچا فیصلہ کرنے والا ہے۔ جس کی طرف رجوع کیا جائے۔ اگر تم اللہ تعالیٰ کا فیصلہ صحیح تسلیم کرتے ہو تو اس نے قرآن جیسی معجز نما کتاب نازل کر کے میری صداقت کا فیصلہ فرما دیا ہے۔ واضح رہے کہ حکم اور حاکم کا ایک ہی معنیٰ ہے' یعنی فیصلہ کرنے والا مگر حکم حاکم سے زیادہ فصیح و بلیغ اور اکمل و احسن ہے۔ کیونکہ حاکم ہر فیصلہ کرنے والے کو کہتے ہیں۔ صحیح کرے یا غلط' لیکن حکم صرف صحیح سچا اور برحق فیصلہ کرنے والے کو کہتے ہیں۔

(تفسیر روح المعانی' تفسیر کبیر' تفسیر مظہری' روح البیان' الخازن' تفسیر صاوی)

Marfat.com

اور یہ لفظ ''حکم'' قرآن مجید میں درج ذیل چند مقامات پر آیا ہے۔ سورۃ المومن' الانعام' القصص' نون' الطور میں اس لفظ کا استعمال اللہ تعالیٰ کے لیے ہوا ہے۔ علاوہ ازیں سورہ ھود اور والتین میں اللہ تعالیٰ کا اسم احکم الحاکمین اور سورۃ الاعراف' یونس' یوسف میں خیر الحاکمین بھی وارد ہوا ہے۔ حاکمین میں دنیوی حکومت والے بھی شامل ہیں اور روحانی حکومت والے بھی شامل ہیں۔ (معارف الاسماء)

اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام کا ذکر کر کے فرمایا:

اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اٰتَیْنٰاھُمُ الْکِتَابَ وَالْحُکْمَ وَالنُّبُوَّۃَ۔ (الانعام: ۹۰)

یہ (انبیائے کرام) ہیں جن کو ہم نے کتاب اور حکومت و حکمت اور نبوت عطا کی ہے۔

برکات اَلْحَکَمُ جل جلالہ

(۱) جو شخص اس اسم (یا حکم' یا حاکم' یا حکیم) کا ہمیشہ (کم از کم ایک سو مرتبہ) ورد کرتا رہتا ہے وہ روشن ضمیر ہو جاتا ہے اور کسی کا محتاج نہیں رہتا۔ اس کی بات میں اثر پیدا ہو جاتا ہے وہ عقدہ کشا بن جاتا ہے۔

(۲) جو آدمی کسی معاملہ میں حکم اور ثالث بنایا گیا ہو اور وہ یہ چاہے کہ اس معاملہ میں حق فیصلہ کروں اور اللہ تعالیٰ مجھے حق دکھا دے تو وہ عشاء کی نماز کے بعد تین مرتبہ یہ آیت عالم الغیب والشھادۃ ھو الرحمن الرحیم ؈ پڑھ کر ایک ہزار دفعہ یا حکم پڑھے پھر خاموش ہو کر سو جائے۔ صبح اٹھ کر فیصلہ کرے انشاء اللہ تعالیٰ اس سے فیصلہ حق ہو گا کبھی ناحق نہ ہو گا۔ (فضائل الاسماء الحسنٰی)

(۳) اگر کوئی شخص اس اسم کے اعداد کے موافق روزانہ ہر نماز کے بعد تلاوت کرے تو اللہ تعالیٰ اس آدمی کو علم و حکمت اور فہم و دانش عطا فرمائے گا کہ مشکل ترین مسائل کو سلجھانے میں دشواری نہ ہو گی۔ (تنویر الاسماء)

(۴) اس اسم کا حامل جس مشورہ میں شریک ہو بہتر اور مفید رائے دے۔

Marfat.com

اور اس کی رائے علم و حکمت فہم و دانش پر مبنی ہو۔ جس مشکل کا حل بڑے بڑے مفکر اور اہل دانش نہ نکال سکتے ہوں اس کا حل اس اسم کا عامل تلاش کر لے گا۔ اس لیے حکیم و ڈاکٹر اور وکلاء کے لیے اس اسم اعظم کی تلاوت بہت مفید ہے۔ (شمع شبستان رضا)

(۳۱) اَلْعَدْلُ جل جلالہ کی تشریح

عدل اسم فاعل عادل کے معنیٰ میں استعمال ہوا ہے' یعنی اللہ تعالیٰ منصف ہے۔ انصاف کرنے والا ہے۔ درست و صحیح فیصلہ کرنے والا ہے اور فیصلہ کرنے میں کسی کے ساتھ ظلم و زیادتی کرنے والا نہیں ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کا ہر کام انصاف پر مبنی ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ ظلم و زیادتی کرنے سے منزہ و مبرا ہے۔ اس لیے اسے عادل کہتے ہیں کیونکہ غیر کی ملکیت میں تصرف کرنے کو ظلم کہتے ہیں۔ کائنات کی کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو اس کی ملکیت نہ ہو بلکہ کائنات کی ہر چیز کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے اور وہی نظام کائنات کو عدل و انصاف کے ساتھ قائم رکھنے والا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد پاک ہے:

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ (آل عمران:۱۸)

اللہ نے گواہی دی کہ اس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں اور فرشتوں اور علماء نے (گواہی دی) درآں حالیکہ وہ (اللہ) عدل و انصاف کے ساتھ نظام قائم کرنے والا ہے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا عدل و انصاف کسی ایک چیز کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ بلکہ کائنات کی تخلیق' فطرت کے قواعد کلیہ' عقائد اور شریعت کے قوانین غرضیکہ ہر وہ چیز جس کو اس سے نسبت ہے وہ اس کے عدل و انصاف کی جیتی جاگتی تصویر ہے۔

بہرحال اس نام کے وصف سے متصف ہونے کی شکل یہ ہے کہ ایک دوسرے سے معاملات کرنے میں حق و انصاف کا پورا پورا خیال رکھنا چاہیے۔ اور اپنے معاملات بھی درست رکھنے چاہئیں' ہر ایک کے حق کو پہچاننا اور حق والے کا حق ادا کر دینا چاہیے۔ اور کسی کے ساتھ ظلم و زیادتی نہیں کرنی چاہیے۔

Marfat.com

برکات اَلْعَدْلُ جل جلالہ

(۱) جو مرد مومن قبر و حشر کی ہولناکیوں سے ڈرتا ہو اور یہ خوف ہو کہ میرے ماتحت اور محکوم افراد کو میری ذات سے کوئی اذیت یا دکھ پہنچ گیا تو قبر و قیامت میں اس کی سزا کیا ہوگی۔ کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ میں اپنے رحم و کرم سے اپنے قصور تو معاف فرما دوں گا مگر میرے کسی بندے کے حقوق کسی پر ہوں گے تو وہ میں معاف نہیں کروں گا۔ وہ بندہ خود معاف کر دے تو اسے اختیار ہے۔ لہٰذا آخرت کی باز پرس سے ڈرنے والے افسران' مجسٹریٹ' جج اور کارخانوں کے مینیجر و مالکان وغیرہ کو اس اسم کا ورد کرنا چاہیے۔ ''یاعادل'' کے عدد ۱۰۵ ہیں ان اعداد کو ۴ سے اور یا عدل کے ۱۰۴ ہیں۔ ان اعداد کو ۳ سے ضرب دے کر پڑھے تو اللہ تعالیٰ اپنی صفت عدل کا پرتو اس پر ڈال دے گا۔

(۲) اگر ہر شب جمعہ کو ۴۱ روٹی کے ٹکڑوں پر لکھ کر کھائے تو نور ایمان زیادہ ہوگا۔ خامیاں اور برائیاں دور ہوں گی۔

(۳) اگر بعد نماز صبح بغیر کسی سے بات کیے پانچ ہزار تین سو سولہ (۵۳۱۶) مرتبہ پڑھے تو پروردگار عالم جمیع ظالمان کو دفع فرما دے گا۔ اور امن و سکون حاصل ہوگا۔ اور ہر نماز سے پہلے چار مرتبہ العدل پڑھ لے تو دعا مستجاب ہو۔

(تنویر الاسماء)

(۴) جو شخص بروز جمعہ روٹی کے بیس ٹکڑوں پر لکھ کر کھائے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے خلق مسخر کر دے۔ (الظفر الجلیل' شمع شبستان رضا)

Marfat.com

(۳۲) اَلْخَبِیْرُ جل جلالہ کی تشریح

خبیر کا معنیٰ ہے جاننے والا' حقیقت حال سے واقف' دانا' باخبر' خبردار' مطلع اور خبر دینے والا' آگاہ کرنے والا' چونکہ اللہ تعالیٰ کائنات کی ہر چیز کی حقیقت حال سے واقف اور اس کو جاننے والا ہے۔ سب سے بڑا حکیم و دانا اور تمام اشیاء کے حقائق سے باخبر ہے۔ نیز انبیاء و رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام خصوصاً سرور کائنات فخر موجودات باعث ایجاد ارض و سمٰوات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وحی کے ذریعے احکام شرعیہ وعلوم غیبیہ اور حقائق اشیاء سے مطلع فرمانے والا اور انہیں غیب کی خبریں بہم پہنچانے والا اور آگاہ کرنے والا ہے۔ اور ان کے توسل سے اولیائے کاملین کو بعض علوم غیبیہ سے مطلع فرمانے والا ہے۔ (تفسیر روح المعانی' جلد اول' حروف مقطعات کی بحث) اس لیے اسے خبیر کہا جاتا ہے کیونکہ وہی جملہ اخبار غیب وشہادت کا جاننے والا ہے اور سب امور و معاملات مخفیہ وظاہر سے باخبر وآگاہ ہے' اور وہی دنیا وآخرت کے تمام احوال سے واقف ہے اور وہی جملہ وقائع وحوادثات سے مطلع ہے۔ بہرحال قرآن مجید میں اس اسم مبارک کا استعمال کہیں اسم علیم کے ساتھ ہوا ہے۔ کہیں اسم بصیر کے ساتھ اور کہیں اسم لطیف کے ساتھ ہوا ہے کیونکہ یہ تمام اسمائے مبارکہ اطلاع وخبر اور واقفیت وعلم کے مختلف مدارج کو ظاہر کرتے ہیں۔ اس اسم کی مزید تشریح مذکورہ بالا تینوں اسماء مبارکہ کی تشریحات میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

برکات اَلْخَبِیْرُ جل جلالہ

(۱) اس اسم کا عامل عالم خواب اور عالم بیداری میں پوشیدہ حالات سے باخبر ہو جاتا ہے۔ خصوصاً نماز تہجد کے بعد یا خبیر اخبرنی کثرت سے پڑھنے والے پر اسرار الٰہی روشن ہونے لگتے ہیں اور پڑھنے والا صاحب کشف ہو جاتا ہے۔ (تنویر الاسماء)

(۲) جو شخص دو رکعت نماز نفل پڑھ کر اس کا ثواب محبوب سبحانی شیخ

Marfat.com

عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح پاک کو بخش دے اور بعد نماز ۱۲۱ مرتبہ "یاعلیم علمنی یارشید ارشدنی یاخبیر اخبرنی" پڑھ لے تو انشاء اللہ جو معلوم کرنا ہو وہ عالم خواب' یا نیم خواب' نیم بیداری' یا صرف بیداری کی حالت میں دیکھ لے گا۔

(۳) جو آدمی اپنے نفس کے تابع ہو چکا ہو اور احکام الٰہی سے غافل ہو چکا ہو' وہ اس اسم یاخبیر کو کثرت سے پڑھا کرے۔ انشاء اللہ تعالیٰ غفلت کے پردے چاک ہو جائیں گے۔ (شمع شبستان رضا' مجموعہ اعمال' الظفر الجلیل)

(۳۳) اَلْحَلِیْمُ جل جلالہ کی تشریح

حلیم کا معنیٰ ہے بردبار' آہستگی فرمانے والا' دانا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نہایت بردبار' حوصلہ مند ہے جلد انتقام لینے والا نہیں ہے بلکہ توبہ و استغفار کی مہلت دے کر گرفت و پکڑ میں تاخیر فرمانے والا ہے۔ تاکہ گنہگار بندہ توبہ کر کے عذاب الٰہی سے بچ جائے۔ بڑا زبردست دانا ہے کہ گناہ اور نافرمانی پر فوراً گرفت کر کے نافرمان پر رزق کے دروازے بند نہیں کرتا بلکہ معافی مانگنے پر عفو و درگزر کرتا ہے اور غضب کی بجائے رحمت و حلم کے ساتھ متوجہ ہو کر معاف کر دیتا ہے' اس لیے وہ حلیم ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ رات کے پچھلے پہر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے ساتھ بندوں کی طرف متوجہ ہو کر پکار پکار کر اعلان فرماتا ہے کہ ہے کوئی اپنے گناہوں کی معافی مانگنے والا کہ میں اسے بخش دوں۔ ہے کوئی تنگ دست و محتاج روزی مانگنے والا کہ میں اسے کشادہ رزق عطا فرما کر اس کی تنگ دستی دور کر دوں۔ ہے کوئی مصیبت زدہ پریشان اپنی مصیبت سے نجات مانگنے والا کہ میں اسے مصیبت سے نجات عطا کروں۔ اسی طرح کا اعلان ہوتا رہتا ہے' یہاں تک کہ صبح ہو جاتی ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

علامہ محمد اقبال نے اسی حدیث کی ترجمانی کرتے ہوئے کہا۔

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے؟ کوئی رہرو منزل ہی نہیں

Marfat.com

قاضی صاحب لکھتے ہیں کہ: قرآن مجید میں اسم حلیم مندرجہ ذیل اسمائے حسنٰی کے ساتھ بیان ہوا ہے:

اسم غفور کے ساتھ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ (البقرۃ' المائدہ)

اسم غنی کے ساتھ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ (البقرۃ)

اسم علیم کے ساتھ اِنَّ اللّٰهَ لَعَلِيْمٌ حَلِيْمٌ (الحج)

اسم شکور کے ساتھ وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ (التغابن)

ان اسمائے حسنٰی کے ساتھ اس اسم کی ترکیب یہ معنٰی پیدا کرتی ہے۔ غفران کے ساتھ حلم کا ہونا بتلاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا بندوں کو جلد عذاب نہ دینا اس لیے ہے کہ اس کی مغفرت بندہ کو توبہ کی مہلت عطا فرماتی ہے۔ غنی کے ساتھ حلم کا ہونا بتلاتا ہے کہ رب العالمین کو ایذا دینے والے' شرک کرنے والے' کفر کرنے والے اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں بالکل حقیر و ذلیل ہیں اور علم کے ساتھ حلم کا ہونا بردباری کی انتہا ہے۔ اور علی ھذا القیاس شکور کے ساتھ حلیم کی ترکیب ظاہر کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اعمال حسنہ کو قبول فرماتا اور ان کو بڑھاتا ہے۔ اعمال سئیہ کے کفارہ میں دیر و درنگ کرتا اور آہستگی کے ساتھ زمانہء مستقبل تک اصلاح کی مہلت عطا فرماتا ہے۔ اس اسم سے متصف ہونے والوں کو بردباری حاصل کرنی چاہیے۔ جب سنے کہ فلاں شخص اس کی غیبت کرتا' اس پر بہتان باندھتا ہے' تب سکون و وقار اور اطمینان کے ساتھ رہے۔ قوت برداشت کو مضبوط بنائے اور منتظر رہے کہ زمان آئندہ میں رب العالمین اس کے کیا کیا نتائج پیدا کرے گا۔

(معارف الاسماء)

برکات اَلْحَلِيْمُ جل جلالہ

(۱) اگر کوئی آدمی آٹھ سو تراسی (۸۸۳) بار روزانہ یاحلیم کی تلاوت کرتا رہے تو مخلوق خدا اس پر مہربان ہو جائے۔ (تنویر الاسماء)

(۲) اگر کوئی شخص اس اسم کو کاغذ پر لکھ کر پانی سے دھو کر وقت آبپاشی

Marfat.com

کھیت میں چھڑکے تو زراعت میں برکت ہوگی۔ (انشاءاللہ) یہ کھیتی آفات ارضی وسماوی سے محفوظ رہے گی۔ (الظفر الجلیل)

(۳) شیخ حاجی ناصرالدین اور شیخ عبدالمجید مغربی رضی اللہ تعالیٰ عنہما متفق ہیں کہ اگر بیمار کے سرہانے (اول آخر تین مرتبہ درود شریف) ایک بار سورۃ فاتحہ اور دس بار یا حلیم پڑھ لے اور بیمار پر دم کر دے تو مرض کی شدت میں فوراً کمی آجائے گی اور مریض شفایاب ہو جائے گا۔ (شمع شبستان رضا' بحوالہ تنویر الاسماء)

(۳۴) اَلْعَظِیْمُ جل جلالہ کی تشریح

عظیم - عظمت سے بنا ہے۔ جو موقع ومحل کی مناسبت سے کئی معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً بزرگ' مرتبہ وشان میں بڑا' فضل وکرم میں بڑا' اجر وثواب میں بڑا' نیز مقدار میں بڑا' جرم وخطا میں بڑا۔ دراصل لفظ عظیم مادیات میں طول' عرض' عمق (لمبائی' چوڑائی' گہرائی) کی بڑائی کے معنیٰ میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ. اور وہ بڑے عرش کا مالک ہے۔ (التوبہ:۱۲۹)

اس آیت کے تحت علامہ آلوسی تفسیر روح المعانی میں فرماتے ہیں: کہ عرش عظیم اتنا بڑا ہے کہ ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔ ان کے الفاظ یہ ہیں المحیط بکل شئی یعنی عرش ہر چیز کو محیط ہے۔ گویا عرش الٰہی طول وعرض اور عمق میں تمام کائنات ارضی و سماوی سے بڑا ہے۔

قاضی ثناءاللہ پانی پتی تفسیر مظہری میں لکھتے ہیں:

خصہ بالذکر لانہ اعظم المخلوقات یعنی چونکہ عرش الٰہی تمام مخلوقات سے بڑا ہے۔ اس لیے خصوصیت کے ساتھ اس کا ذکر کیا ہے' ورنہ اللہ تعالیٰ ساری مخلوق کا رب ہے نہ کہ صرف عرش اعظم کا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

Marfat.com

وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ (النمل:٢٦)
اور اس (ملکہ بلقیس) کا تخت (لمبائی، چوڑائی اور اونچائی میں) بہت بڑا تھا۔

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيمِ (الشعراء:٦٣)
پس (عصائے موسیٰ سے) دریا پھٹ گیا اور اس کا ہر حصہ بڑے پہاڑ جیسا ہو گیا۔

اور یہ لفظ عظیم معقولات و مجردات (غیر مادی اشیاء میں) کے تین معانی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

(الف) جرم والزام کی بڑائی کے معنیٰ میں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ (النور:١٦)
یہ بہت بڑا بہتان ہے۔

اِنَّكُمْ لَتَقُولُونَ قَوْلًا عَظِيمًا (بنی اسرائیل:٤٠)
بے شک تم (فرشتوں کو رب کی بیٹیاں ثابت کر کے) بڑا (سخت) بول بولتے ہو۔

(ب) اجر وثواب کی بڑائی کے معنیٰ میں:

اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيمًا ۝ (الاحزاب:٣٥)
ان سب کے لیے اللہ نے بخشش اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔

(ج) فضل وکرم کی بڑائی کے معنیٰ میں:

وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا ۝ (النساء:١١٣)
اور اللہ تعالیٰ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

واضح رہے کہ چونکہ اسم عظیم اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ہے اور اللہ تعالیٰ جرم و خطا کے ارتکاب اور مقدار وغیرہ سے مبرا اور پاک ہے۔ لہٰذا یہاں عظیم کے معانی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرتبہء وشان میں، قدرت وتصرف میں، اقتدار واختیار میں، فضل وکرم فرمانے میں، جرم وخطا معاف کرنے میں، اجر وثواب عنایت کرنے میں سب سے بڑا ہے، سب

Marfat.com

سے بلند مرتبہ، سب سے عالی شان ہے، تمام عظمتوں اور شانوں کا وہی مالک ہے۔ جسے چاہے جتنا چاہے عظمت و شان عطا فرما دے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ صفاتی اسم مبارک قرآن مجید میں بھی مذکور ہے۔

فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ۝ پس اے محبوب! تم اپنے عظمت والے رب کی پاکی بولو۔ (الحاقۃ:۵۲)

اس آیت کریمہ سے واضح ہو جاتا ہے کہ ہر قسم کی عظمت و شان اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت ہے۔ کیونکہ یہاں لفظ عظیم مطلق بیان کیا گیا ہے۔ جو عظمت و کبریائی اور رفعت و علو کی تمام انواع و اقسام کو شامل ہے۔ فالحمد لله علی ذالک.

برکاتَ الْعَظِيْمُ جل جلالہ

(۱) اس اسم (يَا عَظِيْمُ) کا بکثرت پڑھنے والا معزز و محترم ہو جاتا ہے۔ اس کا اقبال بلند ہو جاتا ہے اور اس کے مخالف بھی اس سے شفقت سے پیش آنے لگتے ہیں۔

(۲) اول و آخر درود شریف پڑھ کر سات بار ”يَا عَظِيْمُ“ پانی پر دم کر کے پلانے سے پیٹ کا درد دور ہو جاتا ہے۔ (فضائل الاسماء الحسنیٰ)

(۳) ہر روز بلا ناغہ بعد نماز ظہر اس اسم (يَا عَظِيْمُ) کا وظیفہ کثرت کے ساتھ کرنے سے قرب الٰہی اور بزرگی حاصل ہو جاتی ہے۔

(۳۵) اَلْغَفُوْرُ جل جلالہ کی تشریح

واضح ہو کہ اس اسم مبارک ”الغفور“ کی تشریح اس سے پہلے اسم مبارک الغفار کی تشریح میں ہو چکی ہے۔ وہاں ملاحظہ فرمائیں۔ البتہ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ اسم غفور بھی اسم غفار کی طرح مبالغہ کے معنیٰ میں استعمال ہوتا ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ

Marfat.com

غفور کے معنیٰ میں بھی مقدار سے بڑھ کر مغفرت پائی جاتی ہے۔ یعنی غفور وہ ہے جس کی مغفرت و بخشش بے انتہا ہے۔ یہ اسم مبارک قرآن مجید میں:

(۱) اسم رحیم کے ساتھ-------۷۵ دفعہ

(۲) اسم عزیز کے ساتھ-------۲ دفعہ

(۳) اسم عفو کے ساتھ -------۵ دفعہ

(۴) اسم شکور کے ساتھ ------۲ دفعہ

(۵) اسم حلیم کے ساتھ------ ۱ دفعہ

(۶) اسم ودود کے ساتھ-------۱ دفعہ

(۷) صفت ذو الرحمة کے ساتھ--۱ دفعہ

(۸) مفرد (تنہا)---------- ۵ دفعہ

کل ۹۲ دفعہ آیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی مغفرت اس لیے بھی ہے کہ وہ عزت و بردباری والا ہے۔ اور اس لیے بھی کہ شکر قبول کرتا ہے۔

اس لیے بھی کہ وہ سب سے محبت وشفقت کرتا ہے۔ اس لیے بھی کہ وہ عاجز و مجبور بندوں پر رحم وکرم کرتا ہے اور اس لیے سب سے زیادہ وجہ یہی رحم شاہانہ ہے۔ یاد رہے کہ اس اسم مبارک سے تخلق واتصاف حاصل کرنے والوں کو لازم ہے کہ اپنے بے شمار گناہوں کا تصور کریں اور پھر اللہ تعالیٰ کی مغفرت پر جو مقدار و تعداد اور اندازہ و شمار سے بڑھ کر ہے۔ یقین کامل رکھیں اور جان لیں کہ غفران الٰہی سب گناہوں کو مٹا دینے والا' سب پر پردہ ڈال دینے والا' سب کے سب دھو دینے والا ہے۔

بندہ کا جتنا زیادہ مضبوط یقین غفران ربانی پر ہوگا۔ اسی قدر زیادہ غفران سے بہرہ یاب ہوگا۔

یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ یہ اسم مبارک مستقبل میں گناہوں کے ارتکاب کے لیے جرأت آموز نہیں بلکہ آئندہ شرم دلانے کے لیے ہے' گناہوں سے روکنے اور ماضی کی غلط کاریوں سے پاک ہونے کے لیے نوید ہے۔ (ماخوذ معارف الاسماء)

Marfat.com

برکات اَلْغَفُوْرُ جل جلالہ

(۱) جو شخص بروزانہ ہر نماز کے بعد ۷ مرتبہ اس اسم (یاغفور) کا وظیفہ پڑھے اس کے دل کی سیاہی دور ہو جائے اور رحمت کی صفت پیدا ہو جائے۔ اس پر ذہن جم جائے۔

(۲) جو کوئی بخار، دردسر، آواز بیٹھ جانے کے لیے ان حروف کو الگ الگ کر کے کاغذ پر لکھ کر اس تعویذ کا عرق چوسے اور پھر نگل جائے۔ بحکم خدا شفا ہو جائے۔

(اسمائے حسنیٰ کی برکات)

(۳) اگر کسی شخص کے دل پر غم اور پریشانی کی گھٹا چھا جائے اور کسی طرح رنج وغم دل سے دور نہ ہوتا ہو تو روٹی کے ٹکڑے پر تین بار ''یاغفور'' لکھے اور تین بار ''یاغفور'' کے مقطعات حروف اس طرح ''ی ا غ ف و ر'' لکھ کر روٹی کا ٹکڑا کھا لے۔ انشاء اللہ سارا غم دُور ہو جائے گا اور بجائے غم و رنج کے خوشی دل میں خود بخود پیدا ہو گی۔ یہ عمل تین روز برابر کرنا چاہیے۔ (فضائل الاسماء الحسنیٰ)

(۳۶) اَلشَّكُوْرُ جل جلالہ کی تشریح

یہ اسم مبارک ''شکر'' سے بنا ہے اور شکر کا معنیٰ ہے کسی احسان پر محسن کی حمد و ثناء بیان کرنا، شکریہ ادا کرنا، کسی سعی حسنہ و عمل صالحہ کو قبول کرنا، کسی کی کوشش و محنت پر اسے بدلہ دینا، چونکہ اللہ تعالیٰ پر کسی کا کوئی احسان نہیں، جس کے احسان پر اللہ تعالیٰ اس کی حمد و ثناء بیان کرے بلکہ وہ خود ساری کائنات کا محسن ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کے لیے اسم شکور کا معنیٰ ہے صرف حمد و ثناء کرنا یعنی اللہ تعالیٰ اپنی اور اپنے پیغمبروں کی، ولیوں اور نیکوں کی مدح اور توصیف و تعریف بیان کرتا ہے۔ نیز اپنے بندوں کا شکر قبول کرتا ہے اور ان کی نیک کوششیں اور اعمال صالحہ قبول کرتا ہے اور اطاعت و عبادات پر انہیں جزائے خیر عطا

Marfat.com

فرماتا ہے اور راضی وخوش ہو جاتا ہے۔اسم ''شکور'' مبالغے کا صیغہ ہے جس کا مطلب ہے بہت شکر گزار' چونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے تھوڑے سے نیک عمل پر بہت زیادہ اجر وثواب عنایت فرمانے والا ہے اس لیے بھی اسے شکور کہتے ہیں۔سورۃ فاطر جسے سورۃ ملائکہ بھی کہتے ہیں۔اس میں دوجگہ اسم شکور اللہ تعالیٰ کے لیے بیان ہوا ہے:

(الف) اِنَّہٗ غَفُوْرٌ شَکُوْرٌ ۝ (فاطر:۳۰) بے شک وہ بہت بخشنے والا (اور) زبردست قدردان ہے۔

(ب) اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَکُوْرٌ ۝ (فاطر:۳۴) بے شک ہمارا رب بہت بخشنے والا (اور) زبردست قدردان ہے۔

سورۃ التغابن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاللّٰہُ شَکُوْرٌ حَلِیْمٌ ۝ (التغابن:۱۷) اور اللہ تعالیٰ قدر فرمانے والا حلم والا ہے۔

خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ بہت قدردان ہے۔اپنے بندوں کے ناقص اعمال قبول فرما کر نیک صلہ عنایت فرماتا ہے۔اور اپنے بندوں کو شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرماتا ہے۔پھر شکر ادا کرنے پر شاکرین کی قدردانی کرتے ہوئے ان کا شکر قبول فرما کر انہیں مزید نعمتیں عنایت فرماتا ہے۔اس نام کے معنیٰ کا اثر دل میں قائم رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے قدرشناس بن کر تمام نعمتوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جانیں اور ہر نعمت پر اس کا شکر ادا کرتے رہیں۔اور اپنے جسم میں سے جو عضو جس کام کے لیے پیدا کیا گیا ہے اسے اسی مصرف میں مصروف رکھیں۔

برکات اَلشَّکُوْرُ جل جلالہ

(۱) جو شخص معاشی تنگی یا کسی اور دکھ درد' رنج وغم میں مبتلا ہو وہ اس اسم ''یاشکور'' کو اکتالیس (۴۱) مرتبہ روزانہ پڑھتا رہے۔انشاء اللہ تعالیٰ اس سے رہائی نصیب ہوگی۔

Marfat.com

(۲) جو شخص اس اسم کو چالیس دن تک روزانہ پانچ ہزار مرتبہ پڑھے گا' انشاء اللہ تعالیٰ غنی ہو جائے گا۔

(۳) جو شخص دین و دنیا میں عزت کا طالب ہو تو وہ روزانہ اس اسم کو تین ہزار مرتبہ پڑھا کرے۔ دنیا میں بہت عزت حاصل ہوگی اور آخرت میں اعلیٰ رتبہ حاصل ہوگا۔

(۴) آنکھ میں دھند چھا جائے یا نگاہ کمزور ہو جائے تو اکتالیس (۴۱) مرتبہ اس اسم کو پڑھ کر پانی پر دم کرے' پھر وہ پانی آنکھوں پر لگائے اور باقی پانی پی لے۔ انشاء اللہ ایک ہی ہفتہ میں شفایاب ہو جائے گا۔ (فضائل الاسماء الحسنیٰ)

(۳۷) اَلْعَلِیُّ جل جلالہ کی تشریح

''علی'' علو سے بنا ہے۔ علو کا معنیٰ ہے بلندی' غالب ہونا' توانا و قوی ہونا' شرف و بزرگی والا ہونا۔

واضح رہے کہ بلندی دو طرح کی ہوتی ہے۔

(الف) قدر و منزلت اور مرتبہ و شان میں بلند ہونا اور یہاں یہی معنیٰ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ قدر و منزلت' مرتبہ و شان اور رفعت و عظمت میں سب سے بلند و بالا ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ تحیز و مکان سے منزہ و مبرا ہے۔

(ب) جگہ اور مکان کے اعتبار سے بلند ہونا اسے حسی بلندی بھی کہتے ہیں۔ جیسے ایک جسم کا دوسرے جسم پر بلند ہونا ایک مکان پر دوسرے مکان کا بلند ہونا' عمارت پر عمارت کا بلند ہونا' زیریں عمارت سے بالائی عمارت کا بلند ہونا' جگہ اور مکان کے لحاظ سے ہے' مرتبہ و شان کے اعتبار سے نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ جسمانی و مکانی بلندی سے پاک ہے اور جسم و جسمانیات سے منزہ ہے۔ اسی طرح وہ کسی بھی مکان و جگہ کے ساتھ مخصوص نہیں خواہ وہ کتنا ہی بلند مکان کیوں نہ ہو۔ لہٰذا وہ مکانی و جسمانی بلندی سے پاک ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ اسم مبارک قرآن مجید میں دیگر کئی صفاتی ناموں کے ساتھ استعمال ہوا ہے

Marfat.com

مثلاً اسم حکیم کے ساتھ:

اِنَّهٗ عَلِیٌّ حَکِیْمٌ○ بے شک وہ بلندی و حکمت والا ہے۔

(الزخرف:۵۱)

لَعَلِیٌّ حَکِیْمٌ○ البتہ وہ بلندی و حکمت والا ہے۔

(الزخرف:۴)

یہ اسم ایک دوسرے اسم کبیر کے ساتھ بھی آیا ہے:

فَالْحُکْمُ لِلّٰهِ الْعَلِیِّ الْکَبِیْرِ○ پس حکم تو اللہ برتر و بزرگ تر ہی کے لیے ہے۔

(المؤمن:۱۲)

وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِیُّ الْکَبِیْرُ○ اور بے شک اللہ ہی سب سے بلند (اور) سب سے بڑا ہے۔

(الحج،لقمان:۶۲۔۳۰)

اور اسم عظیم کے ساتھ بھی آیا ہے:

وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ○ اور وہ بلند و بالا (اور) عظمت والا ہے۔

(البقرۃ:۵۵،شوریٰ:۴)

تفسیر روح البیان میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسا عالی شان اور بلند مرتبہ ہے کہ وہاں مدارک عقول نہیں پہنچ سکتے' کیونکہ اس جیسی ذات کوئی اور نہیں۔ نہ ہی اس کی صفات جیسی کسی اور کی صفات ہیں' نہ اس کے اسماء جیسے کسی اور کے اسماء ہیں اور نہ اس کے افعال جیسے کسی کے افعال ہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ اعلیٰ ہے۔ اس لیے کہ وہ مخلوقات کی تمام صفات سے بلند و بالا ہے۔ کسی صفت میں مخلوق کو اس کے ساتھ معمولی سی مناسبت بھی نہیں۔ (تفسیر روح البیان ۲۵)

برکات اَلْعَلِیُّ جل جلالہ

(۱) جو شخص اس اسم "یاعلی" کو ہمیشہ پڑھتا رہے اور لکھ کر اپنے پاس رکھے۔ انشاء اللہ اسے رتبہ کی بلندی' خوشحالی اور مقصد میں کامیابی و کامرانی نصیب ہوگی۔

Marfat.com

(۲) اگر کہیں جسم میں درد ہو یا ورم ہو جائے تو تین سو مرتبہ "یاعلی" پڑھ کر دم کرے۔ انشاء اللہ شفا نصیب ہو۔

(۳) جس شخص کو خونی بواسیر ہو ایک ہزار مرتبہ یا علی پڑھ کر پانی پر دم کر کے مریض کو پلایا جائے سات روز میں شفا ہو جائے گی۔

(۴) اگر کسی کی آنکھیں دکھ رہی ہوں تو سات دفعہ یا علی پڑھ کر پانی پر دم کرے، پھر وہ پانی سلائی سے آنکھوں میں لگا لے۔ انشاء اللہ العزیز تین دن میں شفا ہو جائے گی۔

(۵) اس اسم کو ہمیشہ پڑھنے والا فقیر ہو تو مالدار بن جاتا ہے۔ حقیر ہو تو ہر دل عزیز بن جاتا ہے۔ (فضائل الاسماء الحسنیٰ)

(۳۸) اَلْکَبِیْرُ جل جلالہ کی تشریح

کبیر کبر سے بنا ہے اور کبر کا معنیٰ ہے بزرگ ہونا، غلبہ حاصل کرنا، بلند مرتبہ ہونا، شرافت و بلندی اور سن و عمر اور قدر و منزلت میں بڑا ہونا، بوڑھا ہونا۔

خیال میں رہے کہ اللہ تعالیٰ چونکہ بڑھاپے اور سن و عمر میں بڑا ہونے سے پاک ہے۔ لہٰذا کبیر کا معنیٰ یہاں پر یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ بزرگ و برتر اور سب پر غالب ہے۔ وہی بلند مرتبہ ہے، وہی شرافت و عظمت کا مالک ہے اور قدر و منزلت میں وہی سب سے بڑا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

وَلَهُ الْكِبْرِيَاءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (الجاثیہ:۳۷)

اور اسی کے لئے بڑائی ہے آسمانوں اور زمین میں اور وہی عزت و حکمت والا ہے۔

علامہ آلوسی لکھتے ہیں کہ کبریائی سے مراد ملک و عظمت ہے۔ آسمانوں اور زمین میں حقیقی سلطنت و عظمت فقط اسی کی ہے کیونکہ وہی سب پر غالب و عزت والا ہے اور وہی سب سے بڑا حکیم و دانا ہے۔ حدیث قدسی میں ہے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

Marfat.com

الکبریاء ردآئی والعظمة ازاری فمن نازعنی واحدا منهما قذفته فی النار
کبریائی میری چادر ہے اور عظمت میری تہبند ہے جو شخص ان میں سے کسی کو بھی مجھ سے چھیننا چاہے گا۔ میں اسے دوزخ کی آگ میں پھینک دوں گا۔

اس حدیث مبارکہ کو امام احمد بن حنبل، امام مسلم، امام ابوداؤد، امام ابن ابی شیبہ اور امام بیہقی نے اپنی اپنی سند کے ساتھ بیان کیا ہے۔ (تفسیر روح المعانی: ۲۶)

قرآن مجید میں یہ اسم مبارک جن اسمائے حسنیٰ کے ساتھ استعمال ہوا ہے، وہ یہ ہیں:

عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيرُ الْمُتَعَالِ. (الرعد: ۹)
وہ ہر پوشیدہ اور ظاہر کو جاننے والا سب سے بڑا (اور) عالی مرتبہ ہے۔

وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ. (الحج: ۶۲، لقمان: ۳۰)
اور بے شک اللہ ہی سب سے بلند (اور) سب سے بڑا ہے۔

فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيرِ. (المومن: ۱۲)
تو حکم اللہ کے لئے ہے جو سب سے بلند سب سے بڑا ہے۔

برکات اَلْكَبِيرُ جل جلالہ

(۱) حضرت امام علی رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ: اگر کوئی شخص مباشرت سے پہلے یہ اسم مبارک ''یا کبیر، یا اکبر، یامتکبر'' دو مرتبہ پڑھ لے تو پروردگارِ عالم فرزند صالح عطا فرمائے گا۔ (تنویر الاسماء)

(۲) شیخ عبدالمجید مغربی علیہ الرحمتہ نے فرمایا ہے کہ اس اسم مبارک کا ذکر صالحین و عابدین کے اذکار میں سے ہے۔ اس اسم کے ذاکر میں شائستگی اور معاملات و دیگر امور میں باقاعدگی پیدا ہو جاتی ہے اور عوام و خواص کی نظر میں عزت و حرمت پیدا ہو جاتی ہے اور ہر سرکش ذلیل و خوار اور سرنگوں ہو جاتا ہے۔ اس اسم کے ذاکر کو چاہئے کہ وہ روزانہ بعد نماز فجر چھ سو چھتیس (۶۳۶) مرتبہ اسے پڑھا کرے۔

Marfat.com

(۳) جو شخص دو سو بتیس (۲۳۲) مرتبہ ''یا کبیر'' کو روزانہ پڑھ لیا کرے تو بزرگی و عظمت حاصل ہو۔ (شمع شبستانِ رضا)

(۳۹) اَلْحَفِیْظُ جل جلالہ کی تشریح

حفیظ کا معنیٰ ہے نگہبانی کرنے والا، حفاظت کرنے والا، کسی چیز کو تلف اور ضائع ہونے سے بچانے والا، ذمہ دار، غالب، زبانی یاد رکھنے والا اور محفوظ۔

اللہ تعالیٰ حفیظ ہے کہ وہ تمام مخلوقات و موجودات کی حفاظت و نگہبانی کرنے والا ہے اور ہر ایک مخلوق کو تلف اور ضائع کر دینے والے مہلکات سے بچانے والا ہے۔ نیز آفات و بلیات سے بچانے والا بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ وہی سب کا ذمہ دار ہے اور اسی نے ساری کائنات کا نظام نہایت احسن وجوہ کے ساتھ سنبھالا ہوا ہے۔ وہی سب پر غالب و قاھر ہے، زمین و آسمانوں کی حفاظت اس کے لئے کوئی مشکل اور دشوار نہیں ہے۔ وہی تمام مومنوں کی عزت و آبرو اور مومنات کی عصمت و آبرو کی حفاظت کرنے والا ہے اور وہی تمام اہلِ ایمان کو شیطان مردود کے وساوس و خیالات سے بچانے والا ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نسیان و بھولنے سے مبرا اور پاک ہے۔ لہٰذا ہر ایک چیز اس کے پاس محفوظ ہے، کوئی چیز اس کی قوت حافظہ سے زائل نہیں ہو سکتی۔ نیز اللہ تعالیٰ تمام نقائص و عیوب، تمام انداد و اضداد اور شرک کی تمام آلودگیوں سے محفوظ اور پاک ہے، کیونکہ اس کی ذات میں عیب و نقص نکالنے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانے سے توحید الٰہی میں ذرہ بھر بھی فرق نہیں پڑتا اور اس کی وحدانیت قائم و دائم رہتی ہے۔ وہ اپنی توحید میں کسی کے ماننے یا نہ ماننے کا محتاج نہیں۔ البتہ عیب نکالنے والا اور شرک کرنے والا دنیا و آخرت میں خود اپنے آپ کو تباہ و برباد کر لیتا ہے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ جہاں تمام مخلوق کی حفاظت و نگہبانی فرماتا ہے، وہاں اپنے مقدس کلام قرآن مجید کی حفاظت بھی خود ہی فرماتا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ موجود ہے کہ:

Marfat.com

اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ. (الحجر:۹)
بے شک یہ قرآن ہم نے اتارا ہے اور بے شک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔

حقیقت تو یہ ہے کہ جیسی حفاظت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ویسی حفاظت کوئی نہیں کرسکتا ہے۔جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

فَاللّٰهُ خَيۡرٌ حٰفِظًا‌ وَّهُوَ اَرۡحَمُ الرّٰحِمِيۡنَ. (یوسف:۶۴)
تو اللہ سب سے بہتر نگہبان ہے اور وہ ہر مہربان سے بڑھ کر مہربان ہے۔

اِنَّ رَبِّىۡ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ حَفِيۡظٌ. (ھود:۵۷)
بے شک میرا رب ہر شے پر نگہبان ہے۔

علامہ حقی لکھتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ کی حفاظت پر توکل کرنا واجب و لازم ہے اور اسے ہر چیز کا محافظ و نگہبان ماننا ضروری ہے۔اس کی چند وجوہ ہیں:

(۱) اس کی ربوبیت ہر ایک کے لئے عام ہے جو کسی کی تربیت کرتا ہے اور اس کے تمام امور کی تدبیر اپنے ذمہ لیتا ہے تو وہ اس کی حفاظت بھی خود کرتا ہے اور اسے کسی دوسرے کی حفاظت کی ضرورت نہیں رہتی۔

(۲) ہر انسان اسی کے قبضہ وقدرت میں اور اس کی حکومت وسلطنت میں ہے۔ہر بندہ اسی کا اسیر اور ذاتی طور پر اپنے افعال سے عاجز ہے۔وہ کسی دوسرے کے فعل میں اثر انداز نہیں ہوسکتا اس لئے اسے اسی ذات پر کامل توکل و بھروسہ رکھنا ضروری ہے جو اس کی ہر طرح حفاظت فرماتا ہے۔اس سے دوری کسی حیثیت میں بھی جائز نہیں ہے۔

(۳) یہ عالم کثرت اللہ کی وحدت کا ظل ہے اس لئے وہ اس پر عدل و انصاف کا طریقہ جاری کرتا ہے۔ایسا نہیں کہ کسی کو کسی دوسرے کے جرم کی پاداش میں سزا دے دے اور نہ کسی کو بغیر جرم و گناہ کے سزا دیتا ہے۔بلکہ جس سے جرم و گناہ صادر ہوتا ہے فقط اسی کو سزا دیتا ہے اور یہی عدل و انصاف اور کامل حفاظت ہے۔البتہ تزکیۂ نفس اور درجات کی بلندی یا کھوٹے کھرے میں فرق واضح کرنے کے لئے بطور امتحان کسی تکلیف و مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے جس میں بندے کا اپنا فائدہ ہوتا ہے۔

(تفسیر روح البیان جلد۱۲)

Marfat.com

برکات اَلْحَفِیْظُ جل جلالہ

(۱) جو شخص مال واسباب کے گم ہو جانے یا لٹ جانے سے محفوظ رکھنے کے لئے اس اسم کو تین جگہ الگ الگ حروف کے ساتھ اس طرح لکھے۔ (ی ا ح ف ی ظ) اور اپنے مال واسباب میں رکھ دے' ان شاء اللہ مال واسباب محفوظ رہے گا۔

(۲) اگر بیمار آدمی پر سات دن تک برابر ایک ہزار مرتبہ پڑھ کر دم کیا جائے ان شاء اللہ بہت جلد مریض شفایاب ہو جائے گا۔

(۳) اس اسم کو سات بار لکھ کر بازو پر باندھنے سے انسان جلنے' غرق ہونے' زخم لگنے اور ارواح خبیثہ کے شر اور نظرِ بد سے محفوظ رہتا ہے۔ (فضائل الاسماء الحسنٰی)

(۴) اس اسم کا عامل و ذاکر حاکم کے خوف' ظالموں کے ظلم شیطانوں کے شر سے محفوظ رہتا ہے۔ (شمع شبستانِ رضا)

(۴۰) اَلْمُقِیْتُ جل جلالہ کی تشریح

مقیت قوت سے بنا ہے' جس کا معنیٰ ہے کہ روزی اور رزق دینا' کفالت کرنا' حفاظت کرنا' قدرت رکھنا' قادر ہونا۔ اللہ تعالیٰ ہی ساری کائنات کا روزی رساں ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزْقُهَا (ھود:۶)

اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمۂ کرم پر نہ ہو۔

اس آیت کریمہ میں زمین پر چلنے والوں کا ذکر اس لئے فرمایا کہ ہمیں ان کا مشاہدہ ہوتا ہے ورنہ جنات' ملائکہ وغیرہ سب کو رزق اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے۔ اس کی رزاقیت صرف حیوانوں میں منحصر نہیں بلکہ جو جس روزی کے لائق ہے اس کو وہی ملتی ہے۔ بچہ کو ماں کے پیٹ میں اور قسم کی روزی ملتی ہے اور پیدائش کے بعد دانت نکلنے سے پہلے اور طرح کی

Marfat.com

روزی ملتی ہے اور بڑے ہو کر اور طرح کی۔ غرضیکہ دابۃ میں بھی عموم ہے اور رزق میں بھی عموم ہے۔ (تفسیر نور العرفان)

خلاصہ یہ ہے کہ تمام انسان' حیوانات' نباتات و جمادات اور جنات و ملائکہ اور چرند و پرند اور درند وغیرہ اپنی اپنی طبعی ساخت اور فطری تقاضوں کے مطابق اس کی روزی سے پل رہے ہیں۔ اس کی روزی سے بڑھ رہے ہیں اور اس کی دی ہوئی روزی سے نشو ونما پا رہے ہیں۔ وہی جملہ قوائے بدن کو اپنی روزی کے ذریعے قوت وتوانائی دیتا ہے' وہی جملہ قوائے روحانی کو غذا بخشتا ہے' وہی دماغ کو قلب کو روح کو غذا عنایت کرتا ہے اور اسی کی عطا کردہ روزی سے ان سب کی تربیت وتقویت ہوتی ہے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ روزی رساں اور رازق ہونے کے علاوہ تمام مخلوقات کا کفیل ومحافظ بھی ہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے۔ یہ اسم مبارک قرآن مجید میں بھی موجود ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا — اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

(النساء:۸۵)

علامہ الشیخ اسماعیل حقی حنفی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ''روح البیان'' میں فرماتے ہیں کہ امام غزالی رحمتہ اللہ تعالیٰ ''شرح اسماءِ حسنیٰ'' میں لکھتے ہیں کہ:

(الف) مقیت بمعنی خالق الاقوات ہے' یعنی رزق پیدا کرنے والا۔ اس اعتبار سے مقیت رزاق کے ہم معنی ہوگا۔ البتہ رزاق مقیت سے زیادہ عام ہے کیونکہ رزق قوت وغیر قوت ہر دونوں کو شامل ہے۔

فائدہ: قوت اس شے کو کہتے ہیں جو قوامِ بدن کے لئے کافی ہو۔

(ب) مقیت کسی شے پر قدرت وغلبہ پانے والے کے معنیٰ میں بھی آتا ہے۔

فائدہ: کسی شے پر قدرت کی تکمیل اس وقت ہوتی ہے جب اس پر مکمل غلبہ حاصل ہو اور اس کا مکمل علم بھی ہو۔ اسی معنیٰ پر قرآن مجید کی مذکورہ بالا آیت مبارکہ دلالت کرتی ہے۔ اس لئے مقیت کا معنیٰ صرف قادر نہیں بلکہ مقیت کا معنیٰ ہے جو اپنے مقدور پر قدرت بھی رکھتا ہو اور اس کا مکمل علم بھی رکھتا ہو۔ خلاصہ یہ کہ مقیت علم وقدرت کے مجموعے کا نام ہے۔ لہٰذا یہ اعتراض خود بخود ختم ہو گیا کہ اگر مقیت صرف قادر کے معنیٰ میں ہے تو اسماءِ حسنیٰ میں

Marfat.com

ترادف پیدا ہو جائے گا' جبکہ اسماءِ حسنیٰ میں ترادف نامناسب ہے کیونکہ مقیت قادر کا مترادف نہیں ہے بلکہ اس سے خاص ہے۔(ماخوذ تفسیر روح البیان:۵)

برکات اَلْمُقِیْتُ جل جلالہ

(۱) اگر کوئی شخص روزانہ بلاناغہ ایک سومرتبہ ''یامقیت'' پڑھ لیا کرے تو اللہ تعالیٰ سے جو کچھ مانگے گا' مل جائے گا اور غیروں سے مستغنی ہو جائے گا۔

(۲) اگر کوئی ایسا غریب آدمی ہو کہ جس کے ہاں فاقے جا رہے ہوں' وہ اگر ایک سوستر مرتبہ روزانہ اس اسم مبارک کو پڑھنے لگے تو اللہ تعالیٰ اس کی غربت دور فرما دے گا۔

(۳) رزق میں اضافے کے لئے ایک سوستر مرتبہ روزانہ یامقیت پڑھنے سے مال و دولت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔(اسماءِ حسنیٰ کی برکات)

(۴) دردِ قولنج سے شفا حاصل کرنے کے لئے ایک سومرتبہ پانی پر دم کر کے پینے سے دردِ قولنج دور ہو جاتی ہے۔(فضائل الاسماءِ الحسنیٰ)

(۴۱) اَلْحَسِیْبُ جل جلالہ کی تشریح

حسیب حسب سے بنا ہے اور حسیب کے لغت میں بہت سے معنی آتے ہیں لیکن یہاں اللہ تعالیٰ کے لئے حسیب صرف دو معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

(الف) حسیب کا معنی ہے کفایت کرنے والا' اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات کی تربیت و پرورش میں کافی ہے اور سب کی حفاظت و نگہبانی کرنے میں کافی ہے۔ تمام مہماتِ امور میں وہی کافی ہے۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ اسے کافی ہے۔ (الطلاق:۳)

Marfat.com

فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَقُلۡ حَسۡبِیَ اللّٰهُ پھر اگر وہ منہ پھیر لیں تو تم فرمادو مجھے اللہ ہی کافی ہے۔ (التوبہ:۱۲۹)

جب مسلمانوں کو ابوسفیان کے بہت بڑے لشکر کے ساتھ حملہ آور ہونے کی اطلاع دی گئی تو سب مسلمانوں نے جذبۂ ایمان سے سرشار ہو کر کہا:

حَسۡبُنَا اللّٰهُ وَنِعۡمَ الۡوَكِيۡلُ ہم سب کو اللہ کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے۔ (آل عمران:۱۷۳)

اور اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر صحابہ کرام میدانِ جہاد میں جا پہنچے، مگر اللہ تعالیٰ نے صحابۂ کرام کے توکل و بھروسہ کی ایسی قدر کی کہ کفارِ مکہ کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب و دبدبہ ڈال دیا اور وہ مسلمانوں کا سامنا کرنے کی جرأت نہ کر سکے۔ بہرحال ان آیات سے معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ سب کو کافی ہے۔ خصوصاً جو لوگ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ مقدس پر بھروسہ کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت و کفایت فرماتا ہے اور انہیں دشمنوں کی شرارتوں سے محفوظ رکھتا ہے۔

(ب) حسیب کا دوسرا معنیٰ یہ ہے، حساب لینے والا۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:

وَاللّٰهُ سَرِيۡعُ الۡحِسَابِ. اور اللہ جلد حساب کرنے والا ہے۔

(البقرۃ:۲۰۲)

علامہ ابوالحیان اندلسی لکھتے ہیں: روایت ہے کہ جتنی دیر میں بکری کا دودھ دوہا جاتا ہے، اتنی دیر میں اللہ تعالیٰ مخلوق کا حساب لے گا۔ دوسری روایت یہ ہے کہ ایک لمحہ بصر (آنکھ جھپکنے کی دیر) میں ساری مخلوق کا حساب لے لے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو حساب لینے کے لئے غور و فکر کی حاجت نہیں۔ (تبیان القرآن جلد اول) اسی معنیٰ میں ہے۔

اَلشَّمۡسُ وَالۡقَمَرُ بِحُسۡبَانٍ سورج اور چاند حساب کے پابند ہیں۔ (الرحمٰن:۵)

حضرت ضیاء الملت والدین علامہ پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ:

''اس مہر و ماہ (آفتاب نبوت ماہتاب رسالت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم) کے ذکر کے بعد جس سے عالم روحانیت کے در و بام جگمگا رہے ہیں۔ اب شمس و قمر کا ذکر کیا جا رہا ہے جن سے ہماری یہ مادی دنیا اکتساب نور کر رہی ہے۔ فرمایا: یہ سورج اور چاند مقررہ حساب کے مطابق حرکت کر رہے ہیں' جو منزلیں اور بروج ان کے لیے مقرر ہیں نہ ان سے تجاوز کرتے ہیں اور نہ روگردانی۔ اپنے مدار میں مصروف سیر ہیں۔ کیا مجال کہ سرِ مو دائیں یا بائیں سرکیں یا لمحہ بھر بھی تقدیم و تاخیر ہو۔ (ضیاء القرآن' جلد پنجم)

برکاتُ اَلْحَسِیْبُ جل جلاله

(۱) جس شخص کو کسی بھی شخص یا چیز کا ڈر ہو' وہ جمعرات سے شروع کر کے آٹھ روز تک صبح و شام ستر مرتبہ حسبی الله الحسیب پڑھے۔ وہ انشاءاللہ ہر چیز کے شر سے محفوظ رہے گا۔ (الاسماء الحسنٰی)

(۲) امتحان میں کامیابی کے لئے گیارہ ہزار مرتبہ روزانہ تین روز تک پڑھ کر دعا مانگے۔

(۳) اس اسم کے عدد اور اپنے نام کے عدد ملا کر پڑھنے سے حاجات پوری ہو جاتی ہیں۔

(۴) عاداتِ بد اور افعالِ قبیحہ سے نجات پانے کے لئے بدھ اور جمعرات کو روزہ رکھ کر ہر نماز کے بعد ستتر (۷۷) مرتبہ "حسبی الله" پڑھے۔ (فضائل الاسماء الحسنٰی)

(۴۲) اَلْجَلِیْلُ جل جلاله کی تشریح

"جلیل" جلاله سے بنا ہے۔ جس کا معنیٰ یہ ہے' بڑی شان والا' بڑی عظمت والا' بڑا بزرگ' بڑی عمر والا' بڑے حجم والا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ سب سے بڑھ کر عالی شان' عظیم القدر و المرتبہ ہے اور فضیلت و رفعت' قدرت و اختیار اور قوت و طاقت میں بھی سب سے بڑھ کر بزرگ و برتر صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اس لئے اسے جلیل کہا جاتا ہے۔ "معارف

Marfat.com

الاسماء'' میں لکھا ہے کہ اسم کبیر کمالِ ذاتی پر' اسم جلیل کمالِ صفاتی پر دلالت کرتا ہے' اور اسم عظیم ہر دو معانی کا جامع ہے۔

ابن ماجہ کی روایت میں اللہ تعالیٰ کا اسم جمیل بھی آیا ہے۔ اس وقت جلیل کے معنیٰ یہ ہوں گے کہ وہ صفات قہریہ کا مظہر ہے اور جمیل کے یہ معنیٰ ہوں گے کہ وہ صفات لطیفہ کا ظہور فرماتا ہے۔ امام ابن القیم نے ذوالجلال والاکرام کے معنی میں لکھا ہے کہ جلال ہم کو ادب سکھلاتا ہے اور اکرام ہم پر ابوابِ محبت (محبت کے دروازے) کشادہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ایسی ہے کہ اس کی جلالت بھی ہر وقت پیش نظر رکھی جائے اور اس کی محبت بھی ہر وقت دل میں قائم رہے۔ (معارف الاسماء)

اس اسم مبارک کی مزید وضاحت اللہ تعالیٰ کے اسماء مبارکہ عظیم اور کبیر کی تشریح میں گزر چکی ہے۔ وہاں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

برکات اَلْجَلِیْلُ جل جلالہ

(۱) ''یاجلیل'' ''یاذالجلال والاکرام'' یہ دونوں اسم خواص میں یکتا ہیں۔ حضرت امام علی رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: (ان میں سے کوئی) اسم اگر سات روز تک روٹی کے ایک ٹکڑے پر لکھ کر خود کھائے' باقی روٹی صدقہ کر دے تو تمام مخلوق مسخر ہو اور عزت و احترام سے پیش آئے۔ اس اسم کا پڑھنے والا خدا اور بندگانِ خدا کے سامنے معزز و مکرم ہو اور جمیع مقاصد و مرادات حاصل ہوں۔ اگر سفید کاغذ پر لکھ کر مکان میں رکھے برکت ہو۔ لوگ اس کی جانب رجوع کریں۔ (شمع شبستانِ رضا)

(۲) جو شخص روزانہ سات مرتبہ اس کا وظیفہ پڑھے اسے اللہ تعالیٰ سے سچی محبت ہو جائے۔ (اسمائے حسنیٰ کی برکات)

(۳) جو شخص مشک و زعفران سے اس اسم کو لکھ کر اپنے پاس رکھے گا اور بکثرت ''یاجلیل'' کا ورد رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کو ان شاء اللہ عزت و عظمت اور قدر و منزلت عطا فرمائے گا۔ (الاسماء الحسنیٰ)

Marfat.com

(۴۳) اَلْکَرِیْمُ جل جلالہ کی تشریح

کرم سے بنا ہے۔ کرم کے معنیٰ عظمت، شرف، عزت اور جود و سخاوت ہیں۔ اہلِ زبان کریم کی صفت میں کہا کرتے ہیں کہ کریم وہ ہے جو وعدہ کرنے تو پورا کر دے۔ قدرت پا کر قصور معاف کر دے، عیب دیکھے اور پردہ پوشی کر دے، قصور جان کر بھی معاف کر دے اور خطاؤں سے درگزر فرما دے۔ بے شک اللہ تعالیٰ جملہ معانی کے اعتبار سے کریم ہے۔ کیونکہ وہی کرامت حقیقی کا مالک ہے اور وہی صاحبِ جود و کرم ہے۔ (معارف الاسماء)

اور وہی عظمت و شان کا مالک ہے، وہی عزت و شرافت والا ہے، وہی خطا کاروں کی خطائیں معاف کرنے والا اور وہی اپنے لطف و کرم اور مہربانی سے مسلسل نوازشات فرما رہا ہے۔ دن رات اور صبح و شام غرضیکہ ہمہ اوقات اس کے انعامات و کرم نوازیاں ہر انسان پر جاری و ساری ہیں، جن کا تقاضا یہ ہے کہ انسان شیطان کے فریب میں آ کر ربِ کریم کی نافرمانی نہ کرے بلکہ شیطان کے مکر و فریب سے بچتے ہوئے اللہ کریم جل جلالہ کی اطاعت و فرماں برداری میں لگا رہے۔ اللہ کریم نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے:

یٰٓاَیُّھَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّکَ بِرَبِّکَ الْکَرِیْمِ ۝ الَّذِیْ خَلَقَکَ فَسَوّٰکَ فَعَدَلَکَ ۝ فِیْٓ اَیِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَکَّبَکَ ۝ (الانفطار: ۶-۷-۸)	اے انسان! کس چیز نے تجھے دھوکے میں رکھا اپنے ربِ کریم کے بارے میں، جس نے تجھے پیدا کیا پھر تیرے (اعضاء کو) درست کیا پھر تیرے (عناصر کو) معتدل بنایا، (پھر) جس شکل میں چاہا تجھے ترکیب دے دیا۔

ان آیات مقدسہ میں کتنے پیارے انداز میں غافل انسان کو جھنجھوڑا جا رہا ہے، کس محبت بھرے اسلوب سے اس کو خوابِ غفلت سے جگایا جا رہا ہے۔ ارشاد ہے: اے انسان! تیرا پروردگار جو کریم ہے، جس کے لطف و کرم کی آغوش میں تو پل کر جوان ہوا ہے جس کے انعام و اکرام اور احسان کا دسترخوان ہر وقت تیرے لئے بچھا ہوا ہے، جس کی رحمت و رافت کے دروازے تیرے لئے کشادہ ہیں۔ اس سے تجھے کس نے دور کر دیا ہے،

Marfat.com

کس عیار کے دامِ فریب میں پھنس کر تو نے اس کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا ہے؟

اس ربِ کریم نے تو تجھ پر یہ گونا گوں نوازشات فرمائی ہیں۔ اگر وہ تجھے پیدا ہی نہ کرتا یا تیری ساخت کو بگاڑ دیتا یا تیرے عناصر ترکیبی میں اعتدال کو ملحوظ نہ رکھتا تو تو اس کا کیا بگاڑ سکتا تھا' یا اس کی عظمت و کبریائی میں اس سے کیا فتور پیدا ہوتا۔ اس نے تجھے پیدا کیا' تجھے مکمل اعضاء بخشے' ان میں مناسبت کا پورا پورا لحاظ رکھا پھر تیری جسمانی' ذہنی اور نفسیاتی ساخت کو بڑے اعتدال سے پایۂ تکمیل تک پہنچایا اور تو ہے کہ اس کی طرف سے غافل ہے۔ اس کے ذکر اور اس کے شکر کی تجھے فرصت ہی نہیں ملتی اور اس کی فرمانبرداری تیرے لئے بارِ گراں بنی ہوئی ہے۔ (تفسیر ضیاء القرآن جلد پنجم)

برکات اَلْکَرِیْمُ جل جلالہ

(۱) شیخ ابوالعباس احمد بن علی بونی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں جو شخص اس اسم (یـا کـریم) کی مداومت کرے تو زندگی بھر معزز و مکرم رہے اور مستجاب الدعوات ہو جائے' تنگدستی و مفلسی دور ہو' دولت اور وسعت رزق حاصل ہو۔ (تنویر الاسماء)

(۲) اس اسم کی برکت سے علم و دولت' عزت و شہرت جو نعمت بھی حاصل ہو وہ کریم و سخی رب دے کر واپس نہ لے۔ اسی یقین کے ساتھ عمل کرے اگر سوتے وقت بستر پر لیٹنے کے بعد پڑھے اور پڑھتے پڑھتے سو جائے تو شب بھر فرشتے اس کے لئے دعا کریں۔ (الظفر الجلیل)

(۳) پنج گنج قادریہ میں یَا کَرِیْمُ یَا اَللّٰہُ بعد نمازِ ظہر ایک سو بار مرقوم ہے۔

(شمع شبستان رضا بحوالہ الوظیفہ الکریمہ)

(۴) اگر کسی شخص کے ماں باپ بخیل ہوں یا کسی عورت کا خاوند بخیل ہو تو ایک ہزار مرتبہ یا کریم پڑھ کر پانی پر دم کر کے پلائے تین روز کے اندر ان شاء اللہ تعالیٰ کسی قدر سخاوت کی صفت پیدا ہو جائے گی اور بخل' تنگ دلی کم ہو جائے گی۔

(فضائل الاسماء الحسنیٰ)

Marfat.com

(۲۴) اَلرَّقِیْبُ جل جلالہ کی تشریح

رقیب کے معنیٰ ہیں نگہبانی کرنے والا، نگرانی کرنے والا، حفاظت کرنے والا اور بچانے والا۔ چونکہ تمام مخلوقات کی حفاظت و نگہبانی اور نگرانی اللہ تعالیٰ کرتا ہے، وہی تمام موجودات کا محافظ و نگہبان ہے۔ وہی تمام کائنات کو ہلاکت و تباہی اور ہر قسم کی مصیبت و تکلیف سے بچانے والا اور محفوظ رکھنے والا ہے اس لئے دراصل وہی رقیب ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ رَّقِيْبًا — اور اللہ ہر چیز پر نگہبان ہے۔

(الاحزاب:۵۲)

اس آیت کریمہ سے معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا محافظ و نگہبان ہے۔ اسی رقیب نام کی برکت سے بندے کو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ بشرطیکہ بندہ یہ یقین رکھے کہ وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کے سامنے ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے ہر عمل کو جانتا ہے۔ اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں، وہ ہر وقت ہر چیز کا مشاہدہ فرما رہا ہے، اور نفس اور شیطان دونوں انسان کے دشمن ہیں، جو انسان کے فرائضِ خدا سے غافل و کاہل بنانے میں مسلسل کوشش کرتے ہیں۔ اس لئے انسان کو چاہئے کہ وہ ان دونوں سے محتاط و ہوشیار رہے، اپنے نفس کی ہر وقت نگرانی کرے، اور اللہ تعالیٰ کے تمام احکام و اوامر کے بجالانے پر نفس کو پابند کرے۔

برکات اَلرَّقِیْبُ جل جلالہ

(۱) اس اسم کا خاصہ یہ ہے کہ اس کی برکت سے گمشدہ چیزیں واپس مل جاتی ہیں اور اس کے پڑھنے سے مال و دولت اور اہل و عیال پر حفاظت نصیب ہوتی ہے۔

جس کی کوئی چیز گم ہو جائے تو وہ شخص اس اسم (یا رقیب) کو زیادہ سے زیادہ پڑھے ان شاء اللہ تعالیٰ گم شدہ چیز مل جائے گی۔

(۲) جہاں حمل گرنے کا خطرہ ہو وہاں یا رقیب کو سات مرتبہ پڑھ کر دم کیا

Marfat.com

جائے خطرہ ٹل جائے گا۔

(۳) جو شخص سفر پر جانے کا ارادہ کرے یہ اسم مبارک سات بار پڑھ کر سفر کرنے والے کی گردن پر پھونک کر روانہ کرے۔ سفر سے واپسی تک وہ خود اور اس کے اہل و عیال حفاظت میں رہیں گے۔ (ماخوذ تفسیر روح البیان ۲۲)

(۴۵) اَلْمُجِیْبُ جل جلالہ کی تشریح

مجیب اجابۃ سے بنا ہے۔ اجابۃ کا معنیٰ ہے سوال کا جواب دینا، کسی کی حاجت روائی کرنا، کسی کی دعا قبول کرنا۔ اللہ تعالیٰ مجیب ہے کہ ہر سائل کے سوال کا جواب دیتا ہے۔ جو شخص سوال کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا جواب دیتا ہے، جو وہ مانگتا ہے اس میں اس کے لئے علم الٰہی میں جو بہتر ہو وہ عطا کر دیتا ہے اور کسی کے سوال کو رد نہیں کرتا۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ. (البقرۃ:۱۸۶)

دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے تو انہیں چاہئے میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں کہ کہیں راہِ ہدایت پالیں۔

اللہ تعالیٰ مجیب ہے کہ ہر حاجت مند کی حاجت پوری کرتا ہے اور ہر پریشان حال کی پریشانی دور کرتا ہے اور ہر مضطر و مضطرب کی دعا کو شرف قبولیت عطا فرماتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ. (النمل:۶۲)

بھلا کون قبول کرتا ہے ایک بے قرار کی فریاد جب وہ اسے پکارتا ہے۔

مضطر اس مصیبت زدہ کو کہتے ہیں جسے مصائب اور شدائد نے اتنا گھبرا دیا ہو کہ وہ ہر طرف سے منہ موڑ کر صرف اللہ تعالیٰ کی پناہ لینے پر مجبور ہو جائے۔ حضرت سہل بن عبداللہ سے ایک مفہوم یہ بھی مذکور ہے کہ وہ گناہگار جس کی ساری عمر گناہوں میں گزری، اس کا نامۂ

Marfat.com

اعمال نیکیوں اور طاعتوں سے یکسر خالی ہو اور جب وہ دعا کے لئے بارگاہِ الٰہی میں ہاتھ اٹھائے تو اسے کوئی نیکی نظر نہ آئے جس کے وسیلہ سے وہ دعا کر سکے۔ اس کا بھروسہ محض اللہ تعالٰی کی شانِ رحمت پر ہو۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے غلاموں کو حالتِ اضطرار میں درج ذیل دعا تعلیم فرمائی:

اللھم رحمتک ارجو فلا تکلنی الی نفسی طرفة عین واصلح لی شانی کله لا اله الا انت (ماخوذ تفسیر ضیاء القرآن جلد سوم)

اے اللہ! میں صرف تیری رحمت کا امیدوار ہوں۔ مجھے آنکھ جھپکنے کی دیر بھی میرے نفس کے حوالے نہ کر۔ میرے تمام کام درست فرما دے۔ تیرے بغیر کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

برکات اَلْمُجِیْبُ جل جلالہ

(۱) اس اسم "یامجیب" کی برکت سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے گلے پر چھری کند ہو گئی تھی۔ (تنویر الاسماء)

(۲) امام علی رضا رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ارشاد فرمایا کہ: اس اسم کو ایک ہزار مرتبہ پڑھ کر جو جائز دعا مانگی جائے، قبول ہو جاتی ہے اگر کسی دعا یا عمل کے آخر میں چھبیس مرتبہ یاسریع یامجیب پڑھ لے تو فوراً ظہور ہو۔ (تنویر الاسماء)

(۳) شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا ہے کہ: اس اسم کے نقش کو اپنے پاس رکھے تو ہر بلا سے محفوظ رہے۔ اگر کوئی سخت مہم درپیش ہو یا کسی معاملہ میں مضطرب و پریشان ہو تو ایک مجلس میں نوے ہزار مرتبہ پڑھے ان شاء اللہ العزیز ہر حاجت پوری ہو۔ نہایت مجرب ہے۔ (تنویر الاسماء)

(۴) شیخ بونی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ: اگر کسی حاکم یا بادشاہ کو مسخر کرنا ہو تو اس کی تصویر کو خلوت میں اپنے سامنے رکھے اور اس اسم کے نقش کو نئی ٹھیکری پر لکھ کر اپنے پاس رکھے اور خلوت میں اس اسم کو پڑھنا شروع کرے، مقصد میں کامیاب ہو۔ (الظفر الجلیل)

(ماخوذ من شمع شبستانِ رضا)

Marfat.com

(۴۶) اَلْوَاسِعُ جل جلالہ کی تشریح

''واسع'' وسع سے بنا ہے۔ جس کا معنیٰ یہ ہے' کشادگی وفراخی' طاقت و قدرت' احاطہ کرنا' گھیرنا۔ اللہ تعالیٰ جس کے لئے چاہتا ہے مال و دولت اور رزق وسیع و کشادہ اور فراخ کر دیتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے' اس کا رزق کم کر دیتا ہے۔ وہی سب کو رزق عنایت فرمانے والا ہے' وہی قوت وطاقت اور قدرت واختیار میں سب سے بڑھ کر وسعت والا ہے۔ اسی کی حکومت وسلطنت نے تمام آسمانوں اور زمین کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ — اس کی حکومت تمام آسمانوں اور زمین کو محیط ہے۔ (البقرۃ:۲۵۵)

مفسرین کرام نے کرسی سے مراد علم' حکومت وسلطنت' عرش اعظم' قدرت بھی بیان کی ہے۔ (تبیان القرآن جلد اول' نور العرفان)

اللہ تعالیٰ نے اپنے غیر متناہی احسانات وانعامات سے تمام موجودات کو گھیرا ہوا ہے اور کائنات کی ہر ایک چیز اس کی مرہون منت اور ممنون احسان ہے۔ جیسا کہ ارشاد فرمایا:

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا — اور اگر تم اللہ کی نعمتیں گنو تو شمار نہ کر سکو گے۔ (ابراہیم:۳۴)

اللہ تعالیٰ اس معنیٰ میں بھی واسع ہے کہ اس کا علم اور اس کی رحمت عامہ ہر چیز سے وسیع اور بڑھ کر ہے۔ کائنات کی کوئی چیز اس کے علم اور رحمت سے خارج نہیں بلکہ اس کا علم ہر چیز کو محیط ہے۔ اسی طرح اس کی رحمتِ عامہ ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد الٰہی ہے:

وَسِعَ رَبِّيْ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا — میرے رب کا علم ہر چیز کو محیط ہے۔

(الانعام: ۸۱)

Marfat.com

وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ ط اور میری رحمت ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔ (الاعراف:۱۵۶)

رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَیْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا (المؤمن:۷) رب! تیرے رحمت وعلم میں ہر چیز سمائی ہوئی ہے۔

اللہ تعالیٰ اس معنیٰ میں بھی واسع ہے کہ اپنے بندوں پر بھرپور قوتِ نافذہ رکھنے کے باوجود ان کی طاقت سے بڑھ کر ان پر کوئی بوجھ نہیں ڈالتا اور نہ ان پر ان کی ہمت سے بڑھ کر کوئی حکم نافذ کرتا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا. اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر۔ (البقرۃ:۲۸۶)

برکات اَلْوَاسِعُ جل جلالہ

(۱) اہلِ طریقت نے فرمایا ہے کہ جو شخص حریص ہو تو اس کے لئے یہ اسم نافع ہے، اگر ۱۳۷ مرتبہ روزانہ "یـا واسـع" ورد میں رکھے حق تعالیٰ اپنے افضال کی بارش فرمائے گا۔ اگر کوئی شخص ایک ہزار پچیس مرتبہ روزانہ پڑھا کرے تو علو مرتبہ، منزلت عالی، تسخیر قلوبِ سلاطین وامراء، رفعت وعظمت اور جاہ ومنزلت، احوال عجیب اور حالاتِ غریب اور وسعت رزق کے مفاد حاصل ہوں۔ اگر اس کے نقش کو لکھ کر کسی مکان یا دکان یا ذخیرہ تجوری وغیرہ میں رکھیں تو برکت حاصل ہو۔ (تنویر الاسماء)

(۲) تسخیرِ خلق کے لئے ستر روز تک روزانہ یا واسع ستر ہزار مرتبہ پڑھے تو مرتبہ عالی ہو، تمام مخلوق مطیع ومسخر ہو۔ نیز وسعت رزق کے لئے پندرہ مرتبہ ہر نماز کے بعد پڑھا کرے۔ (شمع شبستانِ رضا بحوالہ تنویر الاسماء)

(۳) جو شخص اس اسم (یـا واسع) کو کثرت سے پڑھے گا وہ دین ودنیا کی دولت سے مالا مال ہو جائے گا اور کبھی تنگدست نہ ہوگا۔ نیز جس بچہ کو قرآن شریف یاد نہ ہوتا ہو اسے ہر ہفتہ میں تین روز یا واسع پانی پر ایک سو بار دم کر کے پلانا چاہئے۔

(فضائل الاسماء)

Marfat.com

(۴۷) اَلْحَکِیْمُ جل جلالہ کی تشریح

اگر حکیم حکم مصدر سے لیا جائے (باب نصر ینصر) تو چونکہ حکم کا معنیٰ ہے فیصلہ کرنا، حکومت کرنا، حکم جاری کرنا۔ لہٰذا ''حکیم'' اس وقت حاکم سے مبالغہ کا صیغہ ہوگا اور معنیٰ یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ زبردست حاکم و بادشاہ ہے، اور زبردست حکومت کرنے والا اور زبردست حکم جاری کرنے والا ہے۔

اگر حکمۃ مصدر سے لیا جائے (باب کرم یکرم) تو چونکہ حکمت کا معنیٰ ہے دانائی، علم، بردباری، دوراندیشی، حقائق اشیاء کا جاننا۔ لہٰذا اب حکیم کا معنیٰ ہوگا بڑا دانا۔ سب سے بڑا عالم، سب سے بڑھ کر حلیم و بردبار، زبردست دوراندیش اور سب سے بڑھ کر اشیا کے حقائق و دقائق کو جاننے والا، اور یہ ساری خوبیاں اللہ تعالیٰ میں موجود ہیں۔ اس لئے وہی سب سے بڑا حکیم ہے جسے چاہے حکمت و حکومت عطا فرما دے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:

فَقَدْ اٰتَیْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَ اٰتَیْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِیْمًا (النساء:۵۴)

تو بے شک ہم نے ابراہیم کی اولاد کو کتاب اور حکمت عطا فرمائی اور انہیں بڑا ملک دیا۔

چنانچہ حضرت یوسف، حضرت داؤد، حضرت سلیمان علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے نبوت اور سلطنت دونوں بخشیں۔ بنو اسماعیل علیہ السلام میں ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اللہ تعالیٰ نے نبوت و حکومت دونوں عطا فرمائیں۔ جیسا کہ قرآن شریف میں موجود ہے:

فَلَا وَ رَبِّكَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى یُحَكِّمُوْكَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (النساء:۶۵)

محبوب! تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے، جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں، پھر جو کچھ تم حکم فرماؤ اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور دل و جان سے مان لیں۔

Marfat.com

واضح رہے کہ حضور نبی کریم' رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نائب کی حیثیت سے کائنات کے حاکم ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ اختیارات اس کی مرضی ومنشا اور اس کے اذن کے مطابق استعمال فرماتے ہیں۔ لہٰذا یہ آیت مبارکہ "ان الحکم الا للہ" کے خلاف نہیں کہ اللہ تعالیٰ اصل حاکم ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نائب حاکم ہیں۔ دوسرا یہ کہ جس طرح حضور کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے' اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت وحاکمیت اللہ تعالیٰ کی حکومت وحاکمیت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاکم تسلیم کرنا اللہ تعالیٰ کو حاکم تسلیم کرنا ہے۔

يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا (البقرۃ:۲۶۹)

اللہ حکمت دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور جسے حکمت مل جائے تو یقیناً اسے بہت بڑی بھلائی مل گئی۔

اس آیت کریمہ سے واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ خود حکیم مطلق ہے' اور جسے چاہتا ہے حکمت سے نواز دیتا ہے۔ مفسرین کرام نے بیان کیا ہے یہاں حکمت سے مراد علم دین اور اس کے مطابق عمل کرنا ہے اور یہی بہت بڑی بھلائی ہے۔ اس لئے مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اپنی اولاد کو بالغ ہونے تک اسلامی عقائد اور عبادات ومعاملات کے بنیادی مسائل یاد کرا دیں کیونکہ اسلام کی بنیادی تعلیم تمام مسلمانوں پر فرض ہے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ کا یہ اسم صفاتی قرآن مجید میں متعدد مقامات پر موجود ہے۔ چند مقامات کی درج ذیل آیات ملاحظہ فرمائیں:

وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا (النساء:۱۱۱۔۱۷۰)

اور اللہ علم وحکمت والا ہے۔

اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ (الانعام:۸۳)

بے شک تمہارا رب علم و حکمت والا ہے۔

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (المائدہ:۱۱۸)

اگر تو انہیں عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے تو بے شک تو ہی غالب حکمت والا ہے۔

Marfat.com

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ (آل عمران:۶) اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہی عزت وحکمت والا ہے۔

اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ (البقرۃ:۱۲۹) بے شک تو ہی غالب حکمت والا ہے۔

وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ (البقرۃ:۲۴۰) اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

وَهُوَ الْحَكِیْمُ الْخَبِیْرُ (الانعام:۷۳) اور وہی ہے حکمت والا (اور) خبردار۔

وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ اور وہی اپنے بندوں پر غالب ہے

وَهُوَ الْحَكِیْمُ الْخَبِیْرُ (الانعام:۱۸) اور وہی حکمت والا خبردار ہے۔

واضح ہو کہ زمین وآسمان کی تخلیق پھر زمین پر انسان و جنات' حیوانات ونباتات' جمادات' پہاڑ' دریا' جنگل' درند' پرند' چرند' اسی طرح آسمانوں میں چاند' سورج' ستاروں اور فرشتوں کی تخلیق' بہشتیں اور ان میں حور وغلمان کی تخلیق' ہواؤں کا بنانا' چلانا' دن رات بنانا' گھٹانا' بڑھانا' سردی' گرمی' بہار' خزاں کے موسموں کی تخلیق' بادلوں کی تخلیق اور اس سے بارش برسانا غرضیکہ کائنات کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی قدرت وحکمت کی مظہر ہے۔ ان سب میں غور وفکر کرنے سے عقلِ سلیم کے مالک انسان پر واضح ہو جاتا ہے کہ کائنات کی کوئی چیز حکمت خداوندی سے خالی نہیں۔ ہر چیز صحیح' درست' ٹھیک اور برمحل پیدا کی گئی ہے۔

برکات اَلْحَكِیْمُ جل جلالہ

(۱) اگر کوئی شخص اس اسم کے اعداد کے موافق روزانہ ہر نماز کے بعد تلاوت کرے تو پروردگارِ عالم اسے فہم وفراست اور علم وحکمت عطا فرمائے' اور اس کی ہر مشکل جیسے قید ومجبوری' قرض وغربت اور تنگیٔ معیشت وغیرہ دور فرمائے۔ (تنویر الاسماء)

(۲) اس اسم کا عامل جس مشورے میں شریک ہو بہتر اور مفید رائے دے اور اس کی رائے علم وحکمت وفہم ودانش پر مبنی ہو۔ جس مشکل کا حل بڑے بڑے مفکر اور اہلِ

Marfat.com

دانش نہ نکال سکیں، اس کا حل اس اسم کا عامل تلاش کر لے گا۔ اس لئے حکیم وڈاکٹر اور وکیلوں کے لئے اس اسم اعظم کی تلاوت مفید ہے۔ (شمع شبستانِ رضا)

(۳) اگر کوئی مشکل درپیش ہو تو اس اسم کو سات دن تک تین ہزار مرتبہ پڑھنا چاہیے۔

(۴) اگر میاں بیوی میں ناانصافی ہو تو اس اسم کو ایک ہزار دفعہ پڑھ کر کسی کھانے کی چیز پر دم کر کے زیادتی کرنے والے کو کھلایا جائے۔ (فضائل الاسماء الحسنٰی)

(۴۸) اَلْوَدُوْدُ جل جلالہ کی تشریح

الودود کا معنیٰ ہے۔ محبت کرنے والا، دوستی کرنے والا، جس سے مُحبت کی جائے (محبوب)۔ چونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے محبت کرتا ہے خصوصاً نیک بندوں سے بہت محبت کرتا ہے اس لئے "ودود" ہے بہت مُحبت کرنے والا۔ یہ مبالغے کا صیغہ ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

اِنَّ اللّٰہَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ — بے شک اللہ انسانوں پر بہت مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔ (البقرۃ:۱۴۳)

وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ — اور نیک لوگ اللہ کے محبوب ہیں۔ (آل عمران:۱۳۴)

ودود دراصل وداد (واؤ کی تینوں حرکتوں کے ساتھ) سے بنا ہے۔ اس کے علاوہ بھی ودود کے مصدر آتے ہیں۔ جس کے معنیٰ ہیں ایسی خالص محبت جو اغراضِ دنیوی سے پاک ہو۔ چونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے اغراض ومقاصد سے بالاتر ہو کر صرف اپنے رحم وکرم سے خالص محبت فرماتا ہے اور اسی طرح اس کے مخلص ومقرب بندے انبیائے کرام واولیائے عظام اغراضِ دنیوی واخروی سے بالاتر ہو کر صرف طالبِ رضائے الٰہی بن کر اس سے خالص محبت کرتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ ہی ودود ہے کیونکہ "ودود" دو معانی میں استعمال ہوتا ہے۔

Marfat.com

(۱) واد (اسم فاعل) کے معنیٰ یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے خالص محبت کرنے والا ہے۔

(۲) مودود (اسم مفعول) کے معنیٰ میں۔ وہ ذات جس سے خالص محبت کی جائے' جیسا کہ انبیاء و اولیاء کی اللہ تعالیٰ سے محبت۔ خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ محبّ بھی ہے اور محبوب بھی ہے۔ یہی وجہ ہے امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے صحیح بخاری میں مذکورہ بالا دو معانی کے اعتبار سے ودود کا ترجمہ حبیب کیا ہے' جو محبّ و محبوب دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے:

يُحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗ (المائدہ:۵۴) اللہ مومنوں سے محبت کرتا ہے اور مومن اللہ سے محبت کرتے ہیں۔

اس آیت کریمہ سے واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کا محبّ بھی ہے اور محبوب بھی' یونہی مومن اللہ تعالیٰ کے محبّ بھی ہیں اور محبوب بھی ہیں۔ سورہ ھود میں ہے:

اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ (ھود:۹۰) بے شک میرا رب بہت مہربان (اور) بہت محبت فرمانے والا ہے۔

سورۃ البروج میں ارشادِ خداوندی ہے:

وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ (البروج:۱۴) اور وہی بہت بخشنے والا کمال محبت کرنے والا ہے۔

ان دونوں مذکورہ بالا آیات سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں سے محبت و پیار کرنا محض اس کے رحم و کرم اور مغفرت و بخشش کی وجہ سے ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر نہایت رحیم و کریم ہے کہ ان کے کفر و معصیت کی وجہ سے ان پر فوراً غضب ناک ہو کر اپنی بارگاہِ ربوبیت سے محروم نہیں کرتا بلکہ توبہ کا موقع فراہم کرتا ہے۔ جب وہ کفر و معصیت سے توبہ کر کے نیک بن جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت و بخشش فرما دیتا ہے اور گزشتہ غلطیوں کو معاف کر دیتا ہے پھر ان سے کمال محبت فرماتا ہے۔

Marfat.com

برکات اَلْوَدُوْدُ جل جلالہ

(۱) یہ اسم مبارک حب کے لئے عاملین میں بہت مشہور ہے۔ اہلِ تحقیق فرماتے ہیں اگر اس کا عامل اپنے بیگانے' ہر ملنے والے سے اخلاق و محبت سے پیش آئے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنا محبوب بنالے۔ (تنویر الاسماء)

(۲) اگر کسی کا لڑکا بدچلن اور آوارہ ہو یا میاں بیوی میں موافقت نہ ہو تو ایک ہزار ایک مرتبہ ''یـاودود'' پڑھ کر کسی میٹھی چیز پر دم کیا جائے اور دو رکعت نماز نفل پڑھ کر دعا مانگ کر متعلقہ شخص کو کھلا دیا جائے تو ان شاء اللہ سب کام ٹھیک ہو جائیں گے۔

(۳) اگر کوئی عورت تین ہزار مرتبہ ''یـاودود'' عطر پر دم کرے اور عطر لگا کر خاوند کے سامنے جائے تو شوہر اس کو بہت محبوب رکھے گا۔ (فضائل الاسماء الحسنیٰ)

(۴۹) اَلْمَجِیْدُ جل جلالہ کی تشریح

''مجید'' ماجد کا مبالغہ ہے اور ماجد مجد سے بنا ہے۔ جس کا معنیٰ ہے' اپنے بندوں پر بہت زیادہ خیر و احسان فرمانے والا' خاص کر نبوت کے گھرانے کو اپنی برکات کا مرکز بنانے والا ہے۔

ابن الشیخ نے فرمایا: مجید کا معنیٰ ہے مکرم و معزز اور بزرگ و برتر۔ امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجید وہ ہے جس کی ذات شریف اور افعال جمیل ہوں۔

(روح البیان الجزء الثانی عشر)

علامہ آلوسی لکھتے ہیں: مجید کا معنیٰ ہے کثیر الخیر والاحسان یعنی بہت زیادہ خیر و خوبیوں اور بھلائیوں سے نوازنے والا' اور بہت زیادہ انعام و اکرام اور احسان کرنے والا۔ ابن الاعرابی نے کہا کہ مجید کا معنیٰ ہے الرفیع یعنی عالی شان' بلند پایہ' اونچے مرتبہ والا۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مجید کا معنیٰ ہے کرم و شرف یعنی مکرم و معزز اور

Marfat.com

بزرگ و برتر نیز بہت زیادہ سخاوت کرنے والا‘ حسین و جمیل اوصاف رکھنے والا۔
(روح المعانی الجزء الثانی عشر)

چونکہ اللہ تعالیٰ میں یہ سب خوبیاں شرفِ ذاتی‘ سلامتِ افعال‘ کرامتِ افضال‘ جزالتِ عطا‘ کثرتِ نوال پائی جاتی ہیں اس لئے وہ مجید ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (ھود:۷۳) بے شک وہی سب خوبیوں والا بڑی عزت والا ہے۔

وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ٥ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدِ ٥ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ (البروج:۱۴-۱۶) اور وہی بہت بخشنے والا‘ بہت محبت کرنے والا‘ عرش کا مالک ہے‘ بڑی شان والا ہے کرتا ہے جو کچھ چاہتا ہے۔

واضح رہے کہ اس جگہ آیت مبارکہ میں مجید عرش کی صفت نہیں۔ جیسا کہ قاضی منصور پوری نے کہا ہے‘ کیونکہ مجید کا لفظ یہاں مرفوع ہو کر ذوالعرش مرکب کی صفت ہے۔ صاحبِ عرش‘ عرش والا یا عرش کا مالک بڑی شان والا اور بڑا بزرگ ہے۔ البتہ اس سورت میں قرآن کریم کو مجید کہا گیا ہے:

بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ٥ فِىْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ (البروج:۲۱-۲۲) بلکہ وہ بڑی شان والا قرآن ہے ایسی لوح میں لکھا ہے جو محفوظ ہے۔

برکات اَلْمَجِیْدُ جل جلالہ

(۱) جو شخص صاحبِ عزت اور بزرگ ہونا چاہے تو وہ اس اسم (یا ماجد یا مجید) کو روزانہ بعداز نمازِ فجر ایک سو مرتبہ پڑھا کرے پھر اپنے اوپر دم کر دیا کرے۔

(۲) اگر کوئی شخص ذلیل و رسوا ہو جائے یا کسی وجہ سے یہ گمان ہو کہ ذلیل و رسوا ہو جائے گا۔ مثلاً مالدار تھا اب مفلس ہے‘ اور لڑکی یا لڑکے کی شادی کرنا ہے جس میں پردہ فاش ہو جانے کا اندیشہ ہے یا ملازمت چھوٹ چکی ہے یا معزول کئے جانے کا اندیشہ

Marfat.com

ہے یا کسی کی امانت رکھی تھی، خرچ کر چکا ہے۔ (اگرچہ ایسا کرنا حرام ہے اور توبہ کرنی لازمی ہے) تو وہ اس اسم کا کثرت سے ورد کرے۔ مولیٰ تعالیٰ اس کی برکت سے ایسا ذریعہ عطا فرمادے گا کہ ذلت و رسوائی سے محفوظ رہے گا۔ (شمع شبستانِ رضا، تنویر الاسماء)

(۳) اس اسمِ مبارک میں یہ خاصیت ہے کہ اگر کوئی شخص مرضِ جذام میں مبتلا ہو تو اسے چاہئے کہ ایام بیض (یعنی ۱۳-۱۴-۱۵) کے روزے رکھے اور افطار کرتے وقت اس اسم مبارک "یامجید" کو کثرت سے بہت زیادہ مرتبہ پڑھے۔ ان شاءاللہ تعالیٰ شفا حاصل ہوگی اور ہر ایک مطلب کے واسطے مفید ہے۔ (مجموعہ وظیفہ لاثانی)

(۵۰) اَلْبَاعِثُ جل جلالہ کی تشریح

"باعث" بعث سے بنا ہے اور بعث کا معنیٰ ہے بھیجنا، اٹھانا، زندہ کرنا، کھڑا کرنا، بیدار کرنا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ مخلوق کی ہدایت و رہنمائی کے لئے ان کی طرف انبیاء و مرسلین کو بھیجتا رہا اور یہ سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر ہمارے آقا و مولیٰ خاتم الانبیاء والمرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ختم ہو گیا ہے، اس لئے وہی باعث ہے بھیجنے والا، اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمام مردوں کو زندہ کر کے قبروں سے اٹھائے گا۔ اس لئے وہی باعث (اٹھانے والا) اور زندہ کرنے والا ہے۔ نیز قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اپنے محبوب و مطلوب رسولِ اکرم نبی معظم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقامِ محمود پر کھڑا کرے گا۔ جہاں آپ اپنی گناہگار امت کے حق میں بھی اور دیگر تمام گزشتہ امم کے حق میں بھی شفاعتِ عامہ فرمائیں گے۔ اس لئے وہ باعث ہے، اپنے محبوب کو مقامِ محمود پر فائز کر کے شفاعتِ عامہ کا اذن عطا فرمانے والا۔ علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ ہی تو ہے جو اپنی کتابوں، صحیفوں، نبیوں اور رسولوں کے ذریعے غافل انسانوں کو خوابِ غفلت سے بیدار کرتا رہا ہے۔ بہرحال مذکورہ بالا لغوی معانی کے مطابق آیاتِ قرآنی درج کی جاتی ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام "باعث" کی مزید وضاحت ہو جائے گی:

Marfat.com

فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِى الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِىْ سَوْاَةَ اَخِيْهِ (المائدہ:۳۱)

تو اللہ نے ایک کوا بھیجا جو زمین کریدنے لگا تاکہ اسے دکھائے کہ وہ اپنے بھائی کی لاش کیسے چھپائے۔

چنانچہ جب قابیل اپنے بھائی ہابیل کو قتل کر کے لاش دفن کرنے کے لئے پریشان ہوا تو اللہ تعالیٰ نے قابیل کے سامنے دو کوے بھیجے جو آپس میں لڑے۔ ان میں سے ایک نے دوسرے کو مار ڈالا پھر زندہ کوے نے اپنی چونچ اور پنجوں سے زمین کریدی، گڑھا بنا کر مرے ہوئے کوے کو اس میں رکھا اور اوپر سے مٹی ڈال دی۔ اس طرح قابیل کو مردہ لاش دفن کرنے کا طریقہ معلوم ہو گیا۔

اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا (بقرہ:۲۴۷)

بے شک اللہ نے طالوت کو تمہارا بادشاہ بنا کر بھیجا ہے۔

فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ (البقرۃ:۲۱۳)

پھر اللہ نے انبیاء بھیجے خوشخبری دیتے اور ڈر سناتے اور ان کے ساتھ سچی کتاب اتاری تاکہ وہ لوگوں میں ان کے اختلافوں کا فیصلہ کر دے۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا (آل عمران:۱۶۴)

البتہ تحقیق اللہ نے مؤمنوں پر بڑا احسان فرمایا کہ ان میں ایک بڑی شان والا رسول بھیج دیا۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِىْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ (الحج:۵)

اے لوگو! اگر تمہیں قیامت کے دن جی کر اٹھنے میں کچھ شک ہو۔

اِنَّكُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ مِنْۢ بَعْدِ الْمَوْتِ (ھود:۷)

بے شک تم مرنے کے بعد اٹھائے جاؤ گے۔

وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِى الْقُبُوْرِ (الحج:۷)

اور بے شک اللہ اٹھائے گا انہیں جو قبروں میں ہیں۔

Marfat.com

عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا (بنی اسرائیل:۷۹)

قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔

(۵۱) اَلشَّهِيْدُ جل جلالہ کی تشریح

''شہید'' اگر شہود سے مشتق (بنا) ہو تو معنیٰ ہوگا حاضر، مطلع، خبردار، واقف، عالم۔ اگر شہادت سے بنا ہو تو معنیٰ یہ ہوگا۔ گواہی دینے والا، یقینی خبر رکھنے والا، اللہ کی راہ میں مارا جانے والا، عالم ظاہر (عالم غیب کا مقابل) چونکہ اللہ تعالیٰ مکانی و جسمانی قرب و بعد اور دیگر قیود و حدود سے منزہ ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کے ہر جگہ حاضر و ناظر سمجھنے کا مطلب ہے کہ وہ علم و قدرت کے اعتبار سے حاضر و ناظر ہے۔ کیونکہ کائنات کی کوئی چیز اس کے علم سے خارج نہیں ہے بلکہ وہ کائنات کی ہر چھوٹی بڑی چیز کو جانتا ہے اور اسی طرح کائنات کی کوئی چیز اس کی قدرت سے خارج نہیں ہے بلکہ وہ ہر ہر چیز پر پوری قدرت و اختیار رکھتا ہے۔ جس طرح چاہتا ہے تصرف فرماتا ہے اور وہ ظاہر و باطن اور غیب و شہادت کی تمام باتوں اور تمام حالتوں کو جانتا ہے، سب سے مطلع اور خبردار رہتا ہے۔ نیز قیامت کے دن بندوں کے اعمال و احوال کی گواہی دے گا اس لئے اللہ تعالیٰ شہید ہے۔ علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات اور توحید اور اپنے مستحق عبادت ہونے کی گواہی دی۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًاۢ بِالْقِسْطِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (آل عمران:۱۸)

اللہ نے گواہی دی کہ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور فرشتوں اور علم والوں نے بھی انصاف کے ساتھ (یہی گواہی دی کہ) اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ عزت والا، حکمت والا ہے۔

یاد رہے کہ اس اسم مبارک سے تعلق پیدا کرنے والوں کے لئے لازم و ضروری

Marfat.com

ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر اور تمام حالات سے واقف و عالم سمجھ کر اپنے ظاہر و باطن اور اعمال و احوال کی حفاظت کریں، گناہوں سے بچیں، نیکیوں کو اپنائیں اور اللہ کے ذکر و فکر اور بیانِ توحید نیز عبادت و ریاضت میں ہمیشہ کمر بستہ اور کوشاں رہیں۔ جھوٹی گواہی سے بچیں اور سچی گواہی سے گریز نہ کریں، کسی فریق کی رعایت اور نفرت و عداوت کو آڑ نہ بنائیں اور مال و دولت کے لالچ میں جھوٹی گواہی نہ دیں اور نہ سچی گواہی چھپائیں۔ حضور نبی اکرم رسول معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چار چیزوں کو اکبر الکبائر (کبیرہ گناہوں میں بھی بدتر کبیرہ گناہ) فرمایا ہے۔

(۱) اَلْاِشْرَاکُ بِاللّٰہِ ...... اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک بنانا۔

(۲) عُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ ...... ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔

(۳) شَهَادَةُ الزُّوْرِ ...... جھوٹی گواہی دینا۔

(۴) قَوْلُ الزُّوْرِ ...... جھوٹ بولنا۔

برکات اَلشَّهِیْدُ جل جلالہ

(۱) اہلِ حقیقت نے فرمایا ہے کہ: اس اسم کے ذاکر کو برے خیالات اور دروغ گوئی سے بچنا ضروری ہے، جو شخص اس اسم کو اس کے اعداد کے مطابق ورد میں رکھے گا تو اس کے اہلِ وعیال ہر بلا اور برائی سے محفوظ رہیں گے۔

(۲) اگر کسی کی بیوی یا بچہ نافرمان اور شریر ہو تو روزانہ صبح کو اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر ۲۱ مرتبہ یہ اسم پڑھ کر دم کرے، مطیع و فرمانبردار ہوگا۔ (الظفر الجلیل)

(۳) اگر کوئی شخص ہر نماز کے بعد اعدادِ اسم کے مطابق پڑھا کرے تو اس کے قلب سے تمام حجابات اٹھ جائیں اور آئینۂ قلب شفاف ہو جائے۔ (تنویر الاسماء)

Marfat.com

(۵۲) اَلْحَقُّ جل جلالہ کی تشریح

خیال میں رہے کہ یہ لفظ حق قرآن مجید میں ۲۳۷ بار استعمال ہوا ہے۔ اس لفظ کا اتنی کثرت سے استعمال ہونا بتلاتا ہے کہ قرآن مجید کا مقصودِ اعظم حق ہی کی معرفت کرانا ہے' دنیا میں حق پھیلانا' حق بولنا' حق سکھلانا ہے۔ کلام اللہ سراسر حق ہے اور منجانب حق ہے' حق کو لے کر آیا ہے' حق اس کے ساتھ ساتھ ہے۔ لغت میں حق کے متعدد معانی ہیں۔

(۱) راست بازی اور سچ بولنے کے معنی میں:

اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ (الکہف:۲۱) بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے۔

(۲) کسی کام کا ضرور اور لازمی طور واقع ہونا:

وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِنِ الْحَقُّ (الاعراف:۸) اس روز اعمال کا وزن ضرور ہوگا۔

(۳) کسی شخص کا معین حصہ:

وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ (الذاریات:۱۹) ان (دولتمندوں) کے مال وزر میں مانگنے والوں اور ناداروں کا حصہ ہے۔

(۴) ثابت و لازم کے معنی میں:

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ (الاحقاف:۱۸) یہ وہ ہیں جن پر خدا کا فرمان ثابت و لازم ہو چکا۔

(۵) عدل وانصاف کے معنی میں:

فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَآ اِلٰى سَوَآءِ الصِّرَاطِ (ص:۲۲) تو آپ ہمارے درمیان انصاف سے فیصلہ فرمایئے اور ناانصافی نہ کیجئے اور ہمیں سیدھی راہ بتایئے۔

(۶) اکمال' اتمام:

اَلْٰئنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ (البقرۃ:۷۱) اب آپ نے پوری اور کامل بات بتلادی۔

Marfat.com

يَاأَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمُ الرَّسُولُ بِالْحَقِّ مِنْ رَبِّكُمْ (النساء:۱۷۰)

اے لوگو! تمہارے پاس یہ رسول حق (مکمل دین) کے ساتھ تمہارے رب کی طرف سے تشریف لائے ہیں۔

(۷) اصلیت:

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ. (الزمر:)

آسمانوں اور زمین کو سچ مچ اسی نے پیدا کیا۔

(۸) صداقت:

نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ. (آل عمران:۳)

اس نے یہ کتاب تجھ پر صداقت کے ساتھ نازل کی ہے۔

(۹) رشد و ہدایت:

يَهْدِيْ إِلَى الْحَقِّ وَإِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ. (الاحقاف:۳۰)

وہ (قرآن) راہِ ہدایت اور راہِ راست کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

جب لفظ حق کے اتنے معنیٰ ہوئے تو یقین کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کا اسم پاک الحق ان جملہ معانی کے لحاظ سے انفرادی اور اجتماعی دونوں حیثیتوں سے بالکل درست ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو دینِ حق کا مالک ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی ہے...... جس کے واسطے حق کی دعوت دی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی ہے...... جس کی جانب سے بشارتِ حقہ ملتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی ہے...... جو حق کے ساتھ فیصلہ فرماتا ہے اور فرمائے گا۔

اللہ تعالیٰ ہی ہے...... جس کی کتاب سراپا حق ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی ہے...... جس کے رسول حق پہنچایا کرتے، حق بتایا کرتے، حق دکھلایا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ ہی ہے...... جو حق کو نازل کرتا ہے اور باطل کو مٹاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی ہے...... جس کی خلقت و صنعت میں بطلان نہیں۔

اللہ تعالیٰ ہی ہے...... جس نے حقوق کو قائم کیا، جس نے اہلِ حق کا حق ادا کرنا فرض ٹھہرایا ہے۔ (معارف الاسماء)

Marfat.com

برکات اَلْحَقُّ جل جلالہ

(۱) اگر قیدی آدھی رات کو سر ننگا کر کے ایک سو ساٹھ مرتبہ اس اسم پاک (یا حق) کو پڑھے ان شاء اللہ قید سے رہائی حاصل ہو۔

(۲) اگر کوئی شخص اپنے مقدمہ میں حق فیصلہ چاہتا ہو تو ایک سو دفعہ سبحان الملک الحق المبین پڑھ کر سات ہزار مرتبہ یا حق پڑھے ان شاء اللہ تین روز کے عمل میں حق ظاہر ہوگا اور مقدمہ میں ٹھیک اور حق کے مطابق فیصلہ ہوگا۔

(فضائل الاسماء الحسنٰی، تنویر الاسماء)

(۵۳) اَلْوَکِیْلُ جل جلالہ کی تشریح

''وکیل'' وکل سے بنا ہے۔ جس کا معنیٰ ہیں کہ کوئی کام کسی کے سپرد کرنا، کسی پر اعتماد اور بھروسہ کرنا، کسی کو کارساز بنانا۔ لہٰذا وکیل وہ ہوتا ہے، جس کو اپنا کام سپرد کر دیں اور اس کام کی باگ دوڑ اس کے ہاتھ میں دے دیں۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے تمام امور و معاملات اور ان کے تمام کام اپنے فضل و کرم سے اپنے ذمہ لے لئے ہیں اس لئے اس کو وکیل (کارساز) کہتے ہیں۔ نیز تمام مسلمان ہر حال میں اپنے تمام معاملات و امور میں اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس پر اعتماد اور بھروسہ کرتے ہیں، اور غیر مسلم بھی حالتِ اضطرار میں جب ہر طرف سے مایوس ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کو پکارتے ہیں اور اپنی مشکلات و تکالیف کے حل کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں اور اسی کو کارساز سمجھنے لگتے ہیں۔ لیکن جونہی ان کے مقاصد پورے ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ سے منہ موڑ لیتے ہیں اور خود ساختہ خداؤں اور باطل خواہشات کی پوجا شروع کر دیتے ہیں۔ بہر حال اللہ تعالیٰ تو تمام مخلوق کا وکیل (کارساز) ہے کوئی تسلیم کرے یا نہ کرے۔ لیکن مسلمانوں کا ہمیشہ یہی شیوہ رہا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کرتے ہیں۔ چنانچہ جب صحابہ کرام سے کہا گیا کہ کفارِ مکہ بہت بڑا

Marfat.com

لشکر لے کر تمہیں ہمیشہ کے لئے صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لئے میدانِ جنگ میں آ رہے ہیں' تم مقابلہ میں نہ جانا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا:

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ (آل عمران:۱۷۳)

ہمیں اللہ ہی کافی ہے اور وہ سب سے اچھا کارساز ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمایا ہے کہ:

فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِيْنِ (النمل:۷۹)

پس تم اللہ پر بھروسہ کرو۔ بے شک تم روشن حق پر ہو۔

وَكَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيْلًا (بنی اسرائیل:۶۵)

اور تیرا رب (تیرے تمام کاموں کی) کارسازی کے لئے کافی ہے۔

قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا (الملک:۲۹)

تم فرماؤ وہی رحمٰن ہے ہم اس پر ایمان لائے اور اسی پر بھروسہ کیا۔

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ (الشعراء:۲۱۷)

اور اس پر بھروسہ کرو جو عزت والا مہربان ہے۔

برکات اَلْوَكِيْلُ جل جلالہ

(۱) اس اسم (یا وکیل) کے ذاکر کو یہ یقین کرنا چاہئے کہ حق تعالیٰ تمام مخلوق کی کفایت کرنے والا ہے' اس اسم کا ذاکر تمام قسم کے خوف سے محفوظ و مامون رہے گا۔ اگر وقتِ خوف کثرت سے اس کی تلاوت کرے۔ (تنویر الاسماء)

(۲) شیخ بونی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس اسم میں حصولِ مراد کی مکمل تاثیر موجود ہے۔ چنانچہ جو شخص اس اسم مبارک کو کثرت سے پڑھے گا اگر مسافر ہے تو بخیریت وطن واپس لوٹ آئے گا' قید میں ہے تو جلد نجات پالے گا' اگر مقروض ہے تو قرض ادا ہو جائے گا اگر دشمن کے شر سے بچنے کے لئے پڑھے تو دشمن مقہور و ذلیل ہو۔

(تنویر الاسماء)

Marfat.com

(۳) تمام آفات سے بچنے کے لئے ایک لاکھ پچیس ہزار مرتبہ اس مقدس نام (یـــا وکیـــل) کو وظیفہ کے طور پر چالیس دن میں پورا کر لے تو اس کے تمام کام آسان ہوں اور تمام مشکلات دور ہوں۔ (اسمائے حسنیٰ کی برکات)

(۵۴) اَلْقَوِیُّ جل جلالہ کی تشریح

"قوی" قوۃ سے بنا ہے۔ جس کا معنیٰ ہے، بڑا زور والا، بڑا طاقتور، بڑا توانا اور مکمل قدرت والا ہونا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ اور سب سے بڑھ کر طاقتور ہے، تمام قوتیں اور توانائیاں اسی سے حاصل ہوتی ہیں۔ وہی تمام طاقتور اور قوتوں کا مالک ہے اور وہی صاحبِ قدرت و اختیار ہے اس لئے اسے "القوی" کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

اِنَّ اللّٰهَ قَوِیٌّ شَدِیْدُ الْعِقَابِ — بے شک اللہ بڑی قوت والا سخت عذاب والا ہے۔ (الانفال: ۵۲)

اِنَّهٗ قَوِیٌّ شَدِیْدُ الْعِقَابِ — بے شک وہ (اللہ) زبردست قوت والا سخت عذاب والا ہے۔ (المؤمن: ۲۲)

ان دونوں آیات میں واضح کر دیا گیا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ معاصی و جرائم پر فوراً گرفت نہیں کرتا اور مجرموں، گناہگاروں اور کافروں، مشرکوں کو ڈھیل دیتا ہے تو یہ کسی کمزوری یا کسی مجبوری کی وجہ سے نہیں، بلکہ اس کی مہربانی کی وجہ سے ہوتا ہے تاکہ اس کے نافرمان بندے کفر و شرک اور معصیت و نافرمانی سے توبہ کر کے عذابِ خدا سے بچ جائیں، ورنہ وہ بڑا طاقتور سخت عذاب دینے والا ہے۔

اِنَّ رَبَّکَ هُوَالْقَوِیُّ الْعَزِیْزُ — (اے محبوب) بے شک تمہارا رب بہت قوت والا بہت عزت والا ہے۔ (ھود: ٦٦)

اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ (الحج: ۴۰) — بے شک اللہ ضرور بڑی قوت والا سب پر غالب ہے۔

Marfat.com

وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ (الشوریٰ:۱۹) اور وہی بڑی قوت والا بہت عزت والا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ (الحدید:۲۵) بے شک اللہ بہت قوت والا سب پر غالب ہے۔

ان آیات میں اسم قوی کو اسم عزیز کے ساتھ بیان کر کے ثابت کر دیا گیا ہے کہ جس طرح جملہ قوتوں اور قدرتوں والا صرف اللہ تعالیٰ ہے اسی طرح تمام کائنات پر غالب بھی صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ کیونکہ تمام کائنات میں اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر نہ کوئی قوت والا ہے اور نہ کوئی غلبہ والا ہے۔ سب سے زیادہ قوی بھی اللہ تعالیٰ ہے اور سب پر غالب بھی صرف اللہ تعالیٰ ہے اس لئے وہی "قوی عزیز" ہے۔ حضرت ابوالعباس زورقی قدس سرہ نے فرمایا: قوی وہ ہے جس کی ذات وصفات اور افعال میں کسی قسم کا ضعف نہ پہنچے اور نہ ہی اسے کوئی تھکان اور سستی پہنچے اور نہ ہی اسے عجز لاحق ہو۔ (تفسیر روح البیان:۲۷)

برکات اَلْقَوِيُّ جل جلالہ

(۱) اس اسم مبارک کی خاصیت یہ ہے کہ اس کے ذاکر کے وجود میں قوت وطاقت کا ظہور ہوتا ہے جو بھی ضعیف ہمت والا اسے پڑھتا ہے تو وہ قوت وطاقت والا ہو جاتا ہے اور اگر کمزور جسم اسے پڑھے تو وہ بھی طاقتور ہو جائے گا اگر کوئی مظلوم شخص کسی ظالم کے ہلاک کرنے کے ارادے سے ایک ہزار مرتبہ یاقوی پڑھتا رہے تو ظالم ہلاک ہو جائے گا اور وہ مظلوم کا کچھ نہ بگاڑ سکے گا۔ (تفسیر روح البیان:۲۷)

(۲) اگر کوئی حاملہ عورت حمل کے صدمات سے کمزور ہوگئی ہو اور حمل کی برداشت نہ رہے تو ایک سو اکیس مرتبہ وہ حاملہ عورت یاقوی یاقادر یا قائم یا دائم روزانہ پڑھ لیا کرے۔ ان شاء اللہ العزیز ایامِ حمل نہایت آسانی سے گزریں گے اور طاقت وصحت قائم رہے گی۔ (فضائل الاسماء)

(۳) اگر کوئی شخص نماز فجر کے بعد روزانہ یاقوی ایک سو چالیس مرتبہ پڑھ

Marfat.com

لیا کرے تو اس کے تمام دینی دنیوی مقاصد پورے ہوں اور دشمن پر غلبہ حاصل ہو۔

(۵۵) اَلْمَتِیْنُ جل جلالہ کی تشریح

''متین'' متن سے بنا ہے جس کا معنیٰ ہے مضبوط ہونا' مستحکم ہونا' قوی ہونا۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: القوی قوت تامہ اور قدرت کاملہ پر دلالت کرتا ہے جبکہ متین شدت قوت اور استحکام قدرت پر دلالت کرتا ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ بڑی قدرت والا ہے اس لیے قوی ہے اور وہ شدید القوۃ یعنی زبردست قوت و بازو والا ہے' اس لیے وہ متین ہے۔ بہرحال ہر دو اسموں میں قدرت کاملہ اور قوت تامہ ہی مطلوب ہے۔

(تفسیر روح البیان: ۲۷)

نیز المتین وہ ذات اقدس ہے' جسے قوتِ کمال حاصل ہے۔ اس حیثیت سے کہ نہ اس کا کوئی معارض ہے اور نہ کوئی شریک اور نہ کوئی اس کا مقابل ہے۔ وہ اپنی قوت و طاقت میں کسی قسم کا ضعف قبول نہیں کرتا اور نہ اس کے امر کو کوئی شے مانع ہے۔ بلکہ وہ سب پر غالب ہے کسی سے مغلوب نہیں ہوتا' وہ اپنی قوت میں کسی مادہ کا محتاج ہے نہ کسی سبب کا محتاج ہے۔ جو اس کی قوت کی عظمت اور اس کی متانت کی شدت کو جان لیتا ہے' وہ کسی سے خوفزدہ نہیں ہوتا اور نہ ہی کسی سے ہمت ہارتا ہے کیونکہ اسے اللہ قوی و متین پر پورا اعتماد اور بھروسہ حاصل ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل یقین ہوتا ہے۔ (تفسیر روح البیان: ۲۷)

قرآن مجید میں یہ اسم مبارک صرف ایک جگہ سورہ ذاریات میں آیا ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّۃِ الْمَتِیْنُ (الذاریات: ۵۸)

بے شک اللہ ہی بڑا رزق دینے والا قوت والا قدرت والا ہے۔

Marfat.com

برکات اَلْمَتِیْنُ جل جلالہ

(۱) اس اسم کا عامل اگر اپنی آنکھ کو نامحرم سے محفوظ رکھے تو اس کی محبت و ہیبت دوست و دشمن ہر ایک کے قلب میں خون کی گردش کے ساتھ دوڑنے لگے۔ اگر کسی خاص ذات کو مسخر کرنا ہو تو خوشبودار پھول یا میوہ پر تین سو ساٹھ مرتبہ یـا متین پڑھ کر دم کر کے دے وہ خوشبودار پھول سونگھے یا وہ میوہ کھائے تو مہربان ہو کر ہر وقت چاہنے لگے۔

(تنویر الاسماء)

(۲) جو بچہ چلنے سے معذور ہو اس اسم کا نقش باندھے' چلنے لگے۔ بچے کی ماں کے دودھ نہ ہو تو اس اسم کو لکھ کر ماں کو پلایا جائے' دودھ بہت ہو۔ (شمع شبستانِ رضا)

(۳) اگر کوئی بچہ دودھ چھوڑنے کے صدمہ سے روتا ہو اور صبر نہ کرتا ہو تو سات مرتبہ اس نام کو لکھ کر پانی میں گھول کر بچے کو پلادیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ بچہ کو صبر آجائے گا۔

(۴) اتوار کے دن فجر کی نماز کے بعد تین سو ساٹھ مرتبہ اس نام کا پڑھنا ہر ایک مہم کے لئے نہایت مفید ہے۔ (فضائل الاسماء)

(۵۶) اَلْوَلِیُّ جل جلالہ کی تشریح

ولی ولایۃ (واؤ کے نیچے زیر) یا ولایۃ (واؤ پر زبر کے ساتھ) سے بنا ہے۔ ہر دو صورتوں میں ولی کے معانی جو یہاں مراد لئے جا سکتے ہیں' یہ ہیں محبّ' دوست' مددگار' محافظ' کارساز' حاکم' سلطان' قریب' مقرب' مختار' محبوب' حامی' متولی۔ چونکہ اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں ایمانداروں سے محبت کرتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں اس طرح اللہ تعالیٰ محبّ بھی ہے اور محبوب بھی۔ نیز اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی مدد و نصرت کرتا ہے' ان کی مشکلیں حل کرتا ہے' ان کی تمام حاجات پوری فرماتا ہے' وہی سب کا محافظ و نگہبان ہے' وہی ساری کائنات کا حاکم و سلطان ہے' وہی سب کا کارساز و متولی ہے' وہی ہر انسان کی شہ رگ سے زیادہ اس کے قریب ہے' وہی اپنے ایماندار' نیک بندوں کو اپنا قرب عطا فرما کر مقربِ

Marfat.com

بارگاہ بنالیتا ہے اور انہیں اولیاء اللہ کے خطاب سے نوازتا ہے۔ یہ وہ برگزیدہ بندے ہوتے ہیں جو ایمان اور تقویٰ میں بلند درجہ رکھتے ہیں اور اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کی عنایت و عطا سے ولی کے مذکورہ بالا معانی کے مظہرِ اتم ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے خلیفہ و نائب کی حیثیت سے باذن اللہ بعض خدائی امور بجالاتے ہیں۔ بہر حال اللہ تعالیٰ کے دیگر ناموں کی طرح یہ نام بھی قرآن مجید میں متعدد بار آیا ہے:

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔ — اللہ ایمان والوں کا مددگار ہے۔

(البقرۃ:۲۵۷)

وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ — اللہ مددگار ہے مومنوں کا۔

(آل عمران:۶۸)

اِنَّ وَلِـيِّ ىَ اللّٰـهُ الَّذِىْ نَزَّلَ الْكِتَابَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِيْنَ — بے شک میرا حامی و ناصر اللہ ہے جس نے یہ کتاب اتاری اور وہ نیکوں کو دوست رکھتا ہے۔

(الاعراف:۱۹۶)

اَنْتَ وَلِيِّ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ — تو میرا کارساز ہے' دنیا اور آخرت میں۔

(یوسف:۱۰۱)

وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ (الجاثیہ:۱۹) — اور ڈرنے والوں کا اللہ دوست ہے۔

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِيُّ (الشوریٰ:۹) — کیا انہوں نے اسے چھوڑ کر دوسرے کارساز بنالئے ہیں پس اللہ ہی حقیقی کارساز ہے۔

مشرکین کتنے احمق ہیں کہ قادر و توانا پروردگار کو چھوڑ کر بتوں کو انہوں نے اپنا کارساز بنالیا ہے۔ بھلا بے بس اور ناتواں بتوں کو اپنا کارساز بنا کر انہیں کیا فائدہ ہوگا' جو اپنی بگڑی نہیں بنا سکتے وہ ان کا کیا بھلا کریں گے۔ انسان کو چاہئے کہ وہ ایسی ہستی کو اپنا کارساز اور حامی بنائے جو ہر قسم کی قدرت کا مالک ہو اور وہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ جس کی قدرت اور طاقت کا یہ عالم ہے کہ چاہے تو مردہ کو چشم زدن میں زندہ کر دے' مشکل سے مشکل کام آسان کر دے اور وہ پیچیدہ سے پیچیدہ گرہ کھولنے کی طاقت رکھتا ہے۔

(ماخوذ تفسیر ضیاء القرآن جلد چہارم)

Marfat.com

برکات اَلْوَلِیُّ جل جلالہ

(۱) اگر کوئی شخص یہ اسم مبارک "یــاولــی" ایک سو چالیس مرتبہ کم از کم روزانہ پڑھ لیا کرے تو لوگوں کے دلوں کے بھیدوں سے آگاہی حاصل کرلے۔

(۲) اگر کوئی شخص اپنے نفس کی اصلاح کے لئے اس کا وظیفہ پڑھا کرے تو اس کا نفس اس کا مطیع و تابع اور فرمانبردار ہو جائے گا۔ روزانہ ایک سو چالیس مرتبہ پڑھ لیا کرے مجرب ہے۔ (اسمائے حسنیٰ کی برکات)

(۵۷) اَلْحَمِیْدُ جل جلالہ کی تشریح

"حــمــیــد" حمد سے بنا ہے اور حمد کا لغوی معنیٰ ہے کہ کسی کی ثناء بیان کرنا، کسی کی تعریف کرنا، کسی کی خوبیاں بیان کرنا۔ اب حمید اگر اسم فاعل (یعنی حامد) کے معنیٰ میں ہو تو مطلب ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء و رسل، اولیاء و صلحا اور نیک بندوں کی تعریف کرنے والا ہے اور اگر حمید اسم مفعول (محمود) کے معنیٰ میں ہو تو مطلب ہوگا کہ اللہ تعالیٰ حمد و ثنا کا مستحق ہے۔ وہی حمد کے لائق ہے، اسی کی تعریف کی جاتی ہے اور اس نے خود بھی اپنی حمد و ثنا بیان کی ہے اور اس کے انبیاء و رسل اور اولیاء صلحا اور تمام مسلمانوں بلکہ تمام مخلوق نے زبانِ قال اور زبانِ حال سے اس کی تعریف بیان کی ہے اور کر رہی ہے اور قیامت تک حمد خدا ہوتی رہے گی۔

معارف الاسماء میں لکھا ہے کہ دین اسلام کے ساتھ حمد کی ایک عجیب خصوصیت ہے وہ یہ ہے کہ:

(الف) قرآن مجید کا آغاز حمد سے ہوا ہے۔ (الحمد الله رب العلمین) نبی کریم رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے ذاتی نام مبارک محمد اور احمد ہیں اور یہ دونوں اسمائے مبارک حمد سے مشتق (بنے) ہیں۔ محمد وہ ہے جس کی حمد و ثنا خالق نے تمام مخلوق سے

Marfat.com

بڑھ کر کی ہو اور احمد وہ ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا تمام مخلوق سے بڑھ کر کی ہو۔ حضور نبی اکرم رسولِ معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقامِ شفاعت کا نام ''مقامِ محمود'' ہے۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے اس نشانِ محمدی کا نام جس کے نیچے سیدنا آدم علیہ السلام اور ان کے جملہ فرزندانِ مکرم یعنی انبیاء و رسل علیہم الصلوۃ والسلام ہوں گے لوآء الحمد ہے۔

حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو میدان حشر میں حمادون کہہ کر پکارا جائے گا۔ حضور کی خواتین امت کو 'حمادیات کا لقب دیا گیا' جو شرم وحیا سے نگاہیں نیچی رکھتی ہیں، جن کی آنکھیں غیر محرم کو دیکھنا پسند نہیں کرتیں۔ اب اسم حمید کے استعمال کی حالت کو دیکھو کہ قرآن مجید میں کن کن اسمائے حسنٰی کے ساتھ استعمال ہوا ہے:

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ (البقرۃ:٢٦٧) — اور جان رکھو کہ اللہ بے پروا سراہا گیا ہے۔

اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (ھود:٧٣) — بے شک وہی سب خوبیوں والا عزت والا ہے۔

تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ (حم السجدہ:٤٢) — اتارا ہوا ہے حکمت والے سب خوبیوں سراہے کا۔

وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيْدُ (الشوریٰ:٢٨) — اور وہی کام بنانے والا سب خوبیاں سراہا ہوا۔ (ماخوذ معاوف الاسماء)

برکات اَلْحَمِيْدُ جل جلالہ

(۱) اس اسم پاک کی جتنی بھی تعریف کی جائے، کم ہے۔ اس اسم کا عامل عالم محویت میں گم ہو کر پڑھے اور خالص حمد وثنا ہی کی نیت رکھے تو صفات محمودہ سے متصف ہو جاتا ہے۔ اس اسم کے قاری کی حاضر و غائب میں تعریف ہوگی۔ یہ اسم تسخیر و محبت اور افعالِ بد سے بچانے میں بہت زود اثر ہے۔ ان (یاحامد' یامحمود' یاحمید) میں سے کوئی ایک یا تینوں اسماء اگر لکھ کر پلائے جائیں تو تمام بری عادات چھوٹ جائیں۔

(شمع شبستانِ رضا' تنویر الاسماء)

Marfat.com

(۲) جو شخص صبح نماز کے بعد روزانہ ایک سو مرتبہ اس نام کو پڑھے گا تو دشمن بھی اگر سامنے آئے گا' نگاہیں نیچی کر کے چلا جائے گا اور کبھی برائی سے پیش نہ آئے گا۔

(فضائل الاسماء)

(۳) اگر کوئی شخص اپنے اخلاق و عادات درست کرنا چاہے تو روزانہ ایک سو مرتبہ یاحمید پڑھا کرے' مجرب ہے۔ (اسمائے حسنیٰ کی برکات)

(۵۸) اَلْمُحْصِیُ جل جلالہ کی تشریح

''محصی'' احصاء سے بنا ہے۔ جس کا معنیٰ ہے کہ کسی چیز کی گنتی کرنا' شمار کرنا' احاطۂ علم میں لانا' جاننا' حفظ کرنا' پڑھنا' حفاظت کرنا۔ اللہ تعالیٰ چونکہ محصی مطلق ہے کہ وہ تمام اشیاء کے حقائق کو بخوبی جانتا ہے' اسے کائنات کے تمام ذرات کا علم ہے' آسمان کے تارے' زمین کے ذرے' سمندر کے قطرے' درختوں کے پتے' نفوس اور ان کے انفاس' اشخاص کے افعال و حرکات و سکنات' چرند' پرند' درند' حشرات الارض' جمادات و نباتات اور حیوانات و جنات اور انسان وغیرہ۔ ہر ایک کی کیفیات و حالات سے وہ باخبر ہے۔ ہر وہ چیز جو شمار میں آسکتی ہے' اللہ تعالیٰ ان سب کو شمار کرنے والا اور اپنے علمِ محیط میں رکھنے والا ہے۔ یہ اسم مبارک قرآن مجید میں بطورِ اسم استعمال نہیں ہوا۔ البتہ قرآنی افعالِ احصاء سے مشتق ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰهَا (الکہف:۴۹)

اس نوشتہ (اعمال نامہ) کو کیا ہوا نہ اس نے کوئی چھوٹا گناہ چھوڑا نہ بڑا جسے گھیر نہ لیا ہو۔

اس آیت کریمہ میں فعل ماضی احصا استعمال ہوا ہے۔ اسی سے اسمِ فاعل ''محصی'' بنتا ہے جو اللہ تعالیٰ کا اسمِ صفاتی ہے۔

اَحْصٰهُ اللّٰهُ وَنَسُوْهُ (المجادلہ:۶)

اللہ نے انہیں گن رکھا ہے اور وہ بھول گئے۔

Marfat.com

اس آیت مبارکہ میں بھی فعل ماضی ''احصا'' استعمال ہوا ہے۔ جس سے اسمِ فاعل محصی بنتا ہے اور یہی محصی اللہ تعالیٰ کا وصفی نام ہے۔

وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ (الطلاق:۱) اور عدت کا شمار رکھو اور اپنے رب اللہ سے ڈرو۔

اس آیت کریمہ میں ''احصوا'' فعل امر حاضر جمع مذکر کا صیغہ ہے۔ جس کا اسم فاعل محصی ہے جو اللہ تعالیٰ کا وصفی نام ہے۔

وَاَحْصٰی كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا۔ (الجن:۲۸) اور اس (اللہ) نے ہر چیز کی گنتی شمار کر رکھی ہے۔

اس آیت شریفہ میں بھی پہلی اور دوسری آیات کی طرح فعل ماضی احصی بیان ہوا ہے جس کا اسمِ فاعل ''محصی'' آتا ہے اور یہی ''محصی'' اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنٰی میں سے ایک وصفی نام ہے۔

برکات اَلْمُحْصِیُ جل جلالہ

(۱) جو شخص ہر جمعۃ المبارک کے دن یا جمعۃ المبارک کی رات کو ایک ہزار مرتبہ یہ اسم مبارک (یا محصی) پڑھا کرے تو قبر کے عذاب اور آخرت کے حساب میں آسانی ہو۔ (تنویر الاسماء، فضائل الاسماء، شمع شبستانِ رضا، اسمائے حسنٰی کی برکات)

(۲) یہ اسم مبارک اکاؤنٹنٹ اور کلرکوں کے لئے آبِ حیات کا حکم رکھتا ہے۔ کتنا ہی کام کرنا ہو، آسان ہو جائے اور حساب کتاب میں اگر غلطی ہو تو فوراً محسوس ہو جائے جو علم حساب پڑھتا ہو یا امتحان دیتا ہو یا جس کے حساب میں غلطیاں زیادہ ہو جاتی ہوں تو اس اسمِ مقدس کا کثرت سے ورد کرے سب کام آسان ہوں۔
(شمع شبستانِ رضا، تنویر الاسماء)

(۳) جو شخص صبح کی نماز کے بعد دس مرتبہ اس نام کو پڑھے گا، سارا دن خدا کی حفاظت میں رہے گا۔ (فضائل الاسماء)

Marfat.com

(۵۹) اَلْمُبْدِیُٔ جل جلالہ کی تشریح

(۶۰) اَلْمُعِیْدُ جل جلالہ کی تشریح

''مبدی'' بدء سے بنا ہے جس کا معنیٰ ہے پہل کرنا' شروع کرنا' آغاز کرنا' ابتدا کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے تمام کائنات کی پیدائش کی ابتدا بغیر کسی مادہ اور نمونہ کے فرمائی ہے اس لئے وہ ''مبدی'' ہے۔ تخلیقِ کائنات میں ابتدا کرنے والا ہے کیونکہ وہی تمام مخلوقات کا آغاز کرنے والا ہے اور وہی تمام کائنات کی تخلیق میں پہل کرنے والا ہے۔ بہرحال جس طرح مبدی' کا مجرد مصدر بدء ہے اسی طرح معید کا مجرد مادہ عود ہے جس کا معنیٰ ہے کہ کسی چیز کو دوبارہ پیدا کرنا' پہلی حالت پر واپس کرنا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے جس طرح پہلی بار دنیا کو پیدا کیا اسی طرح قیامت کے دن دوبارہ پیدا کرے گا اور مرنے کے بعد دوبارہ حشرِ اجساد فرمائے گا۔ اس لئے وہ معید بھی ہے۔ یہ دونوں صفاتی نام بھی قرآن مجید میں بطورِ اسم موجود نہیں بلکہ ان دونوں اسمائے مبارکہ کو افعال سے مشتق کیا گیا (نکالا اور بنایا گیا) ہے اور ان میں سے چند افعال درج ذیل ہیں۔

اِنَّهٗ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ (یونس:۴)
بے شک وہ پہلی بار بناتا ہے' پھر فنا کے بعد دوبارہ بنائے گا۔

قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ قُلِ اللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ (یونس:۳۴)
تم فرماؤ کہ تمہارے شریکوں میں کوئی ایسا ہے جو پہلی بار بنائے پھر فنا کے بعد دوبارہ بنائے۔ تم فرماؤ اللہ اول بناتا ہے پھر فنا کے بعد دوبارہ بنائے گا تو تم کہاں اوندھے جاتے ہو۔

كَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ وَعْدًا عَلَيْنَا اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ (الانبیاء:۱۰۴)
ہم نے جیسے پہلے اسے بنایا تھا ویسے ہی پھر کر دیں گے۔ یہ وعدہ ہمارے ذمہ ہے۔ بے شک ہم ضرور کریں گے۔

Marfat.com

اَوَلَمْ یَرَوْا کَیْفَ یُبْدِئُ اللّٰہُ الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُہٗ اِنَّ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیْرٌ (العنکبوت:۱۹)	کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ کیسے خلق کی ابتدا فرماتا ہے پھر اسے دوبارہ بنائے گا۔ بے شک یہ اللہ کے لئے آسان ہے۔
قُلْ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا کَیْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللّٰہُ یُنْشِئُ النَّشْاَۃَ الْاٰخِرَۃَ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (عنکبوت:۲۰)	تم فرماؤ زمین میں سفر کر کے دیکھو اللہ نے کیسے پہلے بنایا ہے پھر دوسری اٹھان اٹھاتا ہے بے شک اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔
اِنَّہٗ ھُوَ یُبْدِئُ وَ یُعِیْدُ (البروج:۱۳)	بے شک وہی پہلی بار بناتا ہے اور وہی دوبارہ زندہ فرمائے گا۔

ان مذکورہ بالا آیات میں غور کرنے سے صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ "مبدئ" بھی صرف اللہ تعالیٰ ہے اور معید بھی صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اس لئے تمام مسلمانوں پر یہ عقیدہ رکھنا لازمی اور ضروری ہے کہ تمام کائنات کو پہلی مرتبہ بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے اور قیامت میں بھی وہی سب کو دوبارہ زندہ فرمائے گا۔ لہٰذا ہر مسلمان دنیا کی زندگی کو غنیمت جان کر اس کی قدر کرے اور اس کو نافرمانیوں اور برے کاموں میں تباہ و برباد نہ کرے بلکہ فرمانبردار بن کر نیک کام کرے اور آخرت کی دائمی زندگی کے لئے اعمالِ صالحہ کا ذخیرہ جمع کرتا رہے تاکہ سعادتِ دارین حاصل کرے۔

برکات اَلْمُبْدِئُ جل جلاله

برکات اَلْمُعِیْدُ جل جلاله

(۱) کسی مشکل کام یا مکان یا دکان کی تعمیر یا کارخانہ وغیرہ غرضیکہ کسی بھی کام کا آغاز کرتے وقت یہ اسم مبارک "یامبدئ یامعید" ۵۶ مرتبہ پڑھ کر شروع کیا جائے تو تمام کام بحسن و خوبی انجام کو پہنچیں گے۔ (تنویر الاسماء، شمع شبستانِ رضا)

(۲) شیخ عبدالمجید المغربی فرماتے ہیں کہ اگر طالب فرزند قبل از جماع ۵۶

Marfat.com

مرتبہ یامبدیٔ یامعید مرد وعورت دونوں پڑھ لیں تو مولیٰ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے فرزند عطا فرمائے۔

(۳) اگر حاملہ عورت یامبدیٔ یامعید کاورد رکھے تو بچہ صحیح وسالم پیدا ہواور وقت پیدائش تکلیف نہ ہو۔(تنویرالاسماء)

(۶۱) اَلْمُحْیِیُ جل جلالہ کی تشریح

(۶۲) اَلْمُمِیْتُ جل جلالہ کی تشریح

''محیی'' احیاء سے بنا ہےاوراحیاء کا معنیٰ ہے کہ زندہ کرنا' عدم سے وجود میں لانا' ہستی بخشنا۔حقیقت تو یہ ہے کہ سب کواللہ تعالیٰ نے ہی زندگی عنایت فرمائی ہے' اور اسی اللہ نے تمام کائنات کوعدم کے بعد وجودعطا فرمایا ہے۔وہ اللہ تعالیٰ ہی تو ہے جس نے بیج سے درخت' انڈہ سے پرند اور نطفہ سے تمام حیوانات کو پیدا کیا ہے جس میں ہر جاندار شامل ہے۔وہی مردہ دلوں (کافروں) کو دولتِ ایمان عنایت فرما کر حیاتِ قلبی عطا فرماتا ہے' وہی مردہ زمین کو ہریالی کی زندگی عطا فرماتا ہے اور وہی اپنے مخلصین کو عبادت و ریاضت کے سبب ہجر کی موت کے بعد وصل کی حیات' بعد کی موت کے بعد قرب کی حیات اور عدم معرفت کی موت کے بعد معرفت وعرفان کی حیات طیبہ عطا فرماتا ہے۔وہی جہالت کی موت کے بعد حیاتِ علمی عنایت فرماتا ہے' وہی حیات ایمانی پر مسلمانوں کو قائم فرماتا ہے اس لئے وہی محیی ہے۔

''ممیت'' اماتت سے بنا ہےاور اماتت کا مجرد مادہ موت ہےاور اماتت کا معنیٰ ہے موت دینا' حیات کو دور کرنا' مار دینا اور خشک سالی کے سبب زمین کی ہریالی ختم کرنا۔چونکہ سب کوموت اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہےاور وہی تمام کائنات کوموت دے گا اور وہی خشک سالی کے سبب زمین کی ہریالی فنا کردیتا ہےاور وہی سب کوایک دن فنا کردے گا اس لئے وہی اللہ تعالیٰ ممیت ہے۔اب ان مبارک ناموں کے ثبوت کے لئے چند قرآنی

Marfat.com

آیات ملاحظہ فرمائیں:

كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَ كُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ (البقرہ:۲۸)

بھلا تم کیونکر خدا کے منکر ہو گئے حالانکہ تم مردہ تھے اس نے تمہیں زندہ کیا پھر تمہیں مارے گا پھر تمہیں زندہ کرے گا پھر اس کی طرف لوٹ کر جاؤ گے۔

اِذْ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ رَبِّيَ الَّذِيْ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ (البقرہ:۲۵۸)

جب ابراہیم نے کہا کہ میرا رب وہ ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ (الروم:۴۰)

اللہ ہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہیں روزی دی پھر تمہیں مارے گا پھر تمہیں زندہ کرے گا۔

هُوَ الَّذِيْ يُحْيِيْ وَ يُمِيْتُ (المؤمن:۶۸)

وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے۔

برکات اَلْمُحْيِيْ جل جلالہ

(۱) مورچہ پر فوجی سپاہیوں، سمندر میں غوطہ لگانے والوں، بس، ٹیکسی ڈرائیوروں خصوصاً پہاڑی علاقوں میں سفر کرنے والوں، پل اور سرنگیں بچھانے والوں غرضیکہ ہر وہ کام جس میں موت کا خطرہ ہو وہ یہ اسم پاک (یامحیی یا حی) ۹۵ مرتبہ پڑھ کر گھر سے نکلیں، ان شاء اللہ تعالیٰ صحیح سلامت گھر واپس آئیں گے۔ جو لوگ دریاؤں کے قریب رہتے ہیں، سیلاب یا زلزلوں کا خطرہ رہتا ہو وہ اس اسم مبارک کا وظیفہ پڑھتے رہیں، جانی و مالی نقصان سے محفوظ رہیں گے۔

(شمع شبستانِ رضا بحوالہ تنویر الاسماء، فوائد کبریٰ، الظفر الجلیل)

(۲) اگر کوئی شخص اپنے مردہ دل کو زندہ کرنے اور اپنے نفس کو کنٹرول کرنے اور روحانی زندگی حاصل کرنے کے لئے ظاہر و باطن کی طہارت کے ساتھ ایک ہزار

Marfat.com

مرتبہ پڑھ کر اپنے دل پر دم کر لیا کرے تو نفس قابو میں آجائے گا اور معرفت حاصل ہو گی۔

(۳) اگر کسی شخص کو اختلاج قلب کی بیماری ہو تو وہ سات مرتبہ روزانہ یامحیی یاحی پڑھ کر اپنے دل پر دم کر لیا کرے' شفایاب ہو لیکن فجر کی نماز سے پہلے دم کرے اور ایسا وقت کہ رات کا اندھیرا باقی ہو۔ (اسمائے حسنیٰ کی برکات)

برکات اَلْمُمِیْتُ جل جلالہ

یہ اسم مبارک یعنی یا ممیت پیرانِ طریقت اور رہنمایانِ شریعت کے لئے ضروری اور لازمی ہے کہ اس اسم کی برکت سے نفس امارہ مطیع و مسخر ہو جاتا ہے۔ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بوقت خواب اپنے دونوں ہاتھ سینے پر رکھ کر ۴۹۰ مرتبہ پڑھے اس کے بعد سو جائے۔ حق تعالیٰ اس کے نفس کو مطیع و مسخر فرمادے گا۔

(تنویر الاسماء)

(۲) جس شخص کو جادو کا خوف ہو تو وہ سات مرتبہ یا ممیت کو پڑھ کر دم کر لیا کرے کوئی جادو اثر نہ کرے گا اور ہر قسم کا جادو اس کے پاس آکر مر جائے گا۔

(فضائل الاسماء)

(۶۳) اَلْحَیُّ جل جلالہ کی تشریح

حی لغت میں اسے کہتے ہیں جس میں حیات ہو اور یہ موت و جمادیت کی نقیض ہے اور یہ صفت حس اور حرکت ارادیہ کا تقاضا کرتی ہے۔ اس معنیٰ میں مخلوق میں سے سب سے زیادہ برگزیدہ انسان ہے کہ وہ دیگر مخلوق کے ساتھ فنا ہو جانے کے بعد دارِ کرامت اور دار آخرت میں حیاتِ ابدیہ کے ساتھ متصف ہو گا۔ لیکن جب اس صفت سے اللہ تعالیٰ کو موصوف کیا جائے اور کہا جائے کہ وہ حی ہے تو اس کا مطلب ہوتا ہے کہ وہ دائم و قائم اور باقی ہے اور اس پر موت و فنا کا شائبہ تک بھی نہیں کیونکہ وہ حیاتِ ازلیہ اور ابدیہ کے ساتھ

Marfat.com

موصوف ہے۔ لہٰذا وہ موت وفنا سے پاک اور اس سے بلند و بالا ہے۔

حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ شرح اسماء الحسنیٰ میں لکھتے ہیں کہ **حی** **فعال** اور دراک کو کہتے ہیں۔ کیونکہ جس میں کوئی فعل نہ ہو اور نہ ادراک ہو تو وہ میت ہے۔ لہٰذا حی کے لئے فعال (بہت کام کرنے والا) اور دراک (یعنی بہت جاننے والا) ہونا ضروری اور لازمی ہے۔ اور ادراک کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ وہ کم از کم اپنے آپ کو تو جانتا ہو کیونکہ جسے اپنی بھی خبر نہ ہو تو وہ جماد (ڈھیلا پتھر) اور مردہ ہے۔ بہر حال کامل اور مطلق **حی** وہ ہے کہ تمام مدرکات (راء پر زبر) اس کے ادراک اور تمام موجودات اس کے فعل کے تحت ہوں یہاں تک کہ مدرکات (معلومات) میں سے کوئی مدرک اس کے ادراک سے خارج نہ ہو اور افعال میں سے کوئی فعل اس کی قدرت سے باہر نہ ہو۔ اور یہ شان چونکہ اللہ تعالیٰ کی ہے لہٰذا کامل اور مطلق **حی** بھی وہی ہے اور باقی تمام مخلوق صرف **حی** ہے اور وہ بھی عارضی حیات کے ساتھ۔ ایک دن سب کو فنا ہو جانا ہے۔ نیز یہ صفاتی نام **حی** اللہ تعالیٰ کے دیگر چند اسماء وصفات کو شامل ہے' کیونکہ **حی** حیات سے بنا ہے اور حیات کے لئے قدرت' علم' سماعت' بصارت' تکلم' ارادہ اور بقاء لازم ہیں۔ لہٰذا **حی** کے لئے ضروری ہے کہ قدیر' علیم' سمیع' بصیر' متکلم' مرید اور باقی ہو اور یہ سب اسمائے حسنیٰ اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام ہیں۔

(ماخوذ از تفسیر روح البیان الجزء الثالث)

واضح رہے کہ یہ اسم مبارک چونکہ قرآن مجید میں القیوم کے ساتھ متعدد جگہ پر آیا ہے اس لئے اس کے ثبوت کی آیات القیوم کی تشریح میں ذکر کی جائیں گی' یہاں ایک آیت جس میں صرف الحی کا ذکر ہے' پیش کی جاتی ہے:

هُوَ الْحَيُّ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ فَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۗ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ

(المؤمن: ۶۵)

وہی ہمیشہ زندہ رہنے والا اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں پس اس کی عبادت کرو اپنے دین کو اس کے لئے خالص کرتے ہوئے' سب خوبیاں اللہ ہی کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

Marfat.com

برکات اَلْحَیُّ جل جلالہ

(۱) جو شخص روزانہ تین ہزار مرتبہ ''یـاحی'' پڑھ لیا کرے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ کبھی بیمار نہ ہوگا۔

(۲) جو شخص اس اسم مبارک کو چینی کے برتن پر مشک اور گلاب سے لکھ کر شیریں پانی سے دھو کر خود پیئے یا کسی دوسرے بیمار کو پلائے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ شفاء کامل نصیب ہو۔

(۳) جو شخص اس نامِ پاک کو روزانہ ستر مرتبہ پڑھا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس کی عمر دراز کر دے گا۔ (فضائل الاسماء الحسنیٰ)

(۶۴) اَلْقَیُّوْمُ جل جلالہ کی تشریح

القیوم قیام سے ماخوذ ہے جس طرح الحی کا معنی ہے جو ہمیشہ سے ازخود زندہ ہو' اپنی حیات میں کسی کا محتاج نہ ہو اور ہمیشہ زندہ رہے اور کبھی اس پر موت نہ آ سکے۔ اسی طرح القیوم کا معنیٰ ہے جو بذاتِ خود قائم ہو' دوسروں کا قائم کرنے والا ہو جو تمام کائنات کو قائم رکھے ہوئے ہو لیکن خود اپنے قیام میں کسی کا محتاج نہ ہو۔ سب کے سب اپنے قیام میں اسی کے محتاج ہوں' اسی کو دوام ذات حاصل ہے' وہی تمام کائنات کے نظام کی تدبیر فرماتا ہے اور وہی تمام امور کی اصلاح فرماتا ہے' وہی ہر ایک کی نگہبانی فرماتا ہے' زمین و آسمان اسی کے حکم سے قائم ہیں۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمِنْ اٰیٰتِهٖٓ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ	اور اللہ کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ
وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ (الروم:۲۵)	آسمان اور زمین اس کے حکم سے قائم ہیں۔

واضح رہے کہ یہ دونوں اسم مبارک قرآن مجید میں تین مقامات پر اکٹھے استعمال ہوئے ہیں:

Marfat.com

اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ (البقرہ:۲۵۵)
اللہ ہے جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ آپ زندہ اور اوروں کو قائم رکھنے والا۔

اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ (آل عمران:۲)
اللہ ہے جس کے سوا کسی کی پوجا نہیں آپ زندہ اوروں کا قائم رکھنے والا۔

وَعَنَتِ الْوُجُوْہُ لِلْحَیِّ الْقَیُّوْمِ (طٰہٰ:۱۱۱)
اور سب منہ جھک جائیں گے اس زندہ قائم رکھنے والے کے حضور۔

بعض حضرات کہتے ہیں کہ ''الحی القیوم'' اسم اعظم ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی جب مردوں کو زندہ کرنے کا ارادہ فرماتے تو یاحی یاقیوم کا وسیلہ دے کر دعا مانگتے۔ یہ بھی مشہور ہے کہ اہلِ بحر کی بھی یہی دعا (یاحی یاقیوم) ہے کہ جب وہ دریا میں ڈوبنے کا خطرہ محسوس کرتے ہیں تو یہی دعا (یاحی یاقیوم) مانگتے ہیں۔

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ بدر میں جنگ زوروں پر تھی اور مجھے یہ خیال آیا کہ دیکھوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت کیا کر رہے ہیں۔ میں نے جا کر دیکھا تو آپ سربسجود ہو کر پڑھ رہے ہیں۔ ''یاحی یاقیوم'' آپ اس حالت میں اس کو پڑھتے رہے ہیں یہاں تک کہ غزوہ بدر میں اہلِ اسلام کو فتح نصیب ہوئی۔

(تفسیر روح البیان الجزء الثالث)

جامع ترمذی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ پریشانی لاحق ہوتی تو پڑھا کرتے۔ یاحی یاقیوم برحمتک استغیث۔

ایک مرتبہ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا علیہا السلام کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا پڑھنے کی تلقین فرمائی تھی:

یاحی یاقیوم برحمتک استغیث ولا تکلنی الی نفسی طرفۃ عین (ابوداؤد شریف)
اے زندہ رہنے والے اے قائم رہنے والے میں تیری رحمت کا فریادی ہوں مجھے میرے نفس پر چشم زدن کے لئے بھی مت چھوڑنا۔

Marfat.com

جامع الاصول میں بحوالہ رزین حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے:

یاحی یاقیوم یاحی حین لاحی	اے زندہ وتوانا جب کوئی بھی زندہ نہ
یامحی یامیت یاذالجلال	رہے گا اس وقت بھی تو ہی زندہ ہوگا اے
والاکرام.	حیات وموت دینے والے اے جلال و
(معارف الاسماء؛ شرح اسماء الحسنیٰ)	اکرام والے۔

برکات اَلْقَیُّوْمُ جل جلالہ

(۱) اس اسم کی مداومت کی برکت سے عمر دراز ہوتی ہے، مقاصد میں کامیابی، دشمنوں پر غلبہ اور دلوں پر تصرف حاصل ہوتا ہے۔ سیدنا امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے بوقت شدت دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یاحی یاقیوم پڑھا کرتے اور فوراً راحت حاصل ہوجاتی۔ (شمع شبستانِ رضا)

(۲) تین سو دفعہ ہر روز اس نام کا پڑھنا دل کو ہمیشہ خوش وخرم اور مسرور رکھنے کے لئے مجرب ہے۔ (فضائل الاسماء الحسنیٰ)

(۳) سخت سے سخت اور مشکل ومہم میں اس مبارک نام کا اکیس ہزار مرتبہ پڑھنا مشکلات کے حل کے لئے نہایت مجرب ہے۔

(۶۵) اَلْوَاجِدُ جل جلالہ کی تشریح

"الواجد" وجود سے ماخوذ ہے اس کے متعدد معانی ہیں مگر یہاں صرف وہ معانی بیان کئے جائیں گے جو اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق ہیں اور وہ یہ ہیں: محبت کرنا، غنی ہونا، قدرت رکھنا۔ (المنجد)

Marfat.com

چونکہ اللہ تعالیٰ اپنے انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیائے عظام اور دیگر نیک بندوں سے محبت کرتا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ — اور اللہ نیک لوگوں سے محبت کرتا ہے۔

(آل عمران: ۱۳۴-۱۴۸)

اور اللہ تعالیٰ سب سے غنی اور بے پرواہ ہے۔ اسے کسی کی حاجت نہیں، سب کے سب اس کے محتاج مگر وہ خود سب سے بے نیاز ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے:

وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا وَمَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الْعَالَمِیْنَ

اور اللہ کے لئے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا (فرض) ہے جو اس تک چل سکے اور جو منکر ہو تو اللہ سارے جہان سے بے پرواہ ہے۔

(آل عمران: ۹۷)

نیز اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ کائنات کی کوئی چیز اس کی قدرت سے خارج نہیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے:

اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ — بے شک اللہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔

(البقرہ: ۱۹)

لٰہذا ان معانی کی بنا پر اللہ تعالیٰ واجد ہے یعنی محبّ وغنی اور قادر ہے۔ علاوہ ازیں وجود کے ایک معنیٰ "ہستی" کے بھی ہیں اور اس معنیٰ کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ اس لئے واجد ہے کہ وجودِ حقیقی اور ہستی مطلق اسی کو شایانِ شان اور اسی کو زیبا ہے کیونکہ وہی موجودِ حقیقی ہے، اور اس لئے بھی وہ واجد ہے کہ تمام کمالاتِ ذاتیہ کا وجود ہمیشہ اسی ذات اقدس کے لئے ثابت ہے کیونکہ ذاتی کمالات صرف اللہ تعالیٰ کے ہیں، باقی تمام کائنات میں جسے جو کمالات حاصل ہیں وہ سب کے سب عطائی ہیں۔ اللہ کی طرف سے عنایت کردہ ہیں۔ نیز قرآن مجید میں اکثر مقامات پر جہاں کہیں اس مصدر (وجود) کے افعال آئے ہیں وہاں انسان فاعل ہے مثلاً:

وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَ

اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے پاس حاضر

Marfat.com

لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝ (النساء: ۶۴)

ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو وہ ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔

سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّاْمَنُوْكُمْ وَيَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ. (النساء: ۹۱)

اب کچھ اور تم ایسے لوگ پاؤ گے جو یہ چاہتے ہیں کہ تم سے بھی امان میں رہیں اور اپنی قوم سے بھی امان میں رہیں۔

وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّاَعْظَمَ اَجْرًا (المزمل: ۲۰)

اور اپنے لئے جو بھلائی آگے بھیجو گے اسے اللہ کے پاس بہتر اور بڑے ثواب کی پاؤ گے۔

وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (النساء: ۱۱۰)

اور جو کوئی برائی یا اپنی جان پر ظلم کرے پھر اللہ سے بخشش چاہے تو اللہ کو بخشنے والا مہربان پائے گا۔

لیکن سورہ والضحیٰ میں تین آیات مبارکہ میں اسی مصدر (وجود) کے افعال کا فاعل (واجد) اللہ تعالیٰ ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ۝
وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ۝
وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى
(الضحیٰ: ۶-۸)

کیا اس نے تمہیں یتیم نہ پایا پھر جگہ دی اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف (قرب و معرفت کی) راہ (عنایت کر) دی اور تمہیں حاجت مند پایا پھر غنی کر دیا۔

انتباہ: یہاں یہ سوال پیدا ہو جاتا ہے کہ وجود کے ایک معنیٰ کسی چیز کو پانا' حاصل کرنا 'دریافت کرنا ہیں اور یہ معنیٰ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس کی شان کے لائق نہیں ہیں' کیونکہ کسی چیز کو پانے' حاصل کرنے اور دریافت کرنے کا مقصد ہے پہلے وہ چیز حاصل نہ تھی حالانکہ اللہ تعالیٰ کا علم ازلی اور ابدی ہے جبکہ ان مذکورہ بالا آیات کا بظاہر یہی معنیٰ ہے۔

اس سوال کا جواب علامہ سید محمود آلوسی حنفی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے انہی آیات

Marfat.com

کی تفسیر میں یہ دیا ہے کہ یہاں وجود علم کے معنیٰ میں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم یتیم ہیں تو اس لئے اس نے اپنے فضل و کرم سے آپ کی تربیت و پرورش کے لئے از خود بہترین انتظام فرمادیا' اور جب اس نے اپنے علمِ ازلی کے مطابق آپ کو اپنی محبت میں مستغرق و منہمک اور خود رفتہ پایا تو رزلٹ اور انعام کے طور پر آپ پر اپنے قرب و معرفت کی منازل کی راہیں کھول دیں' اور جب اپنے علمِ ازلی کے مطابق آپ کو حاجت مند پایا تو آپ کو حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اموال کثیرہ سے غنی کردیا۔

(ماخوذ از تفسیر روح المعانی الجزء الثلاثون)

برکات اَلْوَاجِدُ جل جلالہ

(۱) یہ اسمائے الٰہیہ (یعنی یاواجد' یاغنی' یامغنی) حصولِ دولت و غنا کے لئے امتیازی شان رکھتے ہیں۔ ان میں سے یاواجد حصولِ کشف کے لئے عاملین کا معمول رہا ہے جو شخص حلال ذریعہ سے معاش کا متلاشی ہو یا تاجر جس کی تجارت حسب منشاء نہ چلتی ہو یا اولاد کثیر ہو خورد و نوش کا انتظام قلیل ہو یا بالکل نہ ہو اس کے لئے حرام و ناجائز ذرائع معاش تلاش کرنے سے بہتر ہوگا کہ ان میں سے کوئی ایک اسم مبارک منتخب کر کے ورد کرے۔ یا ایسی دعائیں جن میں یہ اسماء بھی شامل ہوں' عمل میں لائے۔ اللہ تعالیٰ غیب سے طیب و طاہر رزقِ کثیر عطا فرمائے اور وہ بے نیاز اس قدر دے کہ خرچ بچ رہے۔ ان اسماء کو اپنے اعداد اسم کے مطابق ورد میں رکھے۔ (شمع شبستانِ رضا)

(۲) اس اسم کو اگر کھانا کھاتے وقت ہر لقمہ پر پڑھا کرے تو اس کے دل میں نور پیدا ہو۔ لکھا ہے کہ اس اسم کی برکت سے طالبِ صادق کے دل میں وجد و رقت پیدا ہوتی ہے۔ (مجموعہ وظیفہ لاثانی)

Marfat.com

(٦٦) اَلْمَاجِدُ جل جلالہ کی تشریح

''ماجد'' مجید کی طرح مجد سے بنا ہے۔ البتہ مجید میں مبالغہ ہے۔ جیسا کہ اس کی تشریح میں بیان کیا جاچکا ہے۔ نیز ماجد کے معانی بھی مجید کی طرح شریف الذات' جمیل الافعال' کثیر الخیر والاحسان اور مکرم و معظم' بزرگ و برتر اور عالی شان ہیں ۔ کیونکہ ماجد بھی اللہ تعالیٰ کی عظمت و رفعت' علوِ مرتبت' شرافتِ ذات' حسنِ افعال' کثرتِ خیر و انعام اور بزرگی و برتری پر قوی و مستحکم دلالت کرتا ہے۔ حقیقت میں وہی عظیم الشان' وہی عالی شان' وہی احسانات وانعامات کی بارش برسانے والا ہے' وہی بزرگ و برتر ہے' اسی کے تمام افعال واحکام میں حسن و جمال ہے۔ مزید تشریح المجید میں ملاحظہ فرمائیں۔

برکات اَلْمَاجِدُ جل جلالہ

(۱) جو شخص اس نام یاماجد کو رات کے اندھیرے میں بیٹھ کر گیارہ ہزار مرتبہ اکتالیس روز تک پڑھے گا وہ صاحب باطن اور روشن ضمیر ہو جائے گا مگر حلال کھانا اور سچ بولنا فرض ہے۔ نیز حقہ' سگریٹ' لہسن' پیاز' مولی وغیرہ بدبودار چیزوں سے پرہیز لازم ہے۔

(۲) تین ہزار دفعہ عشاء کی نماز کے بعد ہمیشہ اس نام کا پڑھنا خلقت کی نظروں میں بہت معزز و مکرم بنا دیتا ہے جس سے عامل کی عزت و وقار میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

(۳) اس نام کو دس مرتبہ شربت یا دوا پر پڑھ کر مریض کو پلانا سات روز میں بیمار کو خدا کے فضل و کرم سے تندرست کرتا ہے۔ (فضائل الاسماء)

Marfat.com

(٦٧) اَلْوَاحِدُ جل جلالہ کی تشریح

''واحد'' وحدت سے بنا ہے جس کے معنیٰ ہیں یکتا' اکیلا' ایک ذات۔ چونکہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں' صفات میں' افعال واحکام میں اور اسماء میں یکتا ہے' بے مثل و بے مثال اور بے نظیر بے مثیل ہے' اس لئے اسے واحد کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ واجب الوجود (جس کا وجود ضروری ہو) قدیم اور ازلی ابدی ہے جبکہ باقی سب حادث ہیں۔ (کہ پہلے نہ تھے پھر ہوئے) اور جس طرح اس کی ذات قدیم ازلی ابدی ہے اسی طرح اس کی صفات بھی قدیم ازلی ابدی ہیں' باقی سب چیزیں حادث ہیں۔ وہ افعال واحکام میں خود مختار ہے جبکہ باقی سب کے سب اس کے محتاج ہیں۔ کیونکہ اس کے کسی فعل یا حکم پر نہ اعتراض کیا جا سکتا ہے اور نہ اس سے باز پرس کی جا سکتی ہے جبکہ باقی سب اپنے افعال واعمال میں اس خدائے واحد لاشریک کے سامنے جواب دہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جس کے افعال واعمال اور اقوال شریعت محمدی کے مطابق ہوں گے وہ رضائے الٰہی' جزائے خیر اور انعامات اخروی اور جنت کا حقدار ٹھہرے گا اور جس کے افعال واعمال اور اقوال شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق نہیں ہوں گے' وہ سزا پائے گا اور آخرت میں قہر الٰہی' عذاب الٰہی اور دوزخ کا حقدار ٹھہرے گا۔

بہر حال یہ اسم مبارک بھی قرآن مجید میں متعدد مقامات پر آیا ہے جن میں سے چند مقامات درج ذیل ہیں:

وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ (البقرہ:١٦٣)	اور تمہارا معبود (درحقیقت) ایک معبود ہے اس کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں' وہی بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

یہ آیت مبارکہ قرآن عظیم کی اہم ترین آیت ہے کیونکہ اس ایک آیت میں تین اہم ترین مضامین بیان کر دیئے گئے ہیں:

(١) توحید کا ثبوت

(٢) شرک کی تردید ونفی

Marfat.com

(۳) دونوں کی دلیل ہے

کیونکہ والھکم الہ واحد میں توحید الٰہی کا ثبوت ہے اور لا الہ الاھو میں شرک کی نفی اور اس کی تردید ہے' اور الرحمن الرحیم میں توحید کا ثبوت اور شرک کی نفی دونوں کی دلیل موجود ہے۔ یعنی جب اس کی وسیع رحمت پر تمہارے وجود' تمہاری بقا اور نشوونما اور تمہارے آرام وراحت کا دارومدار ہے تو یقین کرلو کہ وہی درحقیقت تمہارا ایک معبود ہے اس کے سوا کوئی الہ یا معبود نہیں۔ لہٰذا صرف اسیؑ کی عبادت کرو۔

اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ (النساء:۱۷۱)	بے شک اللہ تو ایک معبود ہے۔
يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (یوسف:۳۹)	اے میرے قیدخانہ کے دونوں ساتھیو کیا جدا جدا رب اچھے ہیں یا صرف ایک اللہ جو سب پر غالب ہے۔
وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (التوبہ:۳۰)	اور انہیں حکم نہ تھا مگر یہ کہ وہ صرف ایک اللہ کی عبادت کریں اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں' وہ مشرکوں کے شرک سے پاک ہے۔
قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (الرعد:۱۶)	تم فرماؤ اللہ ہر چیز کا بنانے والا ہے اور وہ اکیلا سب پر غالب ہے۔
اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ (النحل:۲۲)	تمہارا معبود (درحقیقت) ایک معبود ہے۔ (باقی سب باطل ہیں)
وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ (النحل:۵۱)	اور اللہ نے فرمایا دو خدا نہ ٹھہراؤ وہی تو ایک معبود ہے۔
قُلْ اِنَّمَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (الانبیاء:۱۰۸)	تم فرماؤ مجھے تو یہی وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا معبود تو صرف ایک اللہ ہے تو کیا تم مسلمان ہوتے ہو۔
فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗٓ اَسْلِمُوْا (الحج:۳۴)	پس تمہارا معبود ایک (اللہ) ہی معبود ہے تو اسی کے حضور گردن رکھو۔

Marfat.com

اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ (الصافات:۴) بے شک تمہارا معبود ضرور ایک (اللہ ہی) ہے۔

برکات اَلْوَاحِدُ جل جلالہ

(۱) ''یا احد' یا واحد' یا وحید''۔ ان اسماء میں سے کسی اسم کے ذکر سے ذاکر کا دل ایسا مطمئن اور بے خوف ہو جاتا ہے کہ بڑے سے بڑے خطرے اور لرزا دینے والے واقعے' ہراساں کر دینے والے ماحول میں بھی فکر و پریشانی قریب نہیں آتی۔ یہاں تک کہ پھانسی کے تختے پر بھی اس کے قلبی اطمینان و سکون کا وہ نورانی جلوہ ہوتا ہے کہ جس کو دیکھ کر نمرود و شدادِ دوراں بھی کانپ کر اپنے آپ کو اس کے قدموں پر ڈال دیتے ہیں۔ گویا اس واحد یکتا کی وحدانیت کے جلوے اس اسم کے ذاکر کو اپنی آغوش میں لے لیتے ہیں۔ اسی لئے عاملین اور اہلِ تحقیق اس اسم کو شاہان و ذمہ دارانِ مملکت اور فوجی افسران کے لئے تحفۂ قدرت بتاتے ہیں۔

(۲) اگر کوئی سخت مہم یا بیماری درپیش ہو' خطرناک راستوں میں یا بوجہ تنہائی کسی مقام پر خوف ہو تو ایک ہزار مرتبہ پڑھنے سے مہم آسان' بیمار شفایاب ہو اور خوف و ہراس دور ہو۔ (شمع شبستانِ رضا بحوالہ تنویر الاسماء)

(۳) جس شخص کے بیٹا نہ ہوتا ہو اسے اس کی تمنا ہو تو رمضان المبارک کے پہلے جمعہ کو جمعہ کی نماز کے بعد اس نام کو ایک سو ایک مرتبہ کاغذ پر لکھے پھر اس کو بطورِ تعویذ اپنے داہنے بازو پر باندھے' ان شاء اللہ تعالیٰ اسی سال فرزندِ صالح پیدا ہوگا' نہایت مجرب ہے۔

(۴) اگر کسی عامل یا وظیفہ خواں کو کسی عمل کو پڑھتے وقت خوف یا ڈر معلوم ہوتا ہو تو ایک ہزار دفعہ اس نام کو پڑھے وہ خوف' ڈر' دل کا گھبرانا یک لخت موقوف ہو کر اطمینان قلب پیدا ہوگا۔ (فضائل الاسماء الحسنٰی)

Marfat.com

(۶۸) اَلصَّمَدُ جل جلالہ کی تشریح

علامہ السید محمود آلوسی حنفی بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر روح المعانی میں سورۃ اخلاص کے تحت الصمد کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ابن الانباری نے کہا کہ اہلِ لغت کا اتفاق ہے کہ صمد کا معنیٰ ہے:

(۱) سردار جس کی طرف مہمات و مشکلات میں رجوع کیا جائے۔

(۲) سب سے بڑا سردار جس سے بڑا کوئی نہ ہو۔

(۳) زجاج نے کہا کہ صمد ایسی بڑی ہستی کو کہتے ہیں جس پر تمام سیادتیں اور سرداریاں ختم ہو جاتی ہیں، اور تمام لوگ اسی کا قصد کرتے ہیں اور اپنی حاجات و مشکلات اسی کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

(۴) حضرت علی ابن ابی طلحہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا۔ صمد وہ سردار ہوتا ہے جس کی سیادت و سرداری مکمل ہو جو اپنی سرداری میں کامل ہو۔

(۵) وہ بزرگ جو اپنی شرافت و بزرگی میں کامل ہو۔

(۶) وہ عظیم و بلند ذات جو اپنی عظمت و شان میں کامل ہو۔

(۷) وہ حلیم و بردبار اور حوصلہ مند ہستی جو حلم و بردباری اور حوصلہ مندی و برداشت میں اور عفو و درگزر میں کامل ہو۔

(۸) وہ علیم جو اپنے علم میں کامل ہو کہ اس کے علم سے کوئی چیز خارج نہ ہو بلکہ وہ سب کچھ سب سے بڑھ کر جانتا ہو یعنی سب سے بڑا جاننے والا۔

(۹) حکیم جو اپنی حکمت و دانائی میں کامل ہو اور وہ شرف و کمال اور سیادت و قیادت میں کامل ہو۔

(۱۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صمد اسے کہتے ہیں جو سب سے بے نیاز و بے پرواہ ہو مگر سب کے سب اس کے محتاج ہوں۔

Marfat.com

(۱۱) حضرت ابن جبیر سے مروی ہے **صمد** وہ ہے جو اپنے افعال وصفات میں کامل ہو۔

(۱۲) حضرت ربیع کہتے ہیں **صمد** وہ ہستی ہے کہ جس پر آفات و بلیات طاری اور حاوی نہ ہو سکیں۔

(۱۳) مقاتل ابن حیان کہتے ہیں کہ **صمد** وہ ذاتِ پاک ہے جس میں کسی قسم کا کوئی عیب ونقص نہ ہو۔

(۱۴) حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ **صمد** وہ ذات ہے جو تمام مخلوق کے فنا ہو جانے کے بعد بھی قائم اور باقی رہے یعنی ہمیشہ رہنے والی ذات **صمد** کہلاتی ہے۔

(۱۵) یہی قول حضرت معمر کا ہے کہ ہمیشہ قائم ودائم رہنے والی ذات **صمد** ہے۔

(۱۶) مرہ ہمدانی کا قول یہ ہے کہ **صمد** وہ ذات ہے کہ نہ پرانی ہو اور نہ فنا ہو بلکہ تغیر وتبدل سے پاک ہمیشہ قائم رہنے والی ذات۔ نیز وہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ **صمد** وہ ہے جو چاہے حکم کرے، اور جو چاہے کرے نہ کوئی اس کے حکم کو ٹال سکے اور نہ کوئی اس کے فیصلے کو رد کر سکے۔

(۱۷) حضرت ابن جریرؒ اور حضرت ابن ابی حاتم حضرت عبداللہ بن بریدہ سے وہ اپنے والد حضرت بریدہ سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے مرفوعاً کہا۔ **صمد** وہ رفیع الشان اور عظیم المرتبت ہستی ہے جو پیٹ اور اس کے تقاضوں سے پاک ہو، نیز ہر قسم کے خلا اور عیب سے پاک ہو۔ حضرت حسن اور حضرت مجاہد سے بھی یہی مروی ہے۔

(۱۸) حضرت ابو عبدالرحمٰن السلمی حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا۔ **صمد** وہ ذات ہے جس کی انتڑیاں نہ ہوں (بھوک، پیاس اور دیگر جسمانی آلودگیوں سے پاک ہو)۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک روایت یہی مروی ہے۔

(۱۹) حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ **صمد** وہ ہے جو کھانے سے پاک ہو، دوسری روایت میں ہے کہ جس سے کوئی خارج نہ ہو۔

Marfat.com

(۲۰) حضرت امام شعبی سے مروی ہے کہ صمد وہ ہے، جو نہ کھائے نہ پئے۔ یعنی کھانے پینے سے پاک ہو۔

(۲۱) ایک جماعت جن میں حضرت ابی بن کعب اور ربیع بن انس شامل ہیں، کہتے ہیں کہ صمد وہ ہے جو کسی سے جنا نہ گیا ہو اور نہ اس سے کوئی چیز جنی گئی ہو۔ یعنی والدین اور اولاد سے پاک ہو، نہ اس کی کسی سے ولادت ہوئی ہو نہ اس سے کسی کی ولادت ہوئی ہو۔ گویا ان حضرات نے الصمد کے بعد آیت لم یلد ولم یولد کو الصمد کی تفسیر قرار دے دیا ہے۔ لیکن اس سلسلہ میں الصمد کا معتبر معنیٰ یہی ہے کہ ایسا کامل سردار جس کی طرف تمام لوگ اپنی حاجات و مشکلات میں قصد و رجوع کرتے ہیں، باقی تمام معانی اس کی تفسیر و تشریح کی طرف راجع ہیں۔ (تفسیر روح المعانی الجزء الثلاثون)

واضح ہو کہ ان مذکورہ معانی کے بعد مزید تشریح کی ضرورت نہیں رہ جاتی۔ البتہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا یہ صفاتی اسم مبارک بیان ہوا ہے اس لئے اس کا حوالہ بطور ثبوت قرآن کریم سے پیش کیا جاتا ہے:

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ ۝ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ (سورۃ الاخلاص)

تم فرماؤ وہ اللہ ہے وہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے، نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا، اور نہ اس کا کوئی ہمسر ہے۔

برکات اَلصَّمَدُ جل جلالہ

(۱) اکثر عاملین و کاملین نے یا احد یا صمد کو اسم اعظم بتایا ہے۔ شیخ عبدالمجید المغربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں جو شخص اسم یا صمد کو ایک ہزار بار پڑھا کرے تو رزق میں وسعت اور کاروبار میں خیر و برکت ہو۔ (تنویر الاسماء)

(۲) جو شخص ہمیشہ ایک سو مرتبہ روزانہ پڑھتا رہے گا، کبھی کسی ظالم کے پنجہ میں گرفتار نہ ہوگا۔ (فضائل الاسماء)

(۳) اگر کوئی اس اسم کو آدھی رات یا صبح کے وقت ایک سو گیارہ مرتبہ

Marfat.com

روزانہ پڑھا کرے تو صدیقوں کے زمرہ میں داخل ہو۔ (مجموعہ وظیفۂ لاثانی)

(۴) مشکلات کے حل کے لئے روزانہ ظاہر و باطن کی طہارت و صفائی کے ساتھ ایک ہزار مرتبہ یاصمد پڑھا جائے۔ (اسمائے حسنیٰ کی برکات)

(۶۹) اَلْقَادِرُ جل جلالہ کی تشریح

''قَادِرْ'' قدرۃ سے بنا ہے۔ جس کا معنیٰ ہے کہ اندازہ، قدرت، توانائی۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کے تمام مقدورات و افعال اور اس کے تمام کام ایک مقررہ مقدار و اندازہ کے مطابق ہوتے ہیں اس لئے اسے قادر کہتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

وَالَّذِیْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً بِقَدَرٍ (الزخرف:۱۱) اور (اللہ) وہ ہے جس نے آسمان سے پانی اتارا ایک اندازے سے۔

وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ (یٰسین:۳۹) اور ہم نے چاند کی منزلیں اندازہ کے ساتھ مقرر کی ہیں۔

اس آیت مبارکہ سے پہلے والی آیت مبارکہ کے اخیر میں فرمایا: ذالک تقدیر العزیز العلیم یعنی یہ نظام کائنات مقرر کیا ہوا اندازہ ہے، ایک زبردست دانا کا۔

اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ (القمر:۴۹) بے شک ہم نے ہر چیز ایک اندازہ سے پیدا فرمائی ہے۔

قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا (الطلاق:۳) بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا ایک اندازہ رکھا ہے۔

جس طرح اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر بھی ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ یَّبْعَثَ عَلَیْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ یَلْبِسَكُمْ شِیَعًا

تم فرماؤ وہ قادر ہے کہ تم پر عذاب بھیجے تمہارے اوپر سے یا تمہارے پاؤں کے تلے سے یا تمہیں بھڑا دے مختلف گروہ کر کے

Marfat.com

وَيُذِيقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ (الانعام:٦٥)

اور ایک دوسرے کی سختی چکھائے، دیکھو ہم کیونکر طرح طرح سے آیتیں بیان کرتے ہیں کہ کہیں ان کو سمجھ آجائے۔

اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِيَ الْمَوْتٰى (القیامۃ:٤٠)

کیا وہ اس پر قادر نہیں کہ مردوں کو پھر زندہ کردے۔

فَقَدَرْنَا فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ (المرسلات:٢٣)

پھر ہم نے ایک اندازہ ٹھہرایا تو ہم کتنے اچھے قادر ہیں۔

برکات اَلْقَادِرُ جل جلالہ

(۱) جب کوئی شخص سخت سے سخت کسی مصیبت یا کسی مشکل میں مبتلا ہو جائے یا اپنے بیگانے دوست واحباب ساتھ چھوڑ جائیں تو روزانہ ایک سو مرتبہ چالیس روز تک یاقادر 'یاقدیر' یامقتدر میں سے کوئی ایک اسم مبارک یا تینوں پڑھتا رہے تو ان شاء اللہ تعالیٰ مقصد میں کامیاب ہو جائے گا۔ (شرح اسمائے باری)

(۲) جسمانی و روحانی کمزوری کے دفعیہ کے لئے روزانہ ایک سو مرتبہ یاقادر پڑھا کرے فجر اور عشاء کی نمازوں کے بعد۔ اول آخر درود شریف پڑھ لینا چاہیے۔ (فضائل الاسماء الحسنیٰ)

(۳) اگر کوئی شخص کسی دشمن کو غالب جان کر اس سے ڈرتا ہو اور اس کے دفع کرنے کی کوئی تدبیر اس سے نہ ہو سکے تو چاہیے کہ ہر نماز کے لئے وضو کرتے وقت ہر ایک عضو کے دھونے میں اس اسم کو پڑھتا رہے اور پانی بہاتا جائے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ وہ دشمنوں پر غالب رہے گا۔ (مجموعہ وظیفہ لاثانی' فضائل الاسماء' اسمائے حسنیٰ کی برکات)

Marfat.com

(۷۰) اَلْمُقْتَدِرُ جل جلالہ کی تشریح

مقتدر اقتدار سے ماخوذ ہے اور اقتدار باب افتعال کا مصدر ہے اس کا مجرد مادہ قدرۃ ہے اس لئے مقتدر کے دو معانی آتے ہیں:

(۱) سلطنت و فرمانروائی

چونکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر بھی ہے اور ساری کائنات کا سلطان اعظم، شہنشاہِ اعظم، فرمانروائے اعظم بھی ہے۔ نیز قدرت تامہ و کاملہ اور دائمہ کا مالک بھی وہی ہے اور اقتدار کلی و ذاتی اور دائمی بھی اسی کو حاصل ہے اس لئے تو مقتدر میں قادر کے مقابلہ میں مبالغہ کا معنیٰ پایا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسم قادر کا استعمال تخلیق، احیاء و اماتت، قدر و اندازہ کے افعال پر ہوا ہے جبکہ مقتدر کا استعمال مذکورہ معانی کے علاوہ عزت و غلبہ، ملک و سلطنت اور فرمانروائی کے معانی میں بھی ہوتا ہے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كُلِّهَا فَاَخَذْنٰهُمْ اَخْذَ عَزِيْزٍ مُّقْتَدِرٍ (القمر:۴۲)

انہوں نے ہماری سب نشانیاں جھٹلا دیں تو ہم نے انہیں اپنی گرفت میں لے لیا جیسے کوئی زبردست بادشاہ گرفت کرتا ہے۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ ۝ فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ (القمر:۵۴-۵۵)

بے شک پرہیزگار باغوں اور نہروں میں ہوں گے، بڑی پسندیدہ جگہ میں عظیم قدرت والے بادشاہ کے پاس ہوں گے۔

برکات اَلْمُقْتَدِرُ جل جلالہ

(۱) اپنے نفس کو مطیع و فرمانبردار کرنے اور اسے اپنے قابو میں رکھنے کے لئے روزانہ عشاء کی نماز کے بعد ایک ہزار مرتبہ یا مقتدر پڑھا جائے۔ نیز دشمن کو ہلاک کرنے کے لئے ترک حیوانات کر کے ایک ہزار مرتبہ روزانہ پڑھا جائے۔ علاوہ ازیں نفس

Marfat.com

کی غفلت وسستی کو دور کرنے اور اس میں چستی وہوشیاری اور بیداری پیدا کرنے کے لئے صبح سویرے ایک سو بیس مرتبہ روزانہ پڑھا جائے۔(اسمائے حسنیٰ کی برکات)

(۲) اگر کوئی شخص کوئی ایسا مشکل کام کرنا چاہتا ہو جو اس کی طاقت سے باہر ہو تو گیارہ دن تک روزانہ یامقتدر ایک ہزار مرتبہ پڑھ لیا کرے۔ نیز اس کی مداومت کرنے والے کی ہر مشکل آسان ہو جائے گی۔(فضائل الاسماء الحسنیٰ)

(۷۱) اَلْمُقَدِّمُ جل جلالہ کی تشریح

(۷۲) اَلْمُؤَخِّرُ جل جلالہ کی تشریح

مقدم دال کے نیچے زیر کے ساتھ تقدیم سے مشتق (بنا) ہے جس کا معنیٰ ہے آگے کرنا اور موخر "خ" کے نیچے زیر کے ساتھ تاخیر سے بنا ہے۔ جس کا معنیٰ ہے پیچھے کرنا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم رؤف ورحیم پیغمبرِ عظیم صلی اللہ علیہ وسلم کی تخلیق کو سب پر مقدم فرمایا اور آپ کی بعثت ونبوت کو سب پیغمبروں کی نبوتوں سے مؤخر فرمایا اور آپ کو اول الخلق پیدا فرمایا اور خاتم الانبیاء بنا کر ختمِ نبوت کا تاج پہنا کر تمام رسولوں اور نبیوں کے آخر میں بھیجا اس لئے اللہ تعالیٰ مقدم بھی ہے اور مؤخر بھی ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں یعنی انبیاء ورسل، اولیاء واتقیا، مؤمنین صالحین کو منازل قرب ومعرفت کی طرف آگے کرنے والا ہے اور کافروں، مشرکوں، منافقوں، نافرمانوں اور انبیاء ورسل اور اولیاء و اتقیا کے گستاخوں اور دینِ اسلام کے دشمنوں کو اپنے قرب ومعرفت سے محروم کر کے پیچھے کرنے والا ہے اور ماننے والوں کو نیکیوں کی طرف آگے کرنے والا اور برائیوں سے پیچھے کرنے والا ہے۔ جبکہ منکروں کو ان کے انکار کی وجہ سے نیکیوں سے پیچھے کرنے والا اور برائیوں کی طرف آگے کرنے والا ہے۔ اسی اللہ تعالیٰ نے علل واسباب کو معلولات و مسببات سے آگے رکھا اور معلولات ومسببات کو علل واسباب سے پیچھے کیا، اور اسی اللہ تعالیٰ نے مبادی ومقدمات کو مقاصد ومطالب پر مقدم کیا اور مقاصد ومطالب کو مقدمات ومبادی

Marfat.com

سے مؤخر کیا' اور اسی نے اشیاء و افعال کے عواقب و خواتیم کو مؤخر کیا۔ اسی نے موت کو حیات سے مؤخر کیا اور حیات کو موت سے مقدم کیا تا کہ دنیا میں لوگوں کو آزمایا جائے کہ اس فانی دنیا میں کون نیک عمل کرتا ہے اور کون بد عمل کرتا ہے۔ اور اسی رب تعالیٰ نے جزاو سزا کو اعمال و افعال سے مؤخر فرمایا ہے اور اسی نے اعمال و افعال کو جزاو سزا سے مقدم فرمایا ہے۔ بہر حال مقدم بھی وہی ہے اور مؤخر بھی وہی ہے۔

(۷۳) اَلْاَوَّلُ جل جلالہ کی تشریح

(۷۴) اَلْاٰخِرُ جل جلالہ کی تشریح

اللہ تعالیٰ اول بھی ہے اور آخر بھی ہے۔

(۱) اول اس اعتبار سے ہے کہ وہ ذات و صفات میں تمام موجودات و مخلوقات سے پہلے ہے کیونکہ وہ تمام مخلوقات کا خالق اور تمام موجودات کا موجد ہے' اور آخر اس اعتبار سے ہے کہ تمام موجودات و مخلوقات کے فنا ہو جانے اور صفحۂ ہستی سے مٹ جانے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ باقی رہے گا۔ جیسا کہ سورۃ الرحمٰن میں ہے:

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ٥ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ (الرحمٰن:۲۶-۲۷)

زمین پر جو کچھ ہے سب فنا ہونے والا ہے' اور صرف تمہارے رب کی ذات باقی رہے گی جو بڑی عظمت اور احسان والی ہے۔

نیز ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

كُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ (القصص:۸۸)

ہر چیز فنا ہونے والی ہے سوا اس کی ذات کے۔

(۲) حدیث شریف کے مطابق اللہ تعالیٰ اس اعتبار سے اول ہے کہ اس سے پہلے کوئی چیز نہیں اور آخر اس اعتبار سے ہے کہ اس کے بعد کوئی چیز نہیں۔ ہر چیز سے

Marfat.com

پہلے بھی اللہ تعالیٰ ہے اور ہر چیز کے بعد بھی اللہ تعالیٰ ہے۔ (مکمل حدیث با ترجمہ مع فائدہ آگے آئے گی۔)

(۳) اللہ تعالیٰ اول ہے کہ تمام اشیاء کے اسباب کی ابتدا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے کیونکہ وہ سب کا بانی و خالق ہے۔ اور وہ آخر بھی ہے کہ جملہ مسببات کی انتہا اللہ تعالیٰ کی طرف ہوتی ہے کیونکہ وہ سب کا مرجع ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ثُمَّ اِلَیۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ (البقرہ:۲۸) پھر تم سب اس کی طرف لوٹ کر جاؤ گے۔

گویا سب کا مبدا اور منتہیٰ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ بابرکات ہے۔

(۴) اللہ تعالیٰ موجود فی الخارج کے اعتبار سے اول ہے کیونکہ وہی تمام موجودات کا موجد و خالق ہے' اس کا وجود (موجود رہنا) اصلی حقیقی اور اوّلی ہے جبکہ تمام موجودات اور مخلوقات کا وجود عارضی' مجازی اور ثانوی ہے۔ اور ذہن کے اعتبار سے آخر ہے جیسا کہ صانع اور موجد کے اثبات کے براہین و دلائل سے ثابت ہے۔ چنانچہ ذہن پہلے موجودات اور مصنوعات کی تخلیق کی طرف جاتا ہے کہ یہ چیزیں چونکہ مخلوق ہیں لہٰذا کسی بنانے والے کے بنانے سے بنی ہیں اور باقی رہنے میں اسی کی محتاج ہیں۔ پھر ذہن غور و فکر کے بعد موجودات سے موجد اور مصنوعات سے صانع کی طرف جائے گا اور موجد و صانع اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اس لئے وہ وجودِ خارجی واقعی کے لحاظ سے اول ہے اور ذہنی و عقلی فکر و نظر کے لحاظ سے آخر ہے۔ نیز راہِ سلوک میں عارفین و سالکین کی ترتیب کے اعتبار سے بھی اللہ تعالیٰ ذہناً آخر ہے کیونکہ جب سالکین اللہ تعالیٰ کی طرف سیر کرتے چلے جاتے ہیں تو قرب و معرفت کی منازل میں سب سے آخری منزل اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہوتی ہے اور اس کی ذات کی معرفت سے پہلے جو معرفت بھی حاصل ہوتی ہے وہ بمنزلہ سیڑھی کے ہوتی ہے' آخری منزلِ مقصود تو ذاتِ حق تعالیٰ کی معرفت ہی ہے۔

(۵) اللہ تعالیٰ اول ہے کہ وہ دنیا کے احوال کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ وہ لوگ اس میں راغب نہ ہوں اور آخر ہے کہ وہ آخرت کی وضاحت کرتا ہے تاکہ لوگ اس میں شک نہ کریں۔

(۶) اللہ تعالیٰ ازلیت کے اعتبار سے اول ہے کیونکہ ازلی ہے (ہمیشہ سے

Marfat.com

ہے) اور آخر ہے ابدیت کے اعتبار سے کیونکہ وہ ابدی اور دائمی ہے' وہ ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔

(۷) اللہ تعالیٰ اول ہے باعتبار ہیبت کے اور آخر ہے رحمت کے اعتبار سے۔

(۸) وہ اول ہے باعتبار عطا و نوازشات کے اور آخر ہے باعتبار اجر و ثواب اور جزائے خیر کے۔

(۹) وہ اول ہے باعتبار رشد و ہدایت دینے کے اور آخر ہے باعتبار کفایت کرنے کے۔

(۱۰) وہ اول ہے باعتبار احسانات و انعامات فرمانے کے اور آخر ہے باعتبار مغفرت و درگزر کے۔

لفظ اول سے توحیدِ باری تعالیٰ کا اثبات

امام فخر الدین رازی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ بہت سے علمائے کرام نے لفظِ اول سے ثابت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہے' وہی ایک معبودِ برحق ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ اول کا معنیٰ ہے فردِ سابق۔ یہی وجہ ہے کہ اگر کسی نے قسم کھا کر کہا کہ اول مملوک (پہلا غلام) جو میں خریدوں گا وہ میری طرف سے آزاد ہے پھر بیک وقت دو غلام خریدے تو کوئی بھی آزاد نہ ہوگا کیونکہ اس کی شرط تھی اول مملوک جو میں خریدوں وہ آزاد ہوگا' جبکہ یہاں بیک وقت پہلی خرید میں فردیت (یعنی وحدانیت) نہیں بلکہ دوئی ہے' اگر اس کے بعد ایک غلام خریدا تب بھی آزاد نہ ہوگا کیونکہ یہاں فردیت تو ہے لیکن اولیت نہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ اولیت میں فردیت (وحدانیت) شرط ہے یعنی جو اول ہوگا' وہ لازمی طور پر واحد بھی ہوگا۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ واحد ہے اس کا کوئی شریک نہیں کیونکہ وہ اول ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ

وہی اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن اور وہی سب کچھ جانتا ہے۔

(الحدید: ۳) (ماخوذ از تفسیر روح البیان الجزء السابع والعشرون)

برکات اَلْاَوَّلُ جل جلالہ

(۱) الشیخ عبدالمجید المغربی فرماتے ہیں اگر کوئی شخص طالبِ فرزند ہو یا دفینہ حاصل کرنا چاہتا ہو یا فتوحاتِ غیبی کا طالب ہو تو چاہئے کہ بعد نماز جمعہ متواتر چالیس جمعہ اس اسم کا ورد کثرت سے کرے۔ (کم از کم سو مرتبہ) تو مقصد حاصل ہو۔

(۲) الشیخ بونی فرماتے ہیں کہ اس اسم کا ذاکر اپنے تمام مقاصد میں کامیاب رہے گا اگر اس اسم کو یا آخر کے ساتھ ملا کر (یا اول یا آخر) ذکر کرے تو مقامِ کشف حاصل ہو۔ (شمع شبستانِ رضا)

(۳) اگر کوئی مسافر اس کو روزانہ ایک ہزار مرتبہ پڑھے تو جلدی اپنے عزیزوں سے ملے اور بخیر و عافیت بامراد واپسی ہو۔

(۴) جو شخص تسخیر خلق کی نیت سے اس کو بکثرت (کم از کم ایک سو گیارہ بار) پڑھے، تمام مخلوق اس پر مہربان ہو جائے۔ (اسمائے حسنیٰ کی برکات)

برکات اَلْاٰخِرُ جل جلالہ

(۱) جو شخص روزانہ ایک ہزار مرتبہ یا آخر پڑھا کرے تو اس کے دل سے غیر اللہ کی محبت دور ہو جائے اور ان شاء اللہ تعالیٰ خاتمہ بالخیر ہو اور عمر بھر کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا۔

(۲) جو شخص اس اسم کو پڑھ کر کہیں جائے گا لوگ اس سے عزت اور احترام کے ساتھ پیش آئیں گے۔

(۳) سفر پر جاتے وقت ایک سو مرتبہ پڑھ لے تو اہلِ و عیال اور گھر بار سب محفوظ و مامون رہیں۔ (فضائل الاسماء الحسنیٰ)

Marfat.com

(۷۵) اَلظَّاهِرُ جل جلالہ کی تشریح

(۷۶) اَلْبَاطِنُ جل جلالہ کی تشریح

''ظاھر'' ظھور سے بنا ہے جس کا معنیٰ ہے عیاں ہونا' آشکارا ہونا' واضح ہونا اور باطن بطن سے بنا ہے جس کا معنیٰ ہے پوشیدہ ہونا' چھپا ہوا ہونا' نظروں سے اوجھل ہونا۔

اللہ تعالیٰ کے ظاہر و باطن ہونے کی وجوہات میں سے کچھ روح المعانی نے بیان کی ہیں اور کچھ روح البیان نے بیان کی ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(۱) اللہ تعالیٰ ظاھر ہے باعتبار وجود کے' یعنی اللہ تعالیٰ کا وجود اور اس کی مقدس ہستی قرآنی آیات اور آفاقی دلائل سے ہر ایک پر ظاہر ہے کیونکہ تمام کائنات کا وجود اور ظہور اللہ تعالیٰ کے وجود اور ظہور کا مرہونِ منت ہے۔

اللہ تعالیٰ باطن ہے باعتبارِ کنہہ اور حقیقت کے' جس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کنہہ یعنی حقیقتِ قدیمہ ازلیہ ابدیہ ہر ایک کے حواس اور عقول انسانی کے ادراک سے مخفی اور پوشیدہ ہے وہاں تک کسی کی رسائی نہیں۔

(۲) ظاھر ہے۔ غلبہ کے اعتبار سے یعنی ظاھر کا معنیٰ غالب ہے۔ اللہ تعالیٰ سب پر غالب ہے مگر اس پر کوئی چیز غالب نہیں ہوسکتی اور باطن ہے ملجاو ماویٰ کے اعتبار سے یعنی اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کا ماویٰ و ملجا ہے کیونکہ باطن کہتے ہیں اس ہستی کو جس سے پناہ حاصل کی جائے اور اس کے سوا کہیں پناہ نہ مل سکے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ باطن اس لئے ہے کہ تمام مخلوق اس کی پناہ ڈھونڈتی ہے اور سب اس کے محتاج ہیں۔

(۳) ظاھر کا معنیٰ ہے کہ اظھر من کل شئ مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز سے بڑھ کر عیاں ہے' سب پر سب سے زیادہ ظاہر و آشکارا ہے اور باطن کا معنیٰ ہے۔ البطن من کل شئ مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز سے بڑھ کر پوشیدہ ہے' سب سے زیادہ اس کی حقیقت مخفی ہے۔

Marfat.com

(۴) ظاہر کا معنیٰ ہے عالم الشھادۃ یعنی اللہ تعالیٰ تمام ظاہری اشیاء کو جانتا ہے' اور باطن کا معنیٰ ہے عالم الغیب' یعنی پوشیدہ چیزوں کو جانتا ہے۔ وہ ظاہر و باطن ہر ایک چیز کو جانتا ہے۔

(۵) ظاہر ہے آیاتِ قدرت کے اعتبار سے اور باطن ہے ذاتِ اقدس کے لحاظ سے۔

(۶) اللہ تعالیٰ اس لحاظ سے ظاہر ہے کہ وہ تمام اشیاء کو محیط ہے اور سب کا مدرک ہے یعنی تمام مخلوق اس کے احاطۂ قدرت و علم میں ہے اور باطن ہے کہ تمام اشیاء میں سے کوئی شے اس کا احاطہ نہیں کر سکتی اور نہ کوئی آنکھ اس کا ادراک کر سکتی ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ. (الانعام:۱۰۳)

آنکھیں اسے احاطہ نہیں کرتیں اور سب آنکھیں اس کے احاطہ میں ہیں اور وہی ہے نہایت باریک بین پورا خبردار۔

(۷) اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کے قلوب پر ایسا ظاہر ہے کہ وہ اسے خوب پہچانتے ہیں اور اپنے دشمنوں کے دلوں کے لئے ایسا باطن ہے کہ وہ اس کے وجود کا ہی انکار کرتے ہیں۔

(۸) ظاہر ہے حجت و دلیل سے اور باطن ہے نعمت و عطا سے۔

(۹) ظاہر ہے احدیت سے اور باطن ہے صمدیت سے۔

(۱۰) ظاہر ہے ثنا سے باطن ہے وفا سے۔

(۱۱) ظاہر ہے ولایت سے اور باطن ہے رعایت و حفاظت سے۔

(۱۲) وہ ظاہر ہے کیونکہ خالق ہے تمام انسان و حیوانات اور نباتات و جمادات کا جو نظروں میں ظاہر ہیں اور وہ باطن ہے کہ وہ جنات اور ملائکہ اور شیاطین کا خالق ہے جو نظروں سے اوجھل ہیں۔

فائدہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے قبلہ رخ بستر بچھایا جاتا اور آپ اس پر کچھ پڑھتے ہوئے

Marfat.com

لیٹ جاتے۔ رات کو سوئے ہوئے جب آنکھ کھل جاتی تو آپ یہ دعا پڑھا کرتے۔ یعنی:

اللھم رب السموت والارض ورب العرش العظیم ربنا ورب کل شیٔ فالق الحب والنوی و منزل التوراۃ والانجیل والفرقان اعوذ بک من شر کل شیٔ انت اخذ بنا صیتہ اللھم انت الاول فلیس قبلک شیٔ وانت الاخر فلیس بعدک شیٔ وانت الظاھر فلیس فوقک شیٔ وانت الاخر فلیس دونک شیٔ اقض عنا الدین واغننا عن الفقر۔

اے اللہ! اے آسمانوں اور زمین کے رب اے عرش عظیم کے رب، اے ہمارے رب، اے ہر چیز کے رب، اے دانے اور گٹھلی کو چیرنے والے، اے تورات، انجیل اور فرقان کو اتارنے والے، میں تجھ سے ہر اس چیز کے شر سے پناہ مانگتا ہوں جس کی پیشانی کو تو پکڑے ہوئے ہے۔ اے اللہ تو اول ہے پس تجھ سے پہلے کوئی چیز نہیں، تو آخر ہے پس تیرے بعد کوئی چیز نہیں۔ تو ظاہر ہے تجھ سے برتر اور کوئی نہیں۔ تو باطن ہے تیری حقیقت سے آگاہ کوئی نہیں۔ ہمارا قرض ادا فرمادے اور ہمیں فقر و فاقہ سے غنی کردے۔

واضح ہو کہ قرض کی ادائیگی اور فقر و فاقہ سے نجات کے لئے یہ دعا اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر بحوالہ مسند امام احمد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ حضرت سیدہ طیبہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور سرورِ کائنات فخر موجودات منبع فیوض و برکات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کی کہ مجھے ایک خادم عطا فرمائیے۔ آپ نے فرمایا کہ کیا میں تجھے اس سے بہتر عمل بتادوں۔ سیدہ نے عرض کی ہاں! تو آپ نے مندرجہ بالا دعا تلقین فرمائی۔ (روح المعانی، روح البیان)

فائدہ: جو شخص دو رکعت نماز نفل پڑھنے کے بعد ۴۵ مرتبہ ھو الاول والاخر والظاھر والباطن وھو بکل شیٔ علیم پڑھ کر کسی بھی جائز حاجت کے لئے دعا مانگے گا، پوری ہوگی۔ (روح البیان)

Marfat.com

برکات اَلظَّاهِرُ وَ الْبَاطِنُ جل جلالہ

(۱) جو شخص نمازِ چاشت کے بعد پانچ سو مرتبہ پڑھا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے ظاہر و باطن کو نورانی کر دے گا۔ خوابِ غفلت سے بیداری عنایت فرمائے گا اور دل کی تاریکی دور فرما دے گا اور ہر دلعزیز کر دے گا۔ (شمع شبستانِ رضا' تنویر الاسماء)

(۲) اگر کوئی شخص عشاء کی نماز کے بعد اندھیرے میں ایک ہزار اکیس مرتبہ پڑھ لے یاظاہر یاباطن تو خلقت کا محبوب بن جائے اور اس کی مخالفت اگر ہو تو ختم ہو جائے۔

(۳) اگر کوئی شخص کسی راز سے واقف ہونا چاہے تو سات دن تک ایک تہائی رات گزرنے کے بعد تین ہزار مرتبہ یاظاہر یاباطن پڑھا کرے تو ان شاء اللہ تعالیٰ اس پر وہ راز منکشف ہو جائے گا۔

(۴) جو شخص زبان بند کر کے دل سے ایک ہزار مرتبہ روزانہ یاباطن پڑھے گا تو وہ صاحب باطن اور واقف اسرار ہو جائے گا مگر صدق مقال اور اکل حلال شرط ہے۔ (فضائل الاسماء الحسنٰی)

(۷۷) اَلْوَالِیُ جل جلالہ کی تشریح

والی بھی ولی کی طرح ولایت سے ماخوذ ہے جس کے معنیٰ قریب' دوست' مددگار' متصرف' مدبر' حمایتی' متولی' وارث' مالک وغیرہ کے آتے ہیں جس کی مکمل تشریح اسم ولی کی تشریح میں گزر چکی ہے وہاں ملاحظہ فرمائیں۔ یہاں اس قدر جان لینا کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس لئے والی ہے کہ وہ اپنے علم وسیع اور قدرت کاملہ سے سب کی شہہ رگ سے زیادہ قریب ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ (ق:۱۶)	اور ہم دل کی رگ سے بھی زیادہ اس کے نزدیک ہیں۔

Marfat.com

نیز اللہ تعالیٰ اس لئے والی ہے کہ وہ سب کا مالک ہے اور تمام امور کا متولی ہے' اور ساری کائنات میں وہی متصرف ہے اور وہ اہلِ ایمان کا دوست' مددگار' حمایتی ہے اور یہ اسم مبارک قرآن کریم میں موجود ہے۔ چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے:

وَمَا لَهُم مِّن دُونِهِ مِن وَالٍ اور اس کے سوا ان (کافروں) کا کوئی مددگار نہیں۔ (الرعد:۱۱)

برکات اَلْوَالِیُ جل جلالہ

(۱) یہ اسم پاک دست کار محنتی حضرات کے لئے خاص تحفہ ہے کہ اس اسم کی برکت سے کم وقت میں زیادہ کام انجام پاتا ہے۔ اس اسم کا عامل اگر ٹھیکیدار ہو یا مزدور وہ کبھی فارغ نہ رہے۔ کم از کم روزانہ ایک سو مرتبہ پڑھ لیا کرے۔

(۲) اگر اس اسم کو برتن پر لکھ کر پانی سے دھو کر مکان یا دکان کے گوشوں نیز بالا خانہ پر چھڑکاؤ کریں تو چوری' بجلی' آندھی' طوفان' بارش' سیلاب' زلزلہ و جملہ آفات سے محفوظ رہے۔ (تنویر الاسماء)

(۳) اپنے نفس کو مطیع و فرمانبردار اور شریعت کا پابند بنانے کے لئے روزانہ ایک سو مرتبہ یاوالی پڑھا کریں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ نفس مطیع ہو جائے گا۔

(اسمائے حسنیٰ کی برکات)

(۴) اگر پانی پر تین سو تیرہ بار یہ اسم "یاوالی" پڑھ کر کسی آباد مکان کے چاروں کونوں میں چھڑک دیا جائے تو ان شاء اللہ تعالیٰ وہ مکان کبھی غیر آباد نہ ہوگا۔

(فضائل الاسماء)

(۷۸) اَلْمُتَعَالِیُ جل جلالہ کی تشریح

متعالی علو سے بنا ہے جس کا معنیٰ ہے بلند' برتر' عالی شان' عالی ذات' غالب' قوی' صفات مخلوق سے منزہ' باکمال' سردار' سب سے بڑا۔ واضح رہے کہ یہ تمام معانی اللہ

Marfat.com

تعالیٰ میں بدرجہ اتم اور بطریق کمال موجود ہیں کیونکہ وہی سب سے بلند و برتر اور عالی شان و عالی مرتبہ اور وہی سب پر غالب اور اسی کا حکم سب پر جاری و ساری ہے۔ وہ سب سے زیادہ قوت والا ہے اور تمام صفات مخلوق سے پاک ہے۔ وہی با کمال و با جمال اور سب سے بڑا ہے۔ یہی معنیٰ ہے اللہ اکبر کا (اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے)۔

یہ اسم مبارک قرآن شریف میں موجود ہے۔ ارشاد ہے:

عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِیْرُ الْمُتَعَالِ (الرعد:۹)
ہر چھپے اور کھلے کا جاننے والا سب سے بڑا (اور) بہت بلند۔

نیز اللہ تعالیٰ کی رفعت و عظمت اور علو مرتبہ بیان کرنے کے لئے اسم متعال کے افعال ماضیہ بھی قرآن مجید میں موجود ہیں:

فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ (طٰہٰ:۱۱۴)
پس سب سے بلند ہے اللہ سچا بادشاہ۔

فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِیْمِ (المؤمنون:۱۱۶)
پس بہت بلند ہے اللہ سچا بادشاہ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ عزت والے عرش کا مالک ہے۔

سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا یُشْرِكُوْنَ (النحل:۱)
پاک ہے اللہ اور برتر ہے مشرکوں کے شرک سے۔

سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا یَصِفُوْنَ (الانعام:۱۰۰)
اللہ پاک ہے اور برتر ہے مشرکوں کی شرکیہ باتوں سے۔

سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا یَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِیْرًا (بنی اسرائیل:۴۳)
اللہ پاک ہے اور برتر ہے ان کی شرکیہ باتوں سے بہت بلند و برتر۔

وَاَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا (الجن:۳)
اور بے شک ہمارے رب کی شان بہت بلند ہے نہ اس نے عورت اختیار کی ہے اور نہ اولاد۔

Marfat.com

برکات اَلْمُتَعَالِی جل جلالہ

(۱) اہل تحقیق نے فرمایا ہے کہ اس اسم کو عجز وانکساری سے پڑھنا چاہئے اور خلقِ خدا میں خود کو کم تر سمجھے تاکہ حق تعالیٰ مرتبہ بلند فرمائے اور غیب سے ہر کام سرانجام فرمائے۔ اگر کوئی عورت بعد فراغت حیض ونفاس اس اسم کی تلاوت کرے تو تمام آفات سے محفوظ رہے۔

(۲) شیخ بونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے کہ جو اس اسم ''یامتعالی'' کا کثرت سے ذکر کر کے کسی بادشاہ کے پاس جائے تو وہ عزت سے پیش آئے اور جو حاجت ہو پوری کرے۔ (تنویر الاسماء، شمع شبستانِ رضا)

(۳) جو شخص کثرت سے یامتعالی کا وظیفہ پڑھے گا، اس کی تمام مشکلات دور ہو جائیں گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ (الاسماء الحسنٰی)

(۴) جو شخص اپنے مراتب بڑھانے کے لئے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ خلوص سے محبت قائم کرنے کے لئے ایک سو ایک بار یامتعالی کا وظیفہ روزانہ پڑھا کرے گا، اس کے درجات بلند ہوں گے۔ (اسمائے حسنٰی کی برکات)

(۷۹) اَلْبَرُّ جل جلالہ کی تشریح

''بر'' اللہ تعالیٰ کا صفاتی اسم مبارک ہے۔ جس کے معنیٰ ہیں کہ قبول فرمانے والا، احسان فرمانے والا، ہمیشہ سچ بولنے والا، مہربانی فرمانے والا، حسن سلوک فرمانے والا۔

اللہ تعالیٰ ''بر'' ہے کہ وہ سب کی دعائیں قبول فرماتا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ — دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے۔ (البقرۃ:۱۸۶)

اللہ تعالیٰ ''بر'' ہے کہ وہ ساری کائنات پر احسان فرمانے والا ہے۔ یہ زمین، آسمان،

Marfat.com

سورج، چاند، ستارے، زمین پر پیدا ہونے والی غذائی اشیاء گوشت کی مختلف اقسام، گندم، چاول، مکئی، باجرہ، دالیں ان کے علاوہ ہر موسم کی بے شمار قسم کی سبزیاں، لباس کے لئے اون، کپاس، ریشم اور پینے کے لئے پانی کے علاوہ مختلف پھلوں کے مشروبات، دودھ، شہد، معدنیات میں سونا، چاندی، تانبا، پیتل، کوئلہ، نمک کی کانیں، گیس، پٹرول، مٹی کا تیل، موبل آئل، ڈیزل وغیرہ وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ کے وہ احسانات وانعامات ہیں جو انسان کے لئے بیرونی نعمتیں ہیں، ورنہ خود حضرت انسان میں عقل وحواس، آنکھ، کان، ناک، زبان، ہاتھ، پاؤں، بال اور غذاؤں اور پانی و دیگر مشروبات کے ہاضمہ کا نظام پھر ان کے اخراج کا نظام نیز سانس کے ذریعے اندر کی گرم اور زہریلی ہوا کا اخراج اور بیرونی تازہ صحت بخش ہوا کا ادخال اور خون کا نظام گردش وغیرہ، یہ بیرونی اور اندرونی سب کی سب وہ نعمتیں ہیں جن کے بغیر انسان کی زندگی ناممکن ہے۔ یہ اس بے رحیم خدا کی مادی نعمتیں ہیں جن کا اس نے بغیر طلب ہر ایک کو دینے کا وعدہ اپنے ذمہ لے رکھا۔ باقی رہیں روحانی نعمتیں تو وہ صرف اہلِ اسلام کا حصہ ہیں۔ ایمان، ایقان، عرفان، قرآن، رمضان، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ۔ ان سب کی اصل جان حبیبِ رحمان ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بے شمار احسانات وانعامات عطا فرما کر بھی کسی نعمت پر احسان نہیں جتلایا لیکن جب باری آئی حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے لال کی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے لختِ جگر کی، حضرت عبدالمطلب کے نورِ نظر کی رحمتہ للعالمین خاتم النبیین حبیب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيَاتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلَالٍ مُّبِيْنٍ

(آل عمران: ۱۶۴)

بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک عالی شان رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے گمراہی میں تھے۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ سب سے بڑا محسن ہے اور اس کے بعد اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ

Marfat.com

علیہ وسلم سب سے بڑے محسن ہیں جن کے توسل سے سب کچھ ملا۔

اللہ تعالیٰ بر ہے کہ وہ ہمیشہ سچ بولتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا — اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی ہے۔ (النساء:۸۷)

چونکہ اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ سچا ہے اس لئے اس کی دیگر صفات کی طرح سچ (صدق) بولنا واجب بالذات اور قدیمی صفت ہے یعنی اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہر حال میں لازمی طور پر سچ بولتا ہے اور کذب بیانی (جھوٹ بولنا) اللہ تعالیٰ کے لئے ناممکن اور محال ہے۔ جس طرح بیوی، بچے اور شریک کا ہونا اللہ تعالیٰ کی شانِ قدرت کے خلاف ہیں اور ان سے پاک ہونا اللہ تعالیٰ کے لئے واجب اور ضروری اور لازمی ہے اسی طرح جھوٹ بولنا اللہ تعالیٰ کی شانِ قدرت کے خلاف ہے اور جھوٹ سے پاک ہونا اللہ تعالیٰ کے لئے واجب اور ضروری ہے۔ چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے:

وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا — اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی ہے۔ (النساء:۱۲۲)

اس آیت سے بھی صدق کا وجوب اور کذب کا محال ہونا ثابت ہے۔

اللہ تعالیٰ بر ہے کہ اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے جس کی تشریح اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام رحمٰن اور رحیم میں گزر چکی ہے۔ وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ "بر" ہے کہ اپنے بندوں کے ساتھ حسن سلوک فرمانے والا ہے۔ اس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ کفر و شرک اور فسق و فجور کے باوجود اللہ تعالیٰ کافروں، مشرکوں اور نافرمانوں، گناہگاروں پر برابر مادی اور دنیاوی احسان فرما رہا ہے، صرف یہی نہیں بلکہ اس کی طرف سے اعلانِ عام ہے کہ جو شخص کفر و شرک سے توبہ کر کے ایمان قبول کر لے اور اسلام میں داخل ہو جائے اور نیک عمل شروع کر دے تو اسے معاف کر دیا جائے گا۔ اسی طرح فاسق و فاجر شخص اپنے گناہوں سے توبہ کر کے نیک بن جائے تو اس کے گزشتہ گناہ معاف ہو جائیں گے۔

واضح رہے کہ بر کا معنی نیکی اور اطاعت کرنا بھی آتا ہے اور اللہ تعالیٰ کسی کی

Marfat.com

اطاعت کرنے اور بندوں جیسے اعمال صالحہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ سے پاک ہے کیونکہ اس کی اطاعت کرنے کا حکم ہے، وہ مطاع ہے مطیع نہیں اور نیک اعمال بھی اسی کی رضا کی خاطر کرنے کا حکم ہے۔ وہ کسی کے احکام و اعمال کا مکلّف نہیں۔ البتہ اس کے تمام احکام و افعال معصیت سے پاک ہیں اور سب کے سب صالحہ کاملہ حسنہ ہیں۔

(۸۰) اَلتَّوَّابُ جل جلالہ کی تشریح

''تواب'' تائب کا مبالغہ ہے اور تائب مشتق ہے توبہ سے اور توبہ کا اصل میں معنیٰ ہے رجوع کرنا۔ جب اس کی نسبت بندے کی طرف کی جاتی ہے تو گناہ سے نیکی کی طرف رجوع کرنا مراد ہوتا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کی طرف ہوتی ہے تو رحمت کے ساتھ رجوع کرنا مراد ہوتا ہے۔

تفسیر تبیان القرآن میں لکھا ہے کہ توبہ کا لغوی معنیٰ ہے رجوع کرنا اور بندہ کی توبہ یہ ہے کہ وہ معصیت سے طاعت کی طرف اور غفلت سے اللہ تعالیٰ کی یاد کرنے کی طرف رجوع کرے، اور اللہ تعالیٰ کے توبہ قبول کرنے کا معنیٰ یہ ہے کہ وہ دنیا میں بندہ کے گناہ پر پردہ رکھے بایں طور کہ کوئی شخص اس کے گناہ پر آگاہ نہ ہو سکے اور آخرت میں اس کو سزا نہ دے۔ خلاصہ یہ ہے کہ وہ عذاب دینے سے مغفرت کی طرف رجوع کرے۔

توبہ کا شرعی معنیٰ یہ ہے کہ گناہ کو برا جان کر فوراً ترک کر دے۔ اس سے جو تقصیر ہوئی ہے اس پر نادم ہو۔ آئندہ اس گناہ کو نہ کرنے کا پختہ عزم کرے اور جو گناہ اس سے ہو گیا ہے اس کا تدارک اور تلافی کرے۔ (مثلاً فوت شدہ نمازوں اور روزوں کو قضا کرے) اور اگر اس گناہ کا تعلق حقوق العباد سے ہو تو پھر توبہ کے قبول ہونے کی ایک زائد شرط یہ ہے کہ وہ صاحبِ حق کو اس کا حق واپس کرے یا اس سے معاف کرائے اور اگر اس کے ذمہ حقوق اللہ ہوں تو وہ نوافل اور فروضِ کفایہ میں مشغول ہونے کے بجائے ان فوت شدہ فرائض کو ادا کرے کیونکہ جس شخص کی نمازیں اور روزے قضا ہوں اور وہ نوافل میں مشغول ہو تو وہ نفل ادا کرنے کے حال میں بھی فسق سے خارج نہیں ہوگا۔

Marfat.com

قرآن و سنت میں توبہ کا بیان

اِنَّمَا التَّوۡبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيۡنَ يَعۡمَلُوۡنَ السُّوۡٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوۡبُوۡنَ مِنۡ قَرِيۡبٍ فَاُولٰٓـئِكَ يَتُوۡبُ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيۡمًا حَكِيۡمًا ○ وَلَيۡسَتِ التَّوۡبَةُ لِلَّذِيۡنَ يَعۡمَلُوۡنَ السَّيِّاٰتِ حَتّٰۤى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الۡمَوۡتُ قَالَ اِنِّىۡ تُبۡتُ الۡـٰٔنَ وَلَا الَّذِيۡنَ يَمُوۡتُوۡنَ وَهُمۡ كُفَّارٌ اُولٰٓـئِكَ اَعۡتَدۡنَا لَهُمۡ عَذَابًا اَلِيۡمًا

(النساء: ۱۷۔۱۸)

اللہ پر توبہ (کا قبول کرنا) صرف ان لوگوں کے لئے ہے جو (عذاب الٰہی سے) جہالت کی بنا پر گناہ کر بیٹھیں پھر جلدی توبہ کرلیں تو یہ وہ لوگ ہیں جن کی توبہ اللہ قبول فرماتا ہے اور اللہ بہت جاننے والا اور بہت حکمت والا ہے۔ اور توبہ (کا قبول ہونا) ان لوگوں کے لئے نہیں ہے جو (مسلسل) گناہ کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو موت آئے تو کہتا ہے میں نے اب توبہ کی اور نہ یہ (قبول توبہ) ان لوگوں کے لئے ہے جو کفر کی حالت میں مرجاتے ہیں ان کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

امام احمد روایت کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: گناہ کی توبہ یہ ہے کہ توبہ کے بعد دوبارہ وہ گناہ نہ کرے۔ (مسند احمد ج ا ص ۴۴۶، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ)

امام ابن ماجہ روایت کرتے ہیں حضرت معقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ندامت توبہ ہے۔

(سنن ابن ماجہ ص ۱۳۱۳ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

اس حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ (مسند احمد)

امام ابن ماجہ روایت کرتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے

Marfat.com

ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم خطائیں کرو حتیٰ کہ تمہاری خطاؤں سے آسمان بھر جائے پھر توبہ کرو تو اللہ تعالیٰ تمہاری توبہ قبول فرمالے گا۔ (سنن ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص گناہ سے توبہ کرلے وہ اس شخص کی مثل ہے جس نے گناہ نہ کیا ہو۔ (سنن ابن ماجہ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر بنی آدم خطا کار ہے اور خطا کاروں میں سب سے اچھے توبہ کرنے والے ہیں۔

(سنن دارمی، مسند احمد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ غرغرۂ موت (جب سانس اکھڑنے لگے) سے پہلے پہلے بندہ کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے استغفار کرلیا اس نے اصرار نہیں کیا خواہ وہ ایک دن میں ستر مرتبہ گناہ کرے۔ (سنن ابوداؤد)

ستر مرتبہ سے مراد کثرت ہے یعنی اگر ایک دن میں انسان کئی بار گناہ کرے اور ہر گناہ کے بعد نادم اور شرمندہ ہو اور صحیح نیت سے توبہ بھی کرے اور بار بار ایسا ہوتا رہے تو یہ گناہ پر اصرار نہیں۔ اصرار اس وقت ہوتا ہے جب گناہ پر نادم اور تائب نہ ہو اور بغیر ندامت اور توبہ کے گناہ پر گناہ کرتا چلا جائے۔

صغیرہ گناہ پر اصرار اس کو کبیرہ بنا دیتا ہے کیونکہ جب انسان صغیرہ گناہ کے ارتکاب کے بعد بغیر توبہ اور استغفار اور بغیر ندامت کے دوبارہ اسی گناہ کو کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ گناہ کو بہت ہلکا اور معمولی جانتا ہے اور کسی بھی گناہ کو ہلکا سمجھنا کبیرہ گناہ ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کبیرہ گناہ استغفار کے بعد کبیرہ نہیں رہتا (یعنی مٹ جاتا ہے) اور صغیرہ گناہ پر اصرار کرنے کے بعد وہ گناہ صغیرہ نہیں رہتا (یعنی کبیرہ ہو جاتا ہے) (مختصر تاریخ دمشق)

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے استغفار کو لازم کرلیا اللہ تعالیٰ اس کی ہر پریشانی کا حل بنا دے گا اور ہر تنگی سے اس کے لئے کشادگی کر دے گا اور اس کو وہاں سے رزق دے گا جہاں اس کا وہم وگمان بھی نہ ہوگا۔ (مختصر تاریخ دمشق)

اس لئے ہر مسلمان کو چاہئے کہ ہر وقت اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کرتا رہے اور یہ پڑھا کرے:

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ

یا یہ پڑھا کرے:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَتُبْ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ

(ماخوذ از تفسیر تبیان القرآن جلد اول)

کیونکہ ہر مسلمان پر توبہ کرنا فرض ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

یایھا الذین امنوا توبوا الی للہ توبۃ نصوحا (التحریم:۸) اے ایمان والو! اللہ کی بارگاہ میں سچی توبہ کرو۔

تــواب اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ہے جس کا معنیٰ ہے بہت توبہ قبول فرمانے والا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ اس لئے وہ تــواب ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ (المؤمن:۳) گناہ بخشنے والا اور توبہ قبول کرنے والا۔

دوسرے مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَھُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَۃَ عَنْ عِبَادِہٖ وَیَعْفُوْا عَنِ السَّیِّاٰتِ وَیَعْلَمُ مَاتَفْعَلُوْنَ (الشوریٰ:۲۵) اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور گناہوں سے درگزر فرماتا ہے اور جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔

Marfat.com

برکات اَلتَّوَّابُ جل جلالہ

(۱) جو شخص گناہوں کے سبب تکلیف و مصیبت اور رزق کی تنگی میں مبتلا ہو وہ چار سو نو مرتبہ یا تواب روزانہ پڑھا کرے تو اس اسم مبارک کی برکت سے ورد کے بعد جو دعا کرے گا' قبول ہوگی اس کے گناہ مغفور ہوں گے' رحمت و کرم کی بارش ہوگی۔

(۲) جو شیر خوار بچہ بہت روتا ہو اس پر ستر مرتبہ یــا تــواب پڑھ کر دم کر دیا جائے تو وہ بچہ ہر مرض اور آفات و بلیات سے محفوظ رہے۔

(۳) جو اس اسم کا عامل و ذاکر اس کے معانی و صفات میں غرق ہو کر پڑھے گا وہ اولیائے کاملین میں شمار ہوگا اور فواحش و منکرات اور بے حیائی و برائی کے کاموں سے اس کا دل متنفر ہو جائے گا اور نیک کاموں کی طرف راغب ہوگا۔

(شمع شبستانِ رضا بحوالہ تنویر الاسماء' شرح الاسماء)

(۸۱) اَلْمُنْتَقِمُ جل جلالہ کی تشریح

منتقم انتقام سے بنا ہے اور انتقام کا معنیٰ ہے بدلہ لینا اور سزا دینا۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کافروں اور مشرکوں سے کفر و شرک اور نافرمانی کا بدلہ لینے والا ہے اور ان کے تمرد و بغاوت اور سرکشی پر انہیں سزا دینے والا ہے۔ یہ اسم مبارک بھی قرآن مجید میں موجود ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ (الدخان:۱۶)

جس دن ہم (انہیں پوری شدت سے) بڑی پکڑ پکڑیں گے بے شک ہم (اس دن ان سے) بدلہ لے لیں گے۔

اس آیت کریمہ کے علاوہ دیگر چند آیات میں لفظ منتقم تو نہیں ہے لیکن ان میں ایسے افعال اور مصدر موجود ہیں جن سے اسم فاعل مــنـتـقـم آتا ہے اور ان کا فاعل بھی اللہ

Marfat.com

تعالیٰ ہے۔ مثلاً

وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ (المائدہ:۹۵)

اور جواب (نافرمانی کی طرف) لوٹے گا تو اللہ اس سے (ضرور) انتقام لے گا اور اللہ زبردست انتقام لینے والا ہے۔

فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ (الروم:۴۷)

پھر ہم نے مجرموں سے بدلہ لیا اور ہمارے ذمۂ کرم پر لازم ہے مسلمانوں کی مدد کرنا۔

وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ (آل عمران:۴)

اور اللہ غالب ہے بدلہ لینے والا۔

وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِعَزِيْزٍ ذِى انْتِقَامٍ (الزمر:۳۷)

اور جسے اللہ ہدایت دے تو اسے کوئی بھٹکانے والا نہیں۔ کیا اللہ نہیں ہے زبردست انتقام لینے والا؟

اس کے علاوہ منتقم باب افتعال ثلاثی مزید فیہ کا اسم فاعل ہے اور اس کا مصدر انتقام ہے اور انتقام کا مجرد مادہ نقم ہے، جس کا معنیٰ ہیں غضب ناک ہونا' ناراض ہونا' برا ماننا' ناپسند کرنا' مکروہ جاننا۔

چونکہ اللہ تعالیٰ کفار و مشرکین کے باطل عقائد اور ان کے برے' ناپسندیدہ اور مکروہ افعال و اعمال پر غضب ناک اور ناراض ہو کر ان سے انتقام لینے والا ہے۔ اس لئے وہ منتقم ہے۔ واضح رہے کہ مجرد کے افعال قرآن مجید میں مخلوق کے لئے استعمال ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَا نَقَمُوْا اِلَّا اَنْ اَغْنَاهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ (التوبہ:۷۴)

اور وہ غضب ناک نہیں ہوئے مگر اس پر کہ اللہ و رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔

Marfat.com

وَمَا نَقَمُوا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ (البروج:۸)

اور انہیں مسلمانوں کا کیا برا لگا یہی کہ وہ ایمان لائے اللہ عزت والے سب خوبیوں والے پر۔

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ (المائدہ:۵۹)

تم فرماؤ کتابیو تمہیں ہمارا کیا برا لگا یہی نہ کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور جو ہماری طرف اترا اور اس پر جو پہلے اترا اور بے شک تم میں اکثر نافرمان ہیں۔

برکات اَلْمُنْتَقِمُ جل جلالہ

(۱) جن لوگوں کے کاروبار، کارخانوں، دکانوں کو بوجہ حسد سفلی عمل کے ذریعے باندھ دیا جاتا ہے یا جو لوگ برے دوستوں یا نفس کے فریب میں آ کر اپنی عزت و دولت کو قمار بازی، سٹہ، ریس وغیرہ میں برباد کر چکے ہوں اور اپنی کھوئی ہوئی عزت و دولت حاصل کرنا چاہتے ہوں تو سچے دل سے تائب ہو کر روزانہ ایک ہزار مرتبہ یاتواب یامنتقم کا ورد کریں۔ ان شاءاللہ تعالیٰ پھر وہی دن ہوں گے اور وہی راتیں۔ (شرح اسماء)

(۲) جس نیک مقصد کے لئے آدھی رات کو کھڑے ہو کر یہ اسم تین ہزار بار پڑھ کر دعا کی جائے تو ان شاءاللہ تعالیٰ وہ مقصد پورا ہو۔

(۳) اگر کوئی شخص کسی جھوٹے فوجداری مقدمہ میں پھنس گیا ہو بارہ بجے دن کو پانچ ہزار مرتبہ تین روز تک یامنتقم پڑھے بہت جلد دشمن ہلاک ہو گا۔

(فضائل الاسماء الحسنیٰ)

Marfat.com

(۸۲) اَلْعَفُوُّ جل جلالہ کی تشریح

عفو عفا یعفو باب کے مصدر عفو سے بنا ہے اور عفو کا معنیٰ ہے درگزر کرنا' معاف کرنا' گناہوں کو مٹانا' جرم پر گرفت کو ترک کرنا' جرم پر عار و ندامت اور شرمندہ و رسوا کرنے کے عمل کو ترک کرنا۔ اور یہ اسم مبارک یعنی عفو (جو دراصل عفو و تھا پہلی واؤ کا دوسری واؤ میں ادغام کر دیا گیا ہے) غفور کی طرح اسی باب کے اسم فاعل کا مبالغہ ہے یعنی بہت درگزر کرنے والا' بڑا معاف کرنے والا' زبردست گناہوں کو مٹانے والا ہے۔ یہ اسم مبارک قرآن مجید میں متعدد مقامات پر آیا ہے۔ مثلاً

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا — بے شک اللہ بہت معاف کرنے والا (اور) بخشنے والا ہے۔ (النساء:۴۳)

وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا — اور بہت معاف کرنے والا (اور) بہت بخشنے والا ہے۔ (النساء:۹۹)

اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا (النساء:۱۴۹) — اگر تم کوئی بھلائی علانیہ کرو یا چھپ کر کرو یا کسی کی برائی سے درگزر کرو تو بے شک اللہ بہت معاف کرنے والا قدرت والا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ "تم کسی نیکی کو ظاہر کرو یا چھپا کر کرو" نماز' روزہ' صدقہ اور خیرات کی تمام اقسام کے نیک کاموں کو شامل ہے۔ فرائض علانیہ ادا کرنے چاہئیں تاکہ انسان پر ترکِ فرائض کی تہمت نہ لگے اور نوافل چھپا کر ادا کرنے چاہئیں تاکہ انسان کے اعمال میں زیادہ سے زیادہ اخلاص آ سکے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن سات آدمیوں پر اللہ تعالیٰ اپنا سایہ کرے گا جس دن اس کے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ آپ نے ان سات میں سے ایک اس شخص کا ذکر کیا جو چھپا کر صدقہ دے۔ حتیٰ کہ بائیں ہاتھ کو پتا نہ چلے کہ دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے۔ (بخاری)

Marfat.com

اس آیت میں دوسری نیکی یہ بیان فرمائی ہے کہ کسی برائی کو معاف کردو اور اس پر دلیل یہ قائم فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ بہت معاف کرنے والا نہایت قدرت والا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ عذاب پر قادر ہونے کے باوجود بندوں کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے سو تم بھی اللہ تعالیٰ کے اخلاق سے متخلق ہو جاؤ اور اس کی صفات سے متصف ہو جاؤ اور انتقام لینے پر قدرت کے باوجود لوگوں کی غلطیوں اور خطاؤں کو معاف کر دیا کرو۔ اور اگر تم نے لوگوں کی خطاؤں کو معاف نہ کیا تو تم اللہ تعالیٰ سے اپنی خطاؤں کی معافی کی کیسے توقع رکھو گے۔

(تفسیر تبیان القرآن جلد دوم)

اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ (الحج:٦٠) بے شک اللہ بہت معاف کرنے والا (اور) نہایت بخشنے والا ہے۔

اس آیت کریمہ کے تحت علامہ حقی حنفی لکھتے ہیں کہ عفو وہ ذات ہے جو فرشتوں کے لکھے ہوئے اعمال نامہ سے اور مجرم کے قلب سے گناہوں کے نشانات بھی مٹا دے تاکہ اس بے چارے سے قیامت میں ان گناہوں کا مطالبہ نہ ہو اور نہ ہی فرشتے اسے اس کے گناہ یاد دلا کر رسوا کریں۔ اور کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ عفو غفور خدا اس کے گناہوں کے عوض اس کی نیکیاں لکھوا دیتا ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا (الفرقان:٧٠) مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ تعالیٰ بھلائیوں سے بدل دے گا اور اللہ بہت بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔

اور عفو کو غفر سے مقدم اس لئے کہا گیا کہ عفو، غفر سے زیادہ بلیغ ہے کیونکہ عفو گناہوں کے مٹا دینے کا نام ہے جبکہ غفر صرف گناہوں کو چھپا دینے کا نام ہے۔

(ماخوذ از تفسیر روح البیان الجزء السابع عشر)

Marfat.com

برکات اَلْعَفُوُّ جل جلالہ

(۱) جو شخص کثرت سے یاعفو پڑھا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ اپنے فضل و کرم سے معاف کردے گا۔ (خلوص نیت اور سچی توبہ شرط ہے)

(۲) اگر ایک سو مرتبہ یاعفو کسی چیز پر دم کر کے عورت اپنے شوہر کو کھلائے تو اس کا غصہ جاتا رہے۔ (فضائل الاسماء)

(۳) جب انسان پر روزی تنگ ہو یا پریشانی دامن گیر ہو یا کوئی مصیبت پیش آئے یا اولاد کی تمنا ہو یا مال و متاع کی زیادتی چاہتا ہو تو خلوصِ دل سے سچی توبہ کرے اور یاغفار، یاغفور، یاعفو ملا کر کم از کم ایک سو مرتبہ روزانہ پڑھا کرے۔ ان شاء اللہ سب فوائد حاصل ہوں گے کیونکہ یہ تینوں اسماء مبارکہ سریع التاثیر ہیں۔ (تنویر الاسماء)

(۸۳) اَلرَّءُوْفُ جل جلالہ کی تشریح

رؤف مبالغہ کا صیغہ ہے اور رأفت سے بنا ہے جس کا معنیٰ ہے شدتِ رحمت یعنی نقصان دہ اور ناپسندیدہ چیزوں کا دور کرنا۔ جبکہ رحیم میں اس معنیٰ کے ساتھ ساتھ فضل و کرم اور انعام و اکرام فرمانا بھی شامل ہے۔ لہٰذا اس معنیٰ کے اعتبار سے رؤف خاص ہے اور رحیم عام ہے مگر چونکہ دفعِ ضرر حصولِ نفع سے زیادہ اہم ہوتا ہے۔ اس لئے یہاں (درج ذیل) آیت کریمہ میں رؤف کو رحیم پر مقدم کیا گیا ہے۔ (وہ آیت درج ذیل ہے)

اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ — بے شک اللہ آدمیوں پر بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔ (البقرۃ:۱۴۳)

بعض علمائے کرام نے فرمایا کہ رؤف سے اس طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خواص (محبوبانِ خدا) پر بہت ہی زیادہ اور بے حد و حساب رحمت و شفقت فرمانے والا ہے۔ اور رحیم سے اس طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عوام پر حسبِ مراتب رحمت فرمانے والا

Marfat.com

ہے اس لئے رؤف کو رحیم سے پہلے ذکر کیا ہے کہ اس کا تعلق معزز و مکرم خواص کے ساتھ ہے۔ **وقال الآلوسی لایدل علیه کتاب و لا سنة و لا استعمال.**

(روح المعانی الجزء الثانی)

واضح رہے کہ یہ اسم مبارک بھی مذکورہ بالا آیت کریمہ کے علاوہ متعدد مقامات پر قرآن مجید میں مذکور ہے۔ ان میں سے چند آیات درج ذیل ہیں:

وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ (البقرۃ:۲۰۷)	اور اللہ بندوں پر بہت مہربان ہے۔
وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ (آل عمران:۳۰)	اور اللہ بندوں پر بہت مہربان ہے۔
اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (التوبہ:۱۱۷)	بے شک وہ ان پر نہایت مہربان رحم والا ہے۔
فَاِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (النحل:۴۷)	پس بے شک تمہارا رب نہایت مہربان بہت رحم والا ہے۔
وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (النور:۲۰)	اور بے شک اللہ بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔
وَاِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (الحدید:۹)	اور بے شک اللہ تم پر ضرور بہت مہربان بڑا رحم والا ہے۔
رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (الحشر:۱۰)	اے ہمارے رب! ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ رکھ۔ اے ہمارے رب بے شک تو ہی نہایت مہربان رحم والا ہے۔

علامہ الشیخ اسماعیل حقی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (سورۃ التوبہ آیت ۱۱۷ کے تحت) لکھتے ہیں کہ:

(۱) ''رؤف'' رافة سے بنا ہے جس کا معنیٰ ہے' ضرر رساں اور نقصان

Marfat.com

دہ چیزوں سے بچانا اور رحیم، رحمت سے بنا ہے جس کا مطلب ہے نفع پہنچانا یعنی رؤف نقصان سے بچانے والا رحیم نفع دینے والا۔

(۲) رؤف سابقہ غلطیوں کو معاف کرنے والا اور رحیم آنے والی کوتاہیوں کی بخشش کرنے والا۔

(۳) اللہ تعالیٰ رؤف ورحیم اس لئے بھی ہے کہ اس نے رافت ورحمت اور شفقت ومہربانی فرماتے ہوئے اپنے محبوب کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے ہاں رسولِ عالم، رحمتِ عالم اور بے شمار معجزات عنایت فرما کر بھیجا ہے۔

(ماخوذ من تفسیر روح البیان الجزء الحادی عشر)

برکات اَلرَّؤُفُ جل جلالہ

(۱) یہ اسم مبارک تسخیر ومحبت اور دشمن کے ظلم سے رہائی کے لئے پڑھنا چاہئے۔اس کے عامل کو ہر شخص محبت وپیار سے دیکھے، کاروبار کرنا چاہے تو لوگ اسے بخوشی قرض دیں اور واپسی کا تقاضا نہ کریں اگر خیانت کی نیت سے اس عمل کو کرے تو ذلیل وخوار ہو۔ورنہ عظمت ووقار اس کے قدم چومے۔ (شمع شبستانِ رضا بحوالہ شرح الاسماء)

(۲) اگر بدمزاج اور غصہ کا تیز شخص اس اسم (یارؤف) کو تین سو مرتبہ روزانہ صبح وشام پڑھا کرے تو اس کی بدمزاجی ختم اور غصہ دور ہو جائے گا۔

(۳) اگر کسی مظلوم کی ظالم سے سفارش کرنی ہو اور وہ کسی کی سفارش نہ سنتا ہو تو ایک سو دس مرتبہ یارؤف پڑھ کر اس کے پاس جائے تو وہ سفارش سن لے گا۔

(فضائل الاسماء الحسنیٰ)

Marfat.com

(۸۴) مَالِکُ الْمُلْکِ جل جلالہ کی تشریح

اس اسم کا معنیٰ ہیں کہ تمام ملک کا مالک' تمام جہان کا بادشاہ۔

الملک میں لام استغراق کا ہے جس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام ممالک کا مالک و بادشاہ ہے نہ کوئی ملک اس کی ملکیت سے خارج ہے نہ کوئی سلطنت' بلکہ وہ بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔ وہی درحقیقت شہنشاہِ کائنات ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قُلِ اللّٰھُمَّ مَالِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِکَ الْخَیْرُ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (آل عمران:۲۶)

(اے حبیب یوں) عرض کرو اے اللہ! اے سب ملکوں کے مالک تو بخش دیتا ہے ملک جسے چاہتا ہے اور چھین لیتا ہے ملک جس سے چاہتا ہے' اور عزت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور ذلت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے تیرے ہی ہاتھ میں ہے ساری بھلائی' بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

شانِ نزول: جب حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خندق کے موقع پر مسلمانوں کو فارس و روم وغیرہ کی فتح کی خوشخبری دی تو منافقوں اور یہودیوں نے مذاق اڑایا کہ کہاں وہ محفوظ ملک اور کہاں یہ غریب و کمزور مسلمان۔ بھلا یہ کیسے فتح حاصل کر لیں گے۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی جس میں واضح کر دیا گیا ہے کہ تمام ملکوں کا حقیقی مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے' وہ جسے چاہتا ہے ملک و سلطنت عطا فرما دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے' عزت و ذلت دینے والا وہی ہے۔

(خلاصہ ماخوذ من تفسیر کبیر و روح البیان الجزء الثالث)

حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

انا اللہ ملک الملوک قلوب الملوک ونواصیھم بیدی.

میں اللہ ہوں میں تمام بادشاہوں کا بادشاہ ہوں تمام بادشاہوں کے دل اور ان کی پیشانیاں میرے قبضۂ قدرت میں ہیں۔

Marfat.com

اگر بنو آدم نے میری اطاعت کی تو میں ان کو بے حد وحساب رحمت عطا کروں گا اور اگر وہ نافرمانی کریں گے تو میں انہیں عذاب دوں گا۔ لہٰذا اے میرے بندو! بادشاہوں کو گالی دینے میں مشغول نہ رہو بلکہ میری طرف رجوع کرو تاکہ میں ان کو تمہارے اوپر مہربان بنا دوں۔ یہی مطلب ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادِ گرامی کا جو کہ آپ نے فرمایا: جیسے تمہارے کردار ہوں گے ویسے ہی تمہارے اوپر حاکم مسلط ہوں گے اگر تم اللہ ورسول کی اطاعت کرو گے تو تمہارے اوپر تمہارے حاکم مہربان ہوں گے اور اگر تم گناہ کرو گے تو تم پر ظالم وجابر حکمران مسلط ہوں گے۔ (تفسیر روح البیان الجزء الثالث)

تَبٰرَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (الملک:۱)

بڑی برکت والا ہے وہ جس کے قبضہ میں (سب جہانوں کی) بادشاہی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اس آیت کریمہ میں واضح کر دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسی زبردست قدرت و اختیار کی مالک ذات ہے کہ جس کے قبضۂ قدرت میں تمام جہانوں کی سلطانی وحکمرانی اور فرمانروائی ہے' بلندیاں ہوں یا پستیاں' آسمان ہو یا زمین ہر طرح کی مخلوقات ہر قسم کے حالات و واقعات سب اسی کے تصرف میں ہیں۔ عرش اعظم کی بلندی سے لے کر تحت الثریٰ کی پستی تک مشرق سے لے کر مغرب تک شمال سے لے کر جنوب تک ازل سے لے کر ابد تک سب پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اسی کی بادشاہی کا سکہ چل رہا ہے' اور ہر طرح کی سلطانی' ہر جگہ کی بادشاہی' ہر چیز پر تصرف وقدرت اسی کو حاصل ہے۔

لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (الحدید:۲)

اسی کے لئے ہے آسمانوں اور زمین کی سلطنت وہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور وہ سب کچھ کرسکتا ہے۔

اس آیت کریمہ سے بھی ثابت ہو گیا ہے کہ آسمانوں اور زمین کی سلطنت و بادشاہی صرف اللہ تعالیٰ کی ہے' وہی موت وحیات کا مالک اور وہ ہر چیز پر پوری طرح قدرت رکھتا ہے۔

Marfat.com

برکات مَالِکُ الْمُلْکِ جل جلالہ

(۱) جو شخص اس اسم کو روزانہ پانچ سو مرتبہ پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اسے غنی کر دے گا' اس کے رزق میں وسعت وترقی ہوگی اور کسی کا محتاج نہیں ہوگا۔

(۲) جو شخص اس اسم مبارک کو سات ہزار مرتبہ روزانہ پڑھا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے مال ودولت میں عزت وآبرو میں اضافہ فرمائے گا۔ ساری زندگی عزت وآبرو کے ساتھ گزارے گا' کوئی اس کی عزت پر حملہ نہیں کر سکے گا۔ (ماخوذ از فضائل الاسماء)

(۳) جو شخص اپنے نفس کو تابع رکھنے کے لئے روزانہ ایک سو مرتبہ اس اسم کو پڑھا کرے تو نہ صرف اپنے نفس پر بلکہ دوسروں کے نفسوں پر بھی قوت وتصرف حاصل ہو۔ (اسمائے حسنیٰ کی برکات)

(۸۵) ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ جل جلالہ کی تشریح

ذوالجلال والاکرام میں دو لفظ جلال اور اکرام کے الگ الگ معنیٰ ہیں۔ اگرچہ آپس میں قریب قریب ملتے جلتے ہیں۔ جلال کا معنیٰ ہے بڑی شان' بڑی بزرگی' عیبوں سے پاک ہونا۔ اکرم کا معنیٰ ہے کہ بہت معزز' بہت بڑا سخی' زبردست غالب۔ لفظ ذو (والا) ملانے سے معنیٰ بنے گا اللہ تعالیٰ بڑی شان والا' بہت بڑی بزرگی والا' تمام عیبوں سے پاک ذات' سب سے زیادہ عزت والا' سب سے بڑھ کر فیاض وسخی اور سب پر غلبہ وقدرت رکھنے والا ہے۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی بڑی شان والا' بزرگ وبرتر اور تمام عیبوں سے منزہ ہے اور وہی اپنے نیک بندوں کو بڑی شانیں اور بزرگیاں دینے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے سوا کسی میں کوئی کمال ذاتی نہیں ہے۔ نیز وہی تمام عزتوں کا مالک ہے جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے۔ اور وہی بہت بڑا فیاض وسخی اور داتا ہے کہ منکر وکافر اور مسلم

Marfat.com

ومومن، اپنے پرائے، دوست ودشمن سب کی تربیت فرما رہا ہے اور سب کو عزت، رزق، صحت، مال واولاد سب کچھ دے رہا ہے۔ وہی سب پر غالب وقاہر اور قادر ہے، کوئی اس پر غالب نہیں ہے بلکہ سب مغلوب ومقہور ہیں لیکن اس کے باوجود محبوبانِ خدا اولیاء اللہ جو چاہتے ہیں، جب چاہتے ہیں، جتنا چاہتے ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں ضرور دے دیتا ہے۔ جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ کا فرمانِ ذی شان ہے۔ ولئن سالنی لاعطینه یعنی اور البتہ اگر میرا محبوب بندہ مجھ سے مانگے گا تو میں البتہ ضرور ضرور اُسے دوں گا۔ یہاں قابل غور بات یہ ہے کہ لئن سالنی میں مفعول ثانی ذکر نہیں ہے، کیا مانگے، کب مانگے، کتنا مانگے، کس کس کے لئے مانگے۔ جب مفعول محذوف ہو تو عام ہوا کرتا ہے۔ لہٰذا نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ کا عبادت گزار محبوب بندہ جب مانگے، جتنا مانگے، جس جس کے لئے جو جو مانگے اللہ تعالیٰ کا مؤکد اور پختہ وعدہ ہے کہ ضرور، ضرور عنایت کرے گا کیونکہ لاعطینه میں تین تاکیدیں ہیں لام تاکید، نون ثقیلہ جو ڈبل تاکید کے لئے آتا ہے اس طرح تین تاکیدوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ یہ حدیث قدسی صحیح بخاری میں موجود ہے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ مذکورہ بالا تمام شانیں رکھتا ہے اس لئے اس کا ایک صفاتی نام ذوالجلال والاکرام ہے اور یہ نام قرآن مجید میں موجود ہے۔ چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے:

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ • (الرحمٰن: ۲۶-۲۷)

زمین پر جو کچھ ہے سب فنا ہونے والا ہے صرف تمہارے رب کی ذات باقی رہے گی جو عظمت وبزرگی والی ہے۔

علامہ راغب اصفہانی نے کہا کہ یہ وصف صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اس کے سوا کسی کے لئے استعمال نہیں ہوا اور یہ اللہ تعالیٰ کے عظیم ترین اوصاف میں سے ہے۔ اس کی دلیل وہ روایت ہے جسے امام ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے حضرت ربیعہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الظوا بیاذاالجلال والاکرام یعنی دعا مانگتے وقت یاذاالجلال والاکرام ضرور کہا کرو۔ اس حدیث مبارکہ کا مطلب ہے کہ اپنی دعا میں اسے لازم کر لو اور اسے کثرت سے اپنی دعا میں پڑھا کرو۔

Marfat.com

نیز جامع ترمذی، سنن ابوداؤد، سنن نسائی میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ وہ ایک دفعہ حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ ایک شخص نے نماز پڑھ کر یوں دعا مانگی۔ اللھم انی اسئلک بان لک الحمد لا الٰہ الا انت المنان بدیع السموت والارض ذوالجلال والاکرام یاحی یاقیوم تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے صحابہ کرام سے ارشاد فرمایا: کیا تم جانتے ہو اس نے کس کے ساتھ دعا کی ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: مجھے قسم ہے اس ذاتِ اقدس کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اس شخص نے یقیناً اسمِ اعظم کے ساتھ دعا کی ہے، یہ وہ اسم اعظم ہے جب اس کے ساتھ دعا کی جائے، قبول ہوتی ہے اور جب اس کے ساتھ سوال کیا جائے تو منہ مانگی مراد عطا کی جاتی ہے۔

(تفسیر روح المعانی الجزء السابع والعشرون)

برکات ذِی الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ جل جلالہ

ایک برکت اور فائدہ تو مذکورہ بالا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں گزر چکا ہے کہ یہ اسمِ اعظم ہے، اس کے ساتھ جو دعا مانگی جائے، قبول ہوتی ہے۔

(۲) حضرت امام علی رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ اسمِ مبارک اگر سات روز تک روٹی کے ایک ٹکڑے پر لکھ کر خود کھائے اور باقی روٹی صدقہ کر دے تو ان شاء اللہ تعالیٰ تمام مخلوق مسخر ہو اور عزت واحترام سے پیش آئے۔ اس اسم یاذاالجلال والاکرام کو کم از کم سو مرتبہ پڑھنے والا خدا اور بندگانِ خدا کے سامنے معزز و مکرم ہو اور جمیع مقاصد و مطالب حاصل ہوں۔

(۳) اگر سفید کاغذ پر لکھ کر مکان میں رکھے تو گھر میں برکت ہو۔

(۴) اگر حاملہ عورت باندھے تو حمل اسقاط سے محفوظ رہے اور بچہ بھی جن، آسیب اور ام صبیان کے خلل سے محفوظ رہے۔ (الظفر الجلیل، تنویر الاسماء، شمع شبستانِ رضا)

Marfat.com

(۸۶) اَلْمُقْسِطُ جل جلالہ کی تشریح

اس اسم کا مجرد مادہ قسط ہے جس کا معنیٰ ہے ظلم وستم کرنا اور حق تلفی کرنا، لیکن جب اسے ثلاثی مزید فیہ کے باب افعال میں لے گئے تو اس کے معنیٰ ظلم وستم کے ازالہ کرنے کے ہو گئے۔ کیونکہ باب افعال کا ایک خاصہ یہ ہے کہ اس کا ہمزہ مصدری معنیٰ کے سلب کے لئے آتا ہے اور ظلم وستم کا خاتمہ اور ازالہ کرنا ہی عدل وانصاف ہے۔ لہٰذا مقسط کا معنیٰ منصف اور عادل ہوا۔ باقی رہا یہ کہ قسط کا معنیٰ جور وظلم ہے تو اس کی دلیل یہ ہے کہ قرآن مجید میں ہے:

وَاَمَّا الْقَاسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا (الجن:۱۵)

اور رہے ظالم تو وہ جہنم کے ایندھن ہیں۔

اس سے پہلے والی آیت میں ہے:

وَاَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَمِنَّا الْقَاسِطُوْنَ.

اور یہ کہ ہم میں کچھ مسلمان ہیں اور کچھ ظالم۔

یہاں علامہ آلوسی نے دونوں آیات میں قاسطون کا معنیٰ جائرون عن الحق (یعنی راہِ حق سے پھر جانے والے ظالم) کیا ہے۔

حضرت علامہ ضیا الامت الازہری لکھتے ہیں کہ قسط (مجرد) عدل اور جور دونوں معنیٰ میں استعمال ہوتا ہے اور اقسط (مزید) صرف عدل کے معنیٰ میں مستعمل ہوتا ہے۔ مجرد میں معنیٰ کا تعین سیاق وسباق سے ہوگا۔ یہاں (مذکورہ بالا آیت میں) قاسطون کا مد مقابل المسلمون ہے اس لئے یہاں اس کا معنیٰ ظالم اور حد سے تجاوز کرنے والا ہوگا۔ (ضیاء القرآن جلد پنجم)

بہر حال مذکورہ بالا تفصیل سے یہ واضح ہو گیا ہے کہ جس طرح قسط جور وظلم، حق تلفی، حق سے روگردانی، حد سے تجاوز کرنے کے معنیٰ میں آتا ہے اسی طرح عدل وانصاف کرنے کے معنی میں بھی آتا ہے۔ قرآن مجید میں بھی عدل وانصاف کے معنی میں متعدد مقامات پر آیا ہے۔ ان میں سے چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

Marfat.com

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ (آل عمران:۱۸)

اللہ نے گواہی دی کہ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور فرشتوں اور عالموں نے (گواہی دی) انصاف سے قائم ہوکر۔

اس آیت کریمہ سے واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ اس لئے بھی مقسط و منصف اور عادل ہے کہ اس نے عدل و انصاف قائم کرتے ہوئے اپنی توحید کی خود گواہی دی اور اپنے فرشتوں اور علمائے دین سے عدل و انصاف کے ساتھ اپنی توحید کی گواہی دلوائی۔

وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ (النساء:۱۲۷)

اور یہ کہ یتیموں کے حق میں انصاف پر قائم رہو۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ (النساء:۱۳۵)

اے ایمان والو! اللہ کے لئے گواہی دیتے ہوئے انصاف پر خوب قائم ہو جاؤ۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ (المائدہ:۸)

اے ایمان والو! انصاف کے ساتھ گواہی دیتے ہوئے اللہ کے حکم پر خوب قائم ہو جاؤ۔

وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ (المائدہ:۴۲)

اور (اے حبیب) اگر ان میں فیصلہ کرو تو انصاف سے فیصلہ کرو بے شک انصاف کرنے والوں کو اللہ پسند کرتا ہے

وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ (الرحمٰن:۹)

اور انصاف کے ساتھ تول قائم کرو اور وزن نہ گھٹاؤ۔

ان مذکورہ بالا آیاتِ بینات سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نا صرف منصف و عادل ہے بلکہ عدل و انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے اور تمام اہلِ ایمان کو عدالتی، پنچایتی معاملات، متنازعہ امور اور لین دین، ناپ تول اور یتیموں وغیرہ کے حق میں عدل و انصاف قائم کرنے کا حکم بھی دیتا ہے۔

Marfat.com

برکات اَلْمُقْسِطُ جل جلالہ

(۱) یہ اسم بہت قوی اور باہیبت ہے' اس کے پڑھنے والے سے لوگ خوفزدہ رہتے ہیں' بڑے بڑے جابر و ظالم اور مفسد و شریر اس سے آنکھ ملانے سے گریز کرتے ہیں۔ اس کے عامل میں یہ صفت اسی وقت تک باقی رہتی ہے جب تک وہ کسی کے ساتھ غیر منصفانہ سلوک نہ کرے' اگر کسی کا حق کسی نے دبا رکھا ہو یا شوہر بیوی کے ساتھ ناانصافی کرتا ہو تو وہ اس اسم کو اعداد کے مطابق (۲۰۹ مرتبہ یـا مـقـسـط) چالیس روز تک پڑھے ان شاء اللہ تعالیٰ سب مشکلیں آسان ہو جائیں گی۔ (ماخوذ شمع شبستانِ رضا)

(۲) جو شخص اس اسم یامقسط کو روزانہ ایک سو مرتبہ پڑھا کرے ان شاء اللہ تعالیٰ شیطانی وسوسوں سے محفوظ رہے گا۔

(۳) جس شخص کو نماز میں وسوسے بہت آتے ہوں تو وہ ایک ہزار مرتبہ روزانہ اس اسم کو پڑھا کرے ان شاء اللہ تعالیٰ ایک چلہ سے ہی فائدہ ہوگا۔

(فضائل الاسماء الحسنیٰ)

(۸۷) اَلْجَامِعُ جل جلالہ کی تشریح

جامع بنا ہے جمع سے اور جمع کا معنی ہے اکٹھا کرنا' بکھری ہوئی چیزوں کو جمع کرنا' سب کو یکجا کرنا۔ لہٰذا جامع کا معنیٰ ہوا جمع کرنے والا' سب کو اکٹھا کرنے والا' تمام لوگوں کو یکجا کرنے والا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو قیامت کے دن حساب و کتاب کرنے اور جزا و سزا دینے اور حضور سرورِ کائنات مفخر موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ شفاعت دکھانے اور اپنی شان جود و کرم اور عطا و بخشش دکھانے کے لئے جمع فرمائے گا۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

Marfat.com

رَبَّنَآ اِنَّکَ جَامِعُ النَّاسِ لِیَوْمٍ لَّا رَیْبَ فِیْہِ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ (آل عمران:۹)

اے ہمارے رب! بے شک تو سب لوگوں کو جمع کرنے والا ہے اس دن کے لئے جس میں کوئی شبہ نہیں بے شک اللہ کا وعدہ نہیں بدلتا۔

اللہ تعالیٰ جامع ہے کہ وہ تمام رسولوں کو جمع فرمائے گا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

یَوْمَ یَجْمَعُ اللّٰہُ الرُّسُلَ فَیَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ (المائدہ:۱۰۹)

جس دن اللہ جمع فرمائے گا رسولوں کو پھر فرمائے گا تمہیں کیا جواب ملا۔ عرض کریں گے ہمیں کچھ علم نہیں بے شک تو ہی غیبوں کو خوب جاننے والا ہے۔

اس آیت میں بتلایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام رسولوں کو جمع فرما کر ارشاد فرمائے گا کہ جن قوموں کی طرف تمہیں بھیجا گیا تھا انہوں نے تمہاری دعوتِ حق اور دعوتِ تبلیغ کو قبول بھی کیا تھا یا نہیں۔ جیسا کہ دوسرے مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَلَنَسْئَلَنَّ الَّذِیْنَ اُرْسِلَ اِلَیْہِمْ وَلَنَسْئَلَنَّ الْمُرْسَلِیْنَ (الاعراف:۶)

تو بے شک ہم ان قوموں سے ضرور پوچھیں گے جنکی طرف پیغمبر بھیجے تھے اور بے شک ہم رسولوں سے ضرور سوال کریں گے۔

بظاہر یہ شبہ گزرتا ہے کہ انبیائے کرام نے جب دینِ حق کی دعوت دی تو بعض لوگوں نے اسے قبول کیا، بعض نے اسے رد کر دیا اور اس کی مخالفت پر کمر باندھ لی۔ ان تمام واقعات کا انبیائے کرام نے بچشم خود مشاہدہ کیا تھا پھر ان کے اس جواب کا کیا مطلب کہ انہیں تو کچھ خبر نہیں کہ ان کی امتوں نے انہیں کیا جواب دیا۔ امام المفسرین علامہ ابن جریر رحمتہ اللہ علیہ نے اسی توجیہ کو صحیح اور بہترین قرار دیا ہے جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کے علمِ محیط اور علم کامل کے سامنے اپنے علم کو ہیچ سمجھتے ہوئے ازراہِ ادب و تعظیم اپنے علم کی سرے سے نفی کر دی۔

(ضیاء القرآن جلد اول بحوالہ تفسیر ابن جریر جلد ۷ صفحہ ۸۲)

اللہ تعالیٰ اس لئے بھی جامع ہے کہ وہ تمام منافقوں اور کافروں کو جہنم میں اکٹھا

Marfat.com

کرے گا یعنی سب کو جہنم میں ڈال دے گا' اگرچہ مقامات الگ الگ ہوں گے کیونکہ منافقین دوزخ کے سب سے نچلے طبقے میں ہوں گے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اللّٰہَ جَامِعُ الْمُنَافِقِیْنَ وَالْکَافِرِیْنَ فِیْ جَھَنَّمَ جَمِیْعًا

بے شک اللہ منافقوں اور کافروں سب کو جہنم میں اکٹھا کرے گا۔

(النساء: ۱۴۰)

اس آیت کریمہ سے جہاں ایک طرف ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جامع ہے اور جامع اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں ایک صفاتی نام ہے تو دوسری طرف یہ بھی ثابت ہو رہا ہے کہ تمام منافق و کافر جہنم میں جائیں گے۔ اس سے ان لوگوں کا رد ہو گیا جو کہا کرتے تھے کہ جو لوگ نیک کام کریں گے خواہ مسلم ہوں یا غیر مسلم وہ جنتی ہیں اور ان کی حادثاتی موت شہادت کی موت ہے۔ جیسا کہ فلاحی کام کرنے والے مرد و خواتین عیسائی' یہودی' ہندو وغیرہ کی موت پر اخباروں میں اتنا شور و شرابہ ہوتا ہے اور بیانات چھپتے ہیں۔ لگتا ہے اس سے بڑھ کر انسانوں کا خیر خواہ اور نیک کوئی نہیں جبکہ ان سے بڑے بڑے صالح اور نیک انسان جنہوں نے ساری زندگی خلق کی رہنمائی اور دینی و دنیاوی فلاح کے بے شمار کارنامے سرانجام دیئے ہوتے ہیں اور ساری زندگی عبادتِ خدا اور قرآن و سنت کی خدمت میں گزاری ہوتی ہے ان کی موت پر نہ خلق کو اتنا افسوس ہوتا ہے نہ اخباروں میں اتنے بیانات چھپتے ہیں۔ حالانکہ ایک مخلص مسلمان کی طرح جب تک کسی کا ظاہر و باطن یکساں نہ ہو جائے جنتی نہیں ہو سکتا کافر کا ظاہر بھی باطل ہے کہ اسلام کی حقانیت کا اقرار نہیں کرتا بلکہ انکار کرتا ہے اور باطن بھی باطل ہے کہ دل میں بھی انکار کرتا ہے۔ اور منافق کا اگرچہ ظاہر مسلمانوں کی طرح ہوتا ہے کہ زبان سے اقرار کرتا ہے اور لوگوں کو دکھانے کے لئے عمل بھی اچھے کر لیتا ہے لیکن اس کا باطن باطل ہوتا ہے کہ دل میں منکرِ اسلام ہوتا ہے اور سستی شہرت اور نام و نمود کی خاطر فلاحی کام کرتا ہے اس لئے تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الْمُنَافِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ (النساء: ۱۴۵)

بے شک منافق دوزخ کے سب سے نچلے طبقہ میں ہیں۔

اللہ تعالیٰ جامع ہے کیونکہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سب بندوں کو جمع فرمائے گا۔

Marfat.com

کافر و مسلم سب کے سب میدانِ حشر میں جمع ہوں گے پھر حساب و کتاب کے بعد مومن جزا پانے جنت میں جائیں گے اور کافر سزا بھگتنے کے لئے جہنم میں جائیں گے۔ چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے:

اَللّٰہ یَجْمَعُ بَیْنَنَا وَاِلَیْہِ الْمَصِیْرُ ‏ اللہ ہم سب کو جمع کرے گا اور اسی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ (الشوریٰ:۱۵)

(۸۸) اَلْغَنِیُّ جل جلالہ کی تشریح

غنی کا معنیٰ ہے بے پرواہ' بے نیاز' مالدار۔

اللہ تعالیٰ غنی ہے کیونکہ سب اس کے محتاج ہیں' وہ کسی کا محتاج نہیں بلکہ وہ سب سے بے پرواہ اور بے نیاز ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الْعَالَمِیْنَ ‏ پس بے شک اللہ سارے جہان سے بے پرواہ ہے۔ (آل عمران:۹۷)

اس آیت کریمہ سے واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ سارے جہان سے بے پرواہ اور بے نیاز ہے' وہ کسی کا محتاج نہیں۔ جبکہ سورۃ الفاطر میں ہے کہ اللہ تعالیٰ سب سے بے پرواہ ہے اور باقی سب کے سب اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَی اللّٰہِ وَاللّٰہُ ھُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ ‏ اے لوگو! تم سب اللہ کے محتاج ہو اور اللہ ہی بے نیاز ہے سب خوبیوں سراہا۔ (الفاطر:۱۵)

مطلب یہ ہے کہ اے لوگو! تم اپنے وجود میں' بقاء میں' اپنی نشوونما میں اور اپنی ذات میں' صفات میں اور ان تمام امور میں جو تمہیں عارض ولاحق ہوتے ہیں اور ان تمام مصائب میں جن میں تم مبتلا ہوتے ہو غرضیکہ ہر معاملہ میں تم اللہ تعالیٰ کے محتاج ہو' اسی نے تمہیں پیدا کیا' وہی باقی رکھتا ہے اور وہی تمہاری تربیت کرتا ہے' رزق اور دیگر تمام دنیاوی منافع وفوائد وہی عنایت کرتا ہے' وہی تمہاری تکالیف اور مصائب کو دور کرتا ہے اس لئے تم ہر

Marfat.com

حال میں اور ہر معاملہ میں اللہ تعالیٰ کے محتاج ہو' دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی' کیونکہ آخرت میں وہی عذابِ جہنم سے نجات بخشے گا اور گناہوں کی مغفرت فرمائے گا اور جنت عطا فرمائے گا۔ اور یہ بھی انسان کے کمالات سے ہے کہ وہ تمام وجوہ سے اللہ تعالیٰ کا محتاج ہے کیونکہ وہ اسی کا مظہر کامل ہے۔ بخلاف دوسرے موجودات کے کہ وہ اپنی استعداد و صلاحیت کے مطابق اس کے محتاج ہیں' دوسروں کی محتاجی من وجہ ہے اور انسان کی محتاجی من کل الوجوہ ہے۔ اس لئے تو حدیث شریف میں وارد ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: الفقر فخری وبه افتخر یعنی فقر میرا فخر ہے اور اسی پر میں نازاں ہوں اور یہ حدیث معنوی لحاظ سے صحیح ہے اگرچہ الفاظ مختلف ہیں۔ اس کی تائید اس حدیث مبارکہ سے ہوتی ہے جس میں آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی: اللھم اغننی بالافتقار الیک ولاتفقرنی بالاستغناء عنک یعنی اے اللہ! مجھے سب سے بے نیاز کر کے صرف اپنا محتاج رکھ اور مجھے اپنی ذات سے بے نیاز کر کے دوسروں کا محتاج نہ بنا۔

(ماخوذ تفسیر روح البیان الجزء الثانی والعشرون)

اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ ۚ اور اللہ بے نیاز ہے اور تم سب محتاج ہو۔ (محمد:۳۸)

برکات اَلْغَنِیُّ جل جلالہ

(۱) جو شخص ستر بار اس اسم یاغنی کو روزانہ پڑھے تو اس کے مال میں برکت ہو۔

(۲) اگر دکاندار اپنی دکان کا تالا کھولتے وقت اس اسم کو ستر بار پڑھے تو مال تجارت میں برکت ہو اور کبھی نقصان نہ ہوگا۔

(۳) شبِ جمعہ میں اس اسم کو انیس ہزار مرتبہ مستقل پڑھنے سے آدمی دولت مند ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

(۴) جو شخص کسی مرض یا کسی بلا میں گرفتار ہو تو وہ اپنے اعضاءِ بدن پر اس اسم الغنی کو پڑھ کر دم کرے ان شاء اللہ تعالیٰ اسے شفا اور بلا سے نجات عطا ہوگی۔
(فضائل الاسماء الحسنٰی)

(۸۹) اَلْمُغْنِیُ جل جلالہ کی تشریح

''مغنی'' اغناء سے بنا ہے۔ جس کا معنیٰ ہے کہ کسی کو بے نیاز کر دینا' کسی کو غنی بنا دینا' کسی کو مالدار بنا دینا۔

چونکہ اللہ تعالیٰ خود بھی غنی ہے اور اپنے بندوں میں جسے چاہتا ہے اسے غنی بنا دیتا ہے وہ دوسروں کے اعتبار سے غنی اور بے نیاز ہوتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا محتاج ہوتا ہے۔ لہٰذا مطلق غنی صرف اللہ تعالیٰ ہے' باقی عطائی اور مقید غنی ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے بنانے سے غنی ہوئے۔ اللہ تعالیٰ مطلق غنی ہے اور وہی مغنی بھی ہے کیونکہ اس نے محبوبِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرورت مند پایا تو غنی کر دیا۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَىٰ اور تمہیں حاجت مند پایا پھر غنی کر دیا۔
(الضحیٰ: ۸)

عائل کے دو معنی کیے گئے ہیں:

(۱) المفتقر تنگدست

(۲) ذو عیال اہل و عیال والا

آیت کا مفہوم یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عیالدار پایا (کیونکہ ساری امت حضور کی عیال ہے) تو غنی کر دیا یا آپ کو تنگ دست پایا تو غنی کر دیا۔ ظاہری غنا کی صورت تو یہ تھی کہ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی جان' اپنا سارا مال حاضر کر دیا اور اپنے تمام رشتہ داروں کی موجودگی میں یہ اعلان کر دیا کہ یہ مال اب میرا نہیں بلکہ حضور کا ہے چاہیں تو ابھی تقسیم کر دیں اور چاہیں تو اپنے پاس رکھیں۔ حضرت ام المومنین کے علاوہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا سارا مال و متاع حضور کی خدمت کے لئے

Marfat.com

وقف کر دیا۔ لیکن حقیقی غنا وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے بلا واسطہ ارزانی فرمایا کہ قلب مبارک کو غنی کر دیا اور زمین کے سارے خزانوں کی کنجیاں مرحمت فرما دیں اور کائنات کی ہر چیز کو تابع فرمان فرما دیا۔ ایک دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا شانۂ اقدس میں تشریف لائے اور مسلسل فاقہ کشی کے باعث آپ کا شکم مبارک کمر کے ساتھ پیوست ہو گیا تھا۔ یہ حالت دیکھ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بے تاب ہو گئیں اور ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ شکم مبارک کو چوما اور عرض کی یا رسول اللہ! اپنے رب سے اتنا تو مانگئے کہ یوں فاقوں کی نوبت نہ آئے۔ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے عائشہ! اگر میں چاہوں تو یہ سارے پہاڑ سونے کے بن کر میرے جلو میں چلنا شروع کر دیں' سبحان اللہ۔ حضور کا یہ فقر' فقر اضطراری نہ تھا بلکہ فقرِ اختیاری تھا۔ (تفسیر ضیاء القرآن جلد پنجم)

اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسا غنی کر دیا کہ آپ صرف غنی نہ رہے بلکہ **مغنی** (غنی کر دینے والے) بھی بن گئے۔ البتہ اللہ تعالیٰ بالذات غنی اور مغنی ہے جبکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بالعطاء غنی اور مغنی ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ ازخود غنی و مغنی ہے مگر حضور ازخود غنی و مغنی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے اور اس کے بنانے سے غنی و مغنی ہیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ مطلق غنی اور مغنی ہے اور حضور باذن اللہ اور باعطاء اللہ **غنی و مغنی** ہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں واضح ارشادِ مبارک موجود ہے:

وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ (التوبہ:۷۴)

اور انہیں کیا برا لگا یہی نہ کہ اللہ و رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔

اس آیت کریمہ سے واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ بھی مغنی ہے اور اس کا رسول کریم بھی مغنی ہے مگر اللہ تعالیٰ ازخود مغنی ہے جبکہ اس کا رسول اس کے بتانے سے مغنی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖٓ اِنْ شَآءَ (التوبہ:۲۸)

اور اگر تمہیں محتاجی کا ڈر ہے تو عنقریب اللہ تمہیں دولتمند کر دے گا اپنے فضل سے اگر چاہے۔

یعنی اگر تمہیں فقر و فاقہ اور محتاجی کا ڈر ہے کہ مشرکین کو حج سے روک دینے سے

Marfat.com

تجارتوں کو نقصان پہنچے گا اور اہلِ مکہ کو تنگی پیش آئے گی تو عنقریب اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے تمہیں دولت مند کر دے گا۔ چنانچہ حضرت عکرمہ نے کہا ایسا ہی ہوا اللہ تعالیٰ نے انہیں غنی کر دیا' بارشیں خوب ہوئیں' پیداوار کثرت سے ہوئی۔ جناب مقاتل نے کہا کہ خطہ ہائے یمن کے لوگ مسلمان ہوئے اور انہوں نے اہلِ مکہ پر اپنی کثیر دولتیں خرچ کیں۔

(تفسیر خزائن العرفان)

اِنْ یَّکُوْنُوْا فُقَرَآءَ یُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ (النور:۳۲)

اگر وہ فقیر ہوں تو اللہ انہیں غنی کر دے گا اپنے فضل و کرم سے۔

اللہ تعالیٰ نے اس وعدہ کو پورا کیا۔ عراق کے ذخیرے' روم کے خزانے' ایران کے گنجینے' شام کے اندوختے' مصر کے سرمائے اور دولت اور حصولِ دولت کے وسائل' زمین اور زمین کی معدنیات' سمندر اور سمندر کے لعل و جواہر عہدِ صدیقی اور دورِ فاروقی میں مسلمانوں کے تصرف و اختیار میں کر دیئے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے جود و نوال نے عرب کے گھر گھر میں خلعت و لباس اور عنبر و مشک کی تقسیم کر دی۔ یہ سب کچھ مغنی برحق کی داد کا نتیجہ تھا۔ (معارف الاسماء)

برکات اَلْمُغْنِیُ جل جلالہ

(۱) اگر کوئی شخص اس اسم یا مغنی کو ایک سو مرتبہ پڑھے تو بلند مرتبہ ہو اور اتنی نعمتیں عطا ہوں کہ وہ پھر کسی کا محتاج نہ رہے' اور ہر کام میں حوصلہ اور ہمت بلند ہو' عہدے میں ترقی ہو' رزق میں برکت ہو لیکن اس کا پڑھنا معمول بنا لے اور کم از کم گیارہ مرتبہ اول آخر درود شریف کے ساتھ پڑھا کرے۔

(۲) جو شخص روزانہ ایک ہزار مرتبہ یا مغنی کی تلاوت کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے خلق سے بے پرواہ اور بے نیاز کر دے گا۔

(۳) ایک ہزار مرتبہ روزانہ یا مغنی پڑھنے والا مہینوں میں دولت مند ہو جائے۔ رزق میں فراوانی ہو جائے' کسی کا محتاج نہ رہے۔ (شرح الاسماء الحسنیٰ)

Marfat.com

(۹۰) اَلْمَانِعُ جل جلالہ کی تشریح

مانع منع سے بنا ہے جس کا معنیٰ ہے روکنا، حمایت کرنا، بچانا۔ اللہ تعالیٰ اس لئے مانع ہے کہ وہ اہلِ ایمان کو محرمات وممنوعات شرعیہ سے روکنے والا ہے۔ چنانچہ بخیل آدمی کو بھی اس لئے رجل مانع کہتے ہیں کہ وہ اپنا مال لوگوں سے روک کر رکھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ مانع ہے کہ:

۱۔ وہ اپنے بندوں کی حمایت وحفاظت کرتا ہے۔

۲۔ وہ جب چاہتا ہے اہل حق کو اہل باطل کے مظالم سے بچاتا ہے۔

۳۔ وہ انسانوں کو شرک وکفر اور نفاق سے روکنے والا ہے۔

۴۔ وہ مسلمانوں کو جہنم کے دائمی عذاب سے بچانے والا ہے۔

۵۔ وہ نافرمانی اور معصیت سے مسلمانوں کو روکنے والا ہے۔

۶۔ وہ انسانوں کو عقائدِ باطلہ اور اعمالِ سیۂ سے روکنے والا ہے۔

۷۔ وہ مسلمانوں کو آپس میں لڑنے جھگڑنے، قتل وغارت کرنے سے روکنے والا ہے۔

۸۔ وہ کافروں اور دیگر غیر مسلموں کے ساتھ دوستی کرنے سے روکنے والا ہے۔

۹۔ وہ مسلمانوں کو جھوٹ بولنے سے روکنے والا ہے۔

۱۰۔ وہ مسلمانوں کو حرام اور ناجائز ذرائع سے رزق کمانے سے منع کرنے والا ہے۔

غرضیکہ اللہ تعالیٰ تمام ناجائز کاموں، عملوں اور برے عقیدوں سے منع کرنے والا ہے۔

اگرچہ مـــانـــع کا لفظ اللہ تعالیٰ کے لئے قرآن مجید میں استعمال نہیں ہوا لیکن انسانوں اور قلعوں کے لئے یہ لفظ قرآن مجید میں استعمال ہوا ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ (الحشر:۲)

اور انہوں نے گمان کیا کہ ان کے قلعے انہیں اللہ تعالیٰ سے بچالیں گے۔

Marfat.com

وَنَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ — اور (منافقوں نے کافروں سے کہا) ہم تمہیں مسلمانوں سے بچالیتے ہیں۔ (النساء:۱۴۱)

وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ — اور وہ عام برتنے کی چیزیں روک کر رکھتے ہیں اور مانگنے پر نہیں دیتے۔ (الماعون:۷)

برکات اَلْمَانِعُ جل جلالہ

(۱) اہلِ تحقیق فرماتے ہیں کہ: جو شخص اس اسم ''یامانع'' کا ورد کرے اس پر لازم ہے کہ وہ کسی فرد کو اذیت اور دکھ نہ پہنچائے تاکہ حق تعالیٰ اس کے ذاکر سے دنیا اور آخرت کی بلائیں اور مصیبتیں دور فرمادے۔

(۲) اگر کسی شخص کی بیوی نافرمان ہو تو وہ بسترِ خواب پر اس اسم کو کثرت سے پڑھے ان شاء اللہ موافقت پیدا ہو جائے گی۔ شیخ مغرب فرماتے ہیں کہ یہ اسم خوفزدہ کے لئے بہت بہتر ہے۔ (تنویر الاسماء)

(۳) حاسدوں کے حسد کو دور کرنے کے لئے روزانہ ایک سو ستر مرتبہ ظاہر و باطن کی طہارت اور صفائی کے ساتھ سات ہفتے پڑھے، مراد پوری ہوگی۔

(۴) فاسد خیالات کو روکنے کے لئے اور طبیعت میں یکسوئی قائم کرنے کے لئے ہر روز ایک سو مرتبہ اس کا وظیفہ پڑھے۔ (اسمائے حسنیٰ کی برکات)

(۹۱-۹۲) اَلضَّآرُّ اَلنَّافِعُ جل جلالہ کی تشریح

الضار کا معنیٰ ہے کہ: ضرر پہنچانے والا، نقصان دینے، تکلیف اور دکھ دینے والا، ضرر اور شر کا خالق۔

النافع کا معنیٰ ہے کہ: نفع پہنچانے والا، فائدہ دینے والا، راحت و سکون پہنچانے والا، نفع اور خیر کا خالق۔

Marfat.com

چونکہ خیر وشر اور نفع وضرر کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اور درد و دوا' رنج و شفا' گرمی و سردی اور خشکی وتری سب کچھ اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ ہیں۔ لہٰذا نفع ونقصان' خیر وشر' تکلیف و راحت' دکھ وسکھ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ مصیبتوں میں صبر اور راحتوں میں شکر بجالانا چاہئے بلکہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائے۔ مگر یہ یاد رکھیں کہ شر وضرر اور برائی کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنے کی بجائے شامت اعمال قرار دینا چاہئے اور خیر و نفع اور فائدہ وسکون اور نیکی کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنی چاہئے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

مَآ اَصَابَکَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَمَآ اَصَابَکَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِکَ.

اے سننے والے! تجھے جو بھلائی پہنچے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو برائی پہنچے وہ تیری اپنی طرف سے ہے۔

مطلب یہ ہے کہ ہر چیز کا خالق تو اللہ تعالیٰ ہے۔ خیر ہو یا شر ہو' نفع ہو یا نقصان ہو' سختی ہو یا آسانی ہو' کامیابی ہو یا ناکامی ہو' بیماری ہو یا صحت ہو' دکھ ہو یا سکھ' سب کا پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ البتہ جب تمہیں کوئی بھلائی ملے خواہ رزق کی صورت میں ہو' کاروبار میں نفع کی صورت میں ہو یا صحت وتندرستی کی صورت میں تو سمجھو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرو کہ اس نے ہمیں اپنے فضل وکرم سے نوازا ہے۔ کیونکہ انسان جتنی عبادات واطاعات بجالاتا ہے وہ اس کی ایک نعمت کے بال کے برابر بھی نہیں۔ چہ جائیکہ بندہ اس کی تمام نعمتوں کا شکر ادا کر سکے اور جب تمہیں کوئی مصیبت' تنگی' بیماری' فقر وفاقہ پہنچے تو یہ تمہارے گناہوں اور شامتِ اعمال کا نتیجہ ہے کیونکہ اس کا سبب تمہارا نفس ہے اگر وہ برائیوں کا مرتکب نہ ہوتا تو اسے یہ سزا نہ ملتی۔

(ماخوذ از تفسیر روح البیان الجزء الخامس)

برکات اَلضَّآرُّ جل جلالہ

(۱) اس اسم کا ذاکر ہر ضرر سے محفوظ رہتا ہے۔ خواہ وہ عزت و مال سے متعلق ہو یا اہل وعیال سے متعلق ہو۔ شیخ مغربی فرماتے ہیں اگر کوئی شخص عزت و جاہ اور

Marfat.com

بزرگی کا طالب ہو تو ہر شب روزانہ ایک سو مرتبہ یاضار کا وظیفہ جاری رکھے۔ حضرت امام علی رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: شب جمعہ سو بار پڑھا جائے۔

(تنویر الاسماء، شمع شبستانِ رضا)

برکات اَلنَّافِعُ جل جلالہ

(۱) نفس کی اصلاح اور شیطان سے حفاظت اور رزق و مراتب میں ترقی کے لئے روزانہ ایک سو مرتبہ یانافع پڑھا جائے۔

(۲) اگر کشتی میں سوار ہو کر اس اسم کو ایک ہزار مرتبہ پڑھ لیا جائے تو کشتی کا سفر سلامتی کے ساتھ مکمل ہو۔

(۳) اور اگر کوئی کام شروع کرتے وقت ۴۱ مرتبہ اس اسم کو پڑھ لیا جائے تو مرضی کے موافق کام پورا ہو جائے۔ (اسمائے حسنیٰ کی برکات)

(۹۳) اَلنُّوْرُ جل جلالہ کی تشریح

اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ — اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا۔

(النور: ۳۵)

علامہ ابوالفضل جمال الدین ابن منظور اپنی شہرہ آفاق کتاب ''لسان العرب'' میں النور کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ النور اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ سے ہے کیونکہ اندھا اللہ تعالیٰ کے نور سے ہی روشنی پاتا ہے اور گمراہ اسی کی ہدایت سے راہِ راست پر گامزن ہوتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کو نور کہا جاتا ہے۔ نور کا لفظی معنیٰ بیان کرتے ہوئے علامہ موصوف لکھتے ہیں: الظاهر فی نفسه المظهر لغیره یسمی نورا۔ (لسان العرب) یعنی جو خود ظاہر ہو اور اپنی روشنی سے دوسروں کو آشکارا کر دے اسے نور کہا جاتا ہے۔

Marfat.com

(حجتہ الاسلام) امام غزالی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اسماء حسنیٰ کی تشریح کرتے ہوئے النور کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ نور اس کو کہتے ہیں جو خود ظاہر اور دوسروں کو ظاہر کرنے والا ہو۔ کسی چیز کے ظاہر ہونے کے لئے ضروری ہے کہ وہ موجود ہو کیونکہ جو چیز موجود نہیں ہوگی اس کا ظاہر ہونا ممکن نہیں ہے۔ اور چونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات واجب الوجود ہے' وہ ازل سے موجود ہے اور ابد تک موجود رہے گی' نیز وہ اپنے موجود ہونے میں کسی سبب' کسی علت اور کسی فاعل کا محتاج بھی نہیں اس لئے وہی ہے جو صفت نور و ظہور سے متصف ہونے کا مستحق ہے۔ وہ خود بھی موجود ہے اور اس کے امر کن سے ہر چیز کو خلعتِ وجود ارزانی ہوتی ہے۔ اس لئے وہ ہر چیز کے لئے نور ہے یعنی مظہر ہے۔ اس لئے اکثر علمائے تفسیر نے اس آیت میں نور کا معنیٰ موجد اور مبدع کیا ہے یعنی عدم سے وجود میں لانے والا' اس کے علاوہ اس آیت میں نور سے مراد مدبر بھی لیا گیا ہے کیونکہ قوم کا رئیس جوان کے تمام کاموں کے متعلق صحیح سوچ بچار کرتا ہے اور انہیں صحیح راستہ پر چلاتا ہے' اسے نور القوم کہا جاتا ہے۔ یعنی سب اس کی رائے کی روشنی میں اپنے جملہ امور طے کرتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نور کا معنیٰ ھادی بھی منقول ہے۔ آیت کا معنیٰ ہوگا ھادی اهل السموات و الارض فهم بنوره یعنی بهدایته الی الحق یهتدون و بهداه من حیرة الضلالة ینجون۔ یعنی آسمان اور زمین والوں کا وہی ہادی ہے۔ پس وہ اسی کے نورِ ہدایت سے حق کی طرف ہدایت پاتے ہیں اور گمراہی کی حیرانی سے نجات پاتے ہیں۔ (تفسیر ضیاء القرآن جلد سوم بحوالہ لسان العرب)

اللہ تعالیٰ نور ہے اور وہی مومن کے دل میں نور ڈالتا ہے اور اسے ظلماتِ کفر سے نکال کر نورِ توحید میں لاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نور ہے اور اس کی کتاب (قرآن) بھی نور ہے۔ اللہ تعالیٰ نور ہے اور اس نے اپنے رسول کو نور بنا کر بھیجا ہے۔ اللہ تعالیٰ نور ہے اور آسمانوں اور زمینوں اور یہاں کی تمام مخلوقات اسی کے نور سے فطرت کے صحیح اصول کو لیتی ہے اور اپنی اپنی استعدادِ جبلی کے موافق ترقی کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نور ہے اور اس کے بتلائے ہوئے اعمال بھی مومن کے لئے نور ہیں۔ ہر ایک کو نور ضیا اور روشنی اللہ تعالیٰ سے حاصل ہوتی ہے۔ اس لئے اسی کی ذاتِ اقدس تمام انوار کو صادر کرنے والی ہے۔ (معارف الاسماء)

Marfat.com

برکات اَلنُّوْرُ جل جلالہ

(۱) اس اسم پاک کی برکت سے جسم وقلب منور ہو جاتا ہے۔ انوارِ الٰہیہ کا نزول ہوتا ہے۔ امام علی رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اس اسم یــا نور کو دوسو چھپن مرتبہ روزانہ ورد میں رکھے گا تو اس کا قلب نورانی اور آنکھیں نورِ الٰہی سے روشن ہو جائیں گی اور ہر شخص اس سے عزت واحترام سے پیش آئے گا۔

(۲) شیخ بونی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اس اسم کا کثرت سے ورد کرے گا اس کا دل نورِ ایمان سے منور وروشن ہو جائے گا۔ (تنویر الاسماء، شمع شبستانِ رضا)

(۳) صبح کی نماز کے بعد اس مبارک اسم یــا نور کا ایک ہزار ایک سو اکیس مرتبہ روزانہ پڑھنا مکان کو روشن کرتا ہے، اور جس مکان میں پڑھا جائے وہاں کوئی سانپ اور موذی جن آسیب وغیرہ نہیں ٹھہر سکتا، عمل مجرب ہے۔ (فضائل الاسماء)

(۹۴) اَلْهَادِیُ جل جلالہ کی تشریح

ھادی ہدایت سے بنا ہے اور ہدایت کا معنیٰ ہے راستہ دکھانا اور منزل مقصود تک پہنچانا۔ انبیاء ورسل اور کتب سماویہ کی ہدایت پہلے معنیٰ میں ہوتی ہے یعنی راہِ حق دکھانا جبکہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت دونوں معنیٰ میں ہوتی ہے یعنی وہ سب کو راہِ حق دکھاتا ہے پھر جو لوگ ہدایت ربانی کو قبول کر کے اس پر قائم رہتے ہیں، انہیں منزل مقصود تک پہنچاتا ہے۔ دراصل اللہ تعالیٰ کی ہدایت کی پانچ اقسام ہیں:

(۱) ہدایت طبعی جو وجدان وشعور اور حواس سے حاصل ہوتی ہے، اور یہ ہدایت انسان اور حیوان تمام جانداروں میں مشترک ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشادِ خداوندی ہے:

رَبُّنَا الَّذِیْٓ اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰی (طٰہٰ:۵۰) — ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کے لائق صورت بخشی پھر راہ دکھائی۔

Marfat.com

(۲) ہدایت عقلی جو انسان کے ساتھ مخصوص ہے اور اسی عقلی ہدایت سے انسان حواس کی اصلاح کرتا ہے۔ مثلاً صفراوی مزاج والا میٹھی چیزوں کو کڑوا محسوس کرتا ہے، تو عقل ہدایت دیتی ہے کہ یہ چیز میٹھی ہے۔ عقل کی ہدایت کے متعلق اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ ۝ وَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ ۝ وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ

کیا ہم نے اس کی دو آنکھیں اور ایک زبان اور دو ہونٹ نہیں بنائے اور ہم نے اسے دونوں واضح راستے دکھا دیئے۔ (البلد: ۸-۹)

اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ رب تعالیٰ نے انسان کو خیر وشر اور نیکی و بدی کے دونوں راستے واضح طور پر دکھا دیئے ہیں۔ اب انسان کا فرض ہے کہ وہ عقل وخرد سے کام لے کر نیکی کا راستہ اختیار کرے اور بدی کے راستے سے بچے۔

(۳) ہدایت شرعی جو انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی دعوت و تبلیغ اور آسمانی کتابوں کے ذریعے ہدایت عطا کی جاتی ہے، اسے ہدایت شرعی کہا جاتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَجَعَلْنَا هُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا

اور ہم نے ان کو پیشوا بنایا وہ ہمارے حکم سے ہدایت کرتے ہیں۔ (انبیاء: ۷۳)

(۴) ہدایت توفیقی جو اللہ تعالیٰ کی توفیق و عنایت سے ملتی ہے، یعنی دینِ حق پر استقامت کی توفیق، اور یہ ہدایت اللہ تعالیٰ کے ہدایت یافتہ اور انعام یافتہ بندوں کو ملتی ہے۔ چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَّاٰتٰهُمْ تَقْوٰهُمْ (محمد: ۱۷)

اور جن لوگوں کو ہدایت کی توفیق مل گئی (جنہوں نے ہدایت قبول کی) اللہ نے ان کی ہدایت کو زیادہ کر دیا اور انہیں ان کا تقویٰ عطا فرمایا۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ

ہم کو سیدھے راستے پر چلا۔

(الفاتحہ: ۵)

(۵) ہدایت اخروی جو اہل ایمان کو آخرت میں حاصل ہوگی، جس سے

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کو پہچانیں گے اور جنت کی راہ سے واقف ہو جائیں گے اور اہالیانِ جنت کو شناخت کرلیں گے۔ جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے:

وَقَالُوا الْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰنَا لِهٰذَا (الاعراف:۴۳) اور جنتی کہیں گے اللہ ہی کیلئے سب تعریفیں ہیں جس نے ہم کو یہاں تک پہنچایا۔

اللہ تعالیٰ ھادی ہے کہ وہی بندوں کو امور معاش کی اصلاح کی ہدایت فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ھادی ہے اور وہی انبیائے کرام کو حقائقِ اصلیہ اور محبتِ حق کی حقیقت سے آگاہ فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ھادی ہے کہ وہی کشف والہام کے ذریعے مخلصین کو ہدایت فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ھادی ہے وہی اپنی طرف سے عطا کردہ عقل وحکمت کے ذریعے اربابِ دانش کو ہدایت عنایت فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ھادی ہے کہ وہی توفیق خیر سے اہل طاعت کے قلوب کو معرفت کی ہدایت عطا فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ھادی ہے کہ وہی استعدادِ فطرت کی عطا و بخشش کے ذریعے ہر مخلوق کو ہدایت فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ھادی ہے کہ وہی مشکلات ومصائب میں جب کہ عقل وہوش مارے جاتے ہیں، اپنی طرف رجوع کرنے والوں کو ہدایت عطا فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ھادی ہے کہ وہی مومنین کو رشد ورضوان کی طرف ہدایت فرماتا ہے۔

(ماخوذ از معارف الاسماء)

برکات اَلْهَادِیْ جل جلالہ

(ا) اگر کوئی شخص اس مقدس نام یا ھادی کو بکثرت روزانہ پڑھنے کا معمول بنالے اور آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر پڑھے اور بعد میں اپنے منہ پر ہاتھ پھیر لے تو اہلِ معرفت کا مقام حاصل کرلے۔

Marfat.com

(۲) اگر کوئی (مبلغ) اس نام کو روزانہ ایک ہزار مرتبہ پڑھا کرے تو اس میں (لوگوں کو) ہدایت کرنے کی صفت پیدا ہو جائے۔ (اسمائے حسنیٰ کی برکات)

(۳) اگر کسی معاملہ میں فیصلہ کرنا ہو تو اس اسمِ مبارک کو سات مرتبہ پڑھ لے ان شاء اللہ تعالیٰ وہ صحیح فیصلہ کرے گا۔

(۴) اگر سفر پر روانہ ہوتے وقت گیارہ مرتبہ اس اسمِ پاک کو پڑھ لے تو ان شاء اللہ تعالیٰ سفر خیر و عافیت سے گزرے گا۔ (فضائل الاسماء)

(۹۵) اَلْبَدِیْعُ جل جلالہ کی تشریح

بدیع بدع سے بنا ہے: جس کے معنیٰ ہیں نو پید کرنا، نئے سرے سے بنانا، بغیر مادہ اور بغیر مثال و نمونہ کے پیدا کرنا۔

چونکہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو کسی سابقہ مثال اور نمونہ کے بغیر پیدا کیا ہے اس لئے اسے بدیع کہتے ہیں۔ چنانچہ قرآن حکیم میں دو مقام پر یعنی سورۃ البقرۃ اور سورۃ الانعام میں ارشاد ہے:

بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ — بغیر کسی نمونے کے آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا۔

(البقرۃ:۱۱۷، الانعام:۱۰۱)

علامہ راغب اصفہانی اس کا معنیٰ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: کسی صنعت کو کسی کی اقتداء اور پیروی کئے بغیر بنانا (یہ بھی کہا جاتا ہے کہ کسی چیز کو بغیر مثال اور نمونہ کے بنانا) جو نیا کنواں کھودا ہوا اس کو رکیۃ بدیع کہتے ہیں۔ اور جب یہ لفظ اللہ تعالیٰ کے لئے استعمال ہو تو اس کا معنیٰ ہے کسی چیز کو بغیر آلہ بغیر مادہ اور بغیر زمان و مکان کے بنانا۔ قرآن مجید میں ہے: بدیع السموات والارض' آسمانوں اور زمینوں کو بغیر آلہ، بغیر مادہ اور بغیر زمان و مکان کے بنانے والا۔ اور مذہب میں بدعت کا معنیٰ ہے کسی ایسے قول کو وارد کرنا جس کے قائل اور فاعل نے صاحبِ شریعت کی اتباع نہ کی ہو اور نہ اس کو سابقہ شرعی مثالوں اور شرعی قواعد سے مستنبط کیا ہو۔ اس کے متعلق حدیث میں ہے (دین میں) ہر نئی چیز بدعت ہے اور

Marfat.com

ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی دوزخ میں ہے۔ (المفردات)

بدعت کی اقسام

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں کہ بدعت کی پانچ قسمیں ہیں:

(۱) واجبہ (ضروری)

(۲) مستحبہ (پسندیدہ)

(۳) محرمہ (حرام)

(۴) مکروہہ (ناپسندیدہ)

(۵) مباحہ (جائز)

بدعت واجبہ کی مثال متکلمین کے وہ دلائل ہیں جو انہوں نے ملحدوں اور بدعتیوں کے رد پر قائم کئے ہیں اور اس کی بعض مثالیں یہ بھی ہیں: علم صرف ونحو کا پڑھنا جس پر قرآن اور حدیث کا سمجھنا موقوف ہے، قرآن اور حدیث کے معانی جاننے کے لئے علم لغت کو حاصل کرنا، علم فقہ کو مرتب کرنا، سندِ حدیث میں جرح اور تعدیل کا علم حاصل کرنا تاکہ صحیح اور ضعیف حدیث میں امتیاز حاصل ہو سکے۔

بدعت محرمہ کی بعض مثالیں یہ ہیں۔ قدریہ، جبریہ، مرجیہ اور مجسمہ فرقوں کے نظریات (اسی طرح شیعہ، وہابیہ اور منکرینِ حدیث کے نظریات) اور ان لوگوں کا رد کرنا بدعت واجبہ میں داخل ہے۔

اور بدعتِ مستحبہ کی بعض مثالیں یہ ہیں: علم دین کی کتابوں کو تصنیف کرنا، دینی مدارس قائم کرنا، سرائیں بنانا اور ہر وہ اصلاحی اور فلاحی کام جو عہدِ رسالت میں نہیں تھا۔ تراویح کی جماعت، تصوف کی دقیق ابحاث، بدعقیدہ فرقوں سے مناظرے کرنا اور جلسے کرنا (قرآن مجید کے اعراب، مصحف شریف میں سورتوں کے نام، آیات کی تعداد اور رکوعات کا لکھنا، قرآن مجید اور صحیح بخاری کو پاروں میں تقسیم کرنا اور مسجد میں محراب بنانا وغیرہ)

بدعت مکروہہ مساجد کو مزین و آراستہ کرنا مصحف کو سجانا (عصر کے بعد التزام

Marfat.com

سے مصافحہ کرنا، کسی مستحب کے ساتھ واجب اور لازم کا معاملہ کرنا، کسی مستحب کام پر ملامت کرنا)

بدعت مباحہ کی بعض مثالیں یہ ہیں: کھانے پینے اور لباس میں وسعت کو اختیار کرنا، سبز چادریں اوڑھنا، کھلی آستینوں کی قمیص پہننا وغیرہ۔

(شرح مسلم جلد اول، تہذیب الاسماء واللغات جلد اول)

علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی نے فتح الباری شرح بخاری جلد چہارم میں بھی بدعت کی پانچ قسمیں ذکر کی ہیں۔ نیز علامہ ابن عابدین شامی حنفی نے رد المحتار المعروف فتاویٰ شامی جلد اول میں اور علمائے دیوبند کے مشہور عالم شیخ شبیر احمد عثمانی نے فتح الملہم جلد دوم میں اور مشہور نجدی عالم شیخ محمد بن علی شوکانی نے نیل الاوطار جلد سوم میں بدعت کی پانچ قسمیں بیان کی ہیں، اور مشہور غیر مقلد عالم شیخ وحید الزمان نے چار قسمیں لکھی ہیں۔ بدعت مباحہ، بدعت مکروہہ، بدعت حسنہ اور بدعت سیئہ۔ (ہدیۃ المھدی)

البتہ علامہ قرطبی نے الجامع لاحکام القرآن جلد دوم میں بدعت حسنہ اور بدعت سیئہ صرف دو قسمیں بیان کی ہیں۔ (ماخوذ از تفسیر تبیان القرآن جلد اول)

مشکوٰۃ شریف میں یہ حدیث مبارکہ موجود ہے کہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ سَنَّ سنۃ حَسَنَۃ فِی الاسلام الخ یعنی جس نے اسلام میں اچھا طریقہ (نیک کام) ایجاد کیا اس کو خود بھی نیکی کا اجر ملے گا اور اس نیکی پر عمل کرنے والوں کا اجر بھی ملے گا۔ ومن سن سنۃ سیئۃ اور جس نے برا طریقہ (برا کام) ایجاد کیا اس کو اپنی برائی کا بھی گناہ ہوگا اور اس پر عمل کرنے والوں کا بھی گناہ ہوگا۔

اس حدیث میں لفظِ سنت کا معنیٰ طریقہ ہے۔ (اشعۃ اللمعات) کیونکہ سنت نبوی صرف حسنہ ہوتی ہے جبکہ یہاں مذکورہ بالا حدیث میں سنت سیئہ کا ذکر بھی ہے۔ بہر حال اس حدیث مبارکہ سے بدعت کی دو قسمیں بدعتِ حسنہ اور بدعتِ سیئہ ثابت ہوگئی ہیں چونکہ بدعتِ حسنہ میں بدعتِ واجبہ، بدعتِ مستحبہ اور بدعتِ مباحہ داخل ہیں اور بدعتِ سیئہ میں بدعتِ محرمہ اور بدعتِ مکروہہ داخل ہیں۔ لہٰذا کل اقسام پانچ بنیں۔

Marfat.com

برکات اَلْبَدِیْعُ جل جلالہ

(۱) اگر کوئی شخص اس اسم مبارک یابدیع کو بوقت دعا ستر مرتبہ پڑھے تو دعا قبول ہوگی۔

(۲) جس شخص سے اس کی کوئی محبوب چیز چھین لی گئی یا کسی مشکل امر میں سرگشتہ ہو یا کسی معاملہ میں پریشان ہو یا کوئی افسر اور حاکم اپنے عہدے سے معزول کردیا گیا ہو تو غسل کر کے پاک لباس پہنے اور رزق حلال سے صدقہ دے اور صدقہ کرنے کے بعد دو رکعت نماز نفل ادا کرے اور ستر مرتبہ یابدیع السموت و الارض یاقاضی الحاجات اور ایک ہزار مرتبہ یابدیع پڑھے ان شاء اللہ العزیز مقصد میں کامیاب ہوگا۔

(تنویر الاسماء، شمع شبستانِ رضا)

(۳) اگر کوئی شخص ہر نماز کے بعد سات سو مرتبہ یابدیع کا پڑھنا معمول بنا لے تو ان شاء اللہ تعالیٰ کشفِ قلوب اور تصرف قلوب کا مقام پالے۔

(ماخوذ اسمائے حسنیٰ کی برکات)

(۹۶) اَلْبَاقِیْ جل جلالہ کی تشریح

باقی بقاء سے بنا ہے۔ جس کا معنیٰ ہے کہ باقی رہنا، ثابت رہنا، قائم رہنا، ہمیشہ رہنا، اٹل ہونا۔ بقا، فنا کی ضد ہے اس لئے باقی کا معنیٰ ہوا ہمیشہ قائم و دائم رہنے والا اور ثابت و باقی رہنے والا، نہ مٹنے والا اور اٹل ذات۔ چونکہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیشہ سے قائم و دائم ہے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے قائم و دائم رہے گا، وہ نہ مٹنے والی اٹل ذاتِ بابرکات ہے اور وہی باقی ہے، باقی رہے گا، وہی ثابت ہے اور ثابت رہے گا اور اس کے علاوہ دیگر ہر چیز فنا ہو جائے گی، مٹ جائے گی مگر وہ نہ مٹا ہے اور نہ مٹے گا۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

Marfat.com

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ (الرحمٰن:۲۶-۲۷)

زمین پر رہنے والی ہر چیز فنا ہونے والی ہے اور (صرف) تمہارے رب کی ذات باقی رہے گی جو عظمت و بزرگی والی ہے۔

اس آیت کریمہ سے واضح ہو گیا کہ زمین کی تمام مخلوق فنا ہونے والی ہے۔ ایک دن آئے گا کہ اس پر کچھ نہیں رہے گا ہر جاندار کو موت آ جائے گی' اسی طرح آسمانوں میں رہنے والے تمام کے تمام موت کا مزہ چکھیں گے' صرف خدا کی ذاتِ اقدس باقی رہ جائے گی جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی جو موت وفوت سے پاک ہے۔ غرضیکہ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ بابرکات کے سوا ہر چیز ہلاک ہو گی خواہ ایک لمحہ کے لئے ہلاک ہو جائے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ (القصص:۸۸)

ہر چیز فنا ہونے والی ہے سوا اس کی ذات کے۔

اس آیت مبارکہ کا مطلب ہے کہ ہر شے وہ انسان ہو یا حیوان' جن ہو یا شیطان' فرشتے ہوں یا حوریں' جنت ہو یا دوزخ اور عرش ہو یا کرسی وغیرہ۔ غرضیکہ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے۔ اگرچہ بعض اشیاء کی موت ایک لحظہ ہی سہی البتہ وہ نیک اعمال جو صرف رضائے الٰہی کے لئے ہوں گے' وہ قائم رہیں گے۔ جیسا کہ حضرت ابوالعالیہ نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ کے سوا ہر شے فانی ہے' سوا اس کے جو اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا اعمال سے۔

(ماخوذ از تفسیر روح البیان الجزء العشرون)

چنانچہ قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ موجود ہے کہ:

وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا (الکہف:۴۶)

(درحقیقت) باقی رہنے والی نیکیاں بہتر ہیں تیرے رب کے ہاں ثواب کے اعتبار سے اور بہتر ہیں جن سے امید وابستہ کی جاتی ہے۔

وہ نیک اعمال جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے کئے جائیں وہ حی وقیوم سے وابستہ ہونے کی وجہ سے بقاء ودوام کی صفت سے متصف ہو جاتے ہیں۔ حضرت سیدنا علی

Marfat.com

مرتضٰی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ المال والبنون حرث الدنیا والاعمال الصالحات حرث الاخرۃ وقد یجمعھما اللہ تعالی لاقوام یعنی مال واولاد دنیا کی کھیتی ہے اور نیک اعمال آخرت کی کھیتی ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے کبھی بعض قوموں کو دونوں چیزیں عطا فرما دیتا ہے۔ (تفسیر ضیاء القرآن جلد سوم)

مَا عِنۡدَکُمۡ یَنۡفَدُ وَمَا عِنۡدَ اللّٰہِ بَاقٍ (النحل:۹۶) جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جائے گا اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ ہمیشہ رہنے والا ہے۔

اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کا تمام ساز وسامان' مال ودولت' زر وجواہر یہ سب فنا ہو کر ختم ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ کا خزانۂ رحمت اور آخرت کا اجر وثواب ہمیشہ رہے گا۔ (ماخوذ از خزائن العرفان)

برکات اَلۡبَاقِیۡ جل جلالہ

(۱) اسی اسم کی برکت تھی کہ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو جب پہلوانی کرتے تھے تو کسی نے بھی آپ کو چت نہیں کیا تھا' اور اسی اسم کی تلاوت کی برکت سے آپ منصب ولایت سے سرفراز فرمائے گئے تھے۔ شیخ بونی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس اسم کا ذاکر کبھی بیمار نہیں ہوا گر بادشاہ ذکر کرے تو ملک پر زوال نہ آئے۔

(۲) شیخ عبدالمجید مغربی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص یہ اسم یـاـبـاقـی ہر رات ایک سو مرتبہ اور جمعتہ المبارک کی شب ایک ہزار مرتبہ پڑھتا رہے تو مستجاب الدعوات ہو جائے۔ (شمع شبستانِ رضا)

(۳) اگر کوئی شخص ایک وقت مقرر کر کے روزانہ ایک سو مرتبہ پڑھا کرے تو اس کے دشمن مطیع ہو جائیں۔ (اسمائے حسنیٰ کی برکات)

(۴) حصولِ مقصد کے لئے مغرب کی نماز کے بعد اول آخر گیارہ مرتبہ درود شریف کے ساتھ سو دفعہ یاباقی انت الباقی پڑھ کر دعا مانگنا چاہیے۔

(فضائل الاسماء الحسنٰی)

Marfat.com

(۹۷) اَلْوَارِثُ جل جلالہ کی تشریح

علامہ شیخ اسماعیل حقی حنفی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر روح البیان میں لکھتے ہیں کہ وارث کا معنیٰ ہے باقی، اور میت کے وارث کو بھی اس معنیٰ پر وارث کہا جاتا ہے کیونکہ وہ اپنے مورث کے مرنے کے بعد باقی رہتا ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاِنَّا لَنَحْنُ نُحْیٖ وَنُمِیْتُ وَنَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ (الحجر:۲۳)

اور بے شک البتہ ہم ہی زندہ کرتے ہیں اور ہم ہی موت طاری کرتے ہیں اور ہم ہی وارث ہیں۔

اب اس آیت مبارکہ کا معنیٰ یہ ہوا کہ ہم ہی تمام مخلوق کے فنا ہو جانے کے بعد باقی رہیں گے اور تمام مجازی مالکوں کے مرنے کے بعد ہم ہی ہر شے کے واحد مالک ہیں۔ لہٰذا اول آخر ہر طرح کے مالک صرف ہم ہیں کیونکہ تمام مخلوق کے فنا ہو جانے کے بعد کسی کو کسی شے پر تصرف کا حق نہیں ہوگا۔

علامہ آلوسی نے تفسیر روح المعانی میں، امام رازی نے تفسیر کبیر میں، علامہ خازن نے تفسیر خازن میں اور صدر الافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی نے تفسیر خزائن العرفان میں وارث کی یہی تفسیر بیان کی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ بَطِرَتْ مَعِيْشَتَهَا فَتِلْكَ مَسٰكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِّنْۢ بَعْدِهِمْ اِلَّا قَلِيْلًا وَكُنَّا نَحْنُ الْوٰرِثِيْنَ (القصص:۵۸)

اور کتنے شہر ہم نے ہلاک کر دیئے جو اپنے عیش پر اترا گئے تھے تو یہ ہیں ان کے مکان کہ ان کے بعد ان میں سکونت نہ ہوئی مگر کم اور ہم ہی وارث ہیں۔

اس آیت کریمہ میں بھی واضح کر دیا گیا ہے کہ گذشتہ سرکش و نافرمان اور مغرور قوموں کی ہلاکت و بربادی کے بعد ان کے مکانات و محلات پر ہمارا قبضہ ہے، اس لئے کہ ان کے تباہ و برباد ہو جانے کے بعد ان کا کوئی ایسا جانشین نہیں رہا تھا جو وہاں ٹھہرتا یا کسی قسم کا تصرف کرتا بلکہ ان کے وارث ہم ہیں کیونکہ ہمیں بقائے دائمی حاصل ہے۔ لہٰذا سب کے مالک اور وارث ہم ہیں کیونکہ فنائے کلی کے بعد صرف ہم باقی ہیں۔ (روح البیان)

Marfat.com

برکات اَلْوَارِثُ جل جلالہ

(۱) اس اسم پاک کی برکت سے اس کا ذاکر اپنی قوم میں سردار و معظم ہو، صاحبِ اولاد ہو، اموال میں برکت ہو، روزی فراخ ہو۔ شیخ بونی علیہ الرحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ وسعت رزق کے لئے کم از کم سو مرتبہ یا وارث کی تلاوت مفید ہے۔ اور اگر کوئی شخص اس اسم کے دریائے وسعتِ معانی میں غرق ہو کر یعنی صاحبِ حال ہو کر پڑھے تو قبیلہ کی سرداری حاصل ہو، اولاد میں کثرت اور اموال میں برکت ہو۔ (شمع شبستانِ رضا، تنویر الاسماء)

(۲) درمیان مغرب و عشا کے ہزار مرتبہ پڑھے تو حیرت و پریشانی دفع ہو۔

(۳) جو شخص اس اسم کو طلوعِ آفتاب کے وقت ایک سو بار پڑھے تو اسے کوئی تکلیف اور رنج و غم نہ پہنچے اور اس کی مداومت کرنے والا (یعنی ہمیشہ پڑھنے والا) اپنے ہم عصروں سے فائق ہو۔

(۴) ہر مہینہ کے شروع چاند میں ایک مجلس میں بیٹھ کر اکتالیس ہزار مرتبہ اس نام کا پڑھنا خدا کے فضل و کرم سے عمر کو دراز کرتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس کا عامل سارے خاندان میں اپنے سارے ہم عمروں میں بڑی عمر والا ہوگا۔ (فضائل الاسماء الحسنیٰ)

(۹۸) اَلرَّشِیْدُ جل جلالہ کی تشریح

رشید رشد سے بنا ہے جس کا معنیٰ ہے کسی کو ہدایت کرنا، سیدھے راستے پر کسی کو چلانا، راہِ راست دکھانا۔ اللہ تعالیٰ ہی سب کو ہدایت دیتا ہے، وہی سب کا ھادی ہے۔

چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے:

اِنَّا ھَدَیْنٰہُ السَّبِیْلَ اِمَّا شَاکِرًا وَّ اِمَّا کَفُوْرًا (الدھر:۳)

بے شک ہم نے اسے (یعنی انسان کو اپنا) راستہ دکھا دیا ہے اب چاہے شکر گزار بنے چاہے احسان فراموش بنے۔

Marfat.com

یعنی عقلی دلائل قائم فرما کر، انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام بھیج کر اور کتابیں نازل فرما کر اپنے تک پہنچنے کا راستہ دکھا دیا۔ ہمارا کام تھا رشد و ہدایت کرنا سو وہ ہم نے عقلی و نقلی دلائل دے کر پورا کر دیا۔ اب انسان چاہے شکر گزار بن کر مومنِ سعید بنے یا چاہے احسان فراموش اور ناشکرا بن کر کافرِ شقی بنے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ راشد و رشید اور ھادی ہے کیونکہ وہی رشد و ہدایت عطا کرتا ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ (الانبیاء:۵۱)

اور بے شک ہم نے ابراہیم کو پہلے ہی سے اس کی نیک راہ عطا کر دی اور ہم اس سے خبردار تھے۔

ہم نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بلوغ تک پہنچنے سے پہلے بچپن ہی میں رشد و ہدایت اور نبوت و رسالت عطا کر دی تھی۔ لہٰذا آپ مادر زاد موحد و مومن اور متقی نبی تھے اور ہم جانتے تھے کہ آپ ہدایت و نبوت کے اہل ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ رشید ہے کیونکہ اس نے انبیائے کرام علیہم السلام کو رشد و ہدایت عطا فرما کر دنیا میں بھیجا، ہر پیغمبر ہدایت یافتہ اور ھادی بن کر دنیا میں مبعوث کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب کے دلوں میں ایمان کو مزین و آراستہ فرما کر اور انہیں کفر و نفاق اور فسق و فجور سے بچا کر راشد و ھادی بنایا اور خود ہی ان کی شان میں فرمایا:

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۝ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ (الحجرات:۷-۸)

اور لیکن اللہ نے تمہیں ایمان پیارا کر دیا ہے اور اسے تمہارے دلوں میں آراستہ کر دیا اور کفر اور حکم عدولی اور نافرمانی تمہیں ناگوار کر دی یہی لوگ نیک راہ پر ہیں اللہ کے فضل اور احسان سے اور اللہ خوب جاننے والا بڑا دانا ہے۔

اللہ تعالیٰ رشید ہے کیونکہ اس کے تمام اقوال و افعال رشد و ہدایت پر مبنی ہیں۔ اللہ تعالیٰ رشید ہے اور وہی رشد و ہدایت کے طلب گاروں کی رہنمائی فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ رشید ہے کہ اس کے جملہ احکام و اوامر اور سنن و ہدایات میں تمام بنو آدم کے حق میں صلاح و صواب اور ارشاد و سداد پائی جاتی ہے کیونکہ اس کا کوئی حکم رشد و ہدایت اور اصلاح و صواب سے خالی نہیں۔

Marfat.com

برکات اَلرَّشِیْدُ جل جلالہ

(۱) اس اسم کا عامل کسی قوم کا لیڈر ہو یا رہنما ہو اس کے مشورے اور اس کے حکم کی تعمیل سے وہ قوم یا قبیلہ سرفراز ہو اور ترقی کی منازل پر گامزن ہو۔ علو مرتبت، عظمت وشہرت کا چرچا ہو۔ حضرت امام علی رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو اس اسم یا رشید کا ورد کرے اس کے تمام امور نہایت سہولت اور حسن وخوبی سے انجام پائیں۔

(۲) حضرت شیخ احمد بزرگ فرماتے ہیں کہ بعد نمازِ صبح اور بعد نمازِ مغرب کھڑے ہو کر ایک ہزار مرتبہ یا رشید پڑھے تو تمام مہمات ومشکلات کے حل میں کامیابی نصیب ہو، اور اگر استخارہ کی نیت سے پڑھے تو ہر کام کا انجام اور نفع وضرر کا حال عالمِ خواب یا عالمِ بیداری میں معلوم ہو۔ (شمع شبستانِ رضا)

(۳) اگر کوئی شخص صبح کی نماز کے بعد ایک سو مرتبہ اور عشاء کی نماز کے بعد ایک سو مرتبہ یا رشید ہمیشہ پڑھا کرے گا تو اس کے رات دن کے اعمال حق تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے قبول فرمائے گا اور اس شخص کو مقربین کا مرتبہ نصیب ہوگا۔

(فضائل الاسماء الحسنٰی)

(۹۹) اَلصَّبُوْرُ جل جلالہ کی تشریح

''صبور'' صبر سے ماخوذ ہے۔ جس کا معنیٰ ہے تحمل، برداشت کرنا، بردبار ہونا، ضامن بننا اور اپنے آپ کو روکنا۔

چونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی گستاخیوں اور نافرمانیوں کو برداشت کرتا ہے اور تحمل وبردباری سے کام لیتا ہے اور منتقم ہونے کے باوجود انتقام لینے میں جلدی نہیں کرتا اور قہار وجبار ہونے کے باوجود فوراً مواخذہ نہیں کرتا اور نہ گناہ کرتے وقت فوراً گرفت کرتا ہے بلکہ مہلت دیتا ہے تاکہ گناہگار بندے توبہ کر کے نیکی کی طرف رجوع کریں اس لئے اللہ

Marfat.com

تعالیٰ کا نام صبور بھی ہے' یعنی بندوں کی غلط کاریوں پر صبر کرنے والا اور ان کی گستاخیوں اور بے ادبیوں کو برداشت کرنے والا اور ان پر بہت صبر کرنے والا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سب سے بڑھ کر حلیم' متحمل' بردبار' صبر کرنے والا اور برداشت کرنے والا ہے کیونکہ خالق و مالک اور قادر و قدیر ہو کر اور ایک لمحہ میں پوری کائنات کو درہم برہم کر سکنے والا ہو کر پھر بھی بندوں کی غلط کاریوں' نافرمانیوں اور گناہوں پر صبر کرتا ہے اور فوراً گرفت نہیں فرماتا بلکہ سنبھلنے اور سنورنے کا موقع دیتا ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا احدا صبر علی اذی سمعه من الله عزوجل انه لیشرک به ویجعل له الولد ثم یعافیه ویرزقهم

اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر اذیت ناک اور دکھ دینے والی بات سن کر صبر کرنے والا کوئی نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ غیروں کو شریک ٹھہرایا جاتا ہے اور اس کے لئے بیٹا قرار دیا جاتا ہے اس کے باوجود پھر بھی وہ مشرکوں کو (دنیا میں) عافیت دیتا ہے اور ان سے درگزر کرتا ہے۔ (فوراً انتقام نہیں لیتا) اور انہیں برابر رزق دیتا رہتا ہے۔

اس حدیث نبوی سے واضح ہو گیا کہ اگرچہ کفر و شرک ناقابلِ معافی جرم ہے اور تمام جرائم سے بڑھ کر جرم ہے اور سب سے بڑا گناہ ہے مگر اللہ تعالیٰ اس قدر زبردست صابر و متحمل ہے کہ اسے برداشت کرتا ہے اور ان کا رزق بند نہیں کرتا بلکہ ان سے درگزر فرماتا ہے۔ تاکہ اس کے یہ نادان بندے کفر و شرک سے توبہ کر کے مومن و موحد بن جائیں۔ نیز صبر کا معنیٰ ضامن بھی ہے اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے ایماندار اور نیکوکار بندوں سے جنت کا وعدہ فرما رکھا ہے اس لئے وہ اپنے فضل و کرم سے جنت اور دیگر اخروی انعامات دینے کا ضامن ہے' کیونکہ وہ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے:

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ (التوبہ:111)

بے شک اللہ نے مسلمانوں سے ان کے مال اور جان خرید لئے ہیں اس بدلے پر کہ ان کے لئے جنت ہے۔

Marfat.com

صبر کا ایک معنیٰ اپنے آپ کو روکنا ہے چونکہ اللہ تعالیٰ قدرت واختیار رکھنے کے باوجود نافرمانوں سے فوراً انتقام نہیں لیتا اور ان کو سزا دینے میں جلدی نہیں کرتا بلکہ ان کو مہلت دیتا ہے تاکہ توبہ کرلیں، اور ان کو سزا دینے سے اپنے آپ کو روکے رکھتا ہے اس لئے وہ صبور بمعنیٰ انتقام ومواخذہ اور عذاب وسزا دینے سے رکنے والا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے جلد عذاب نہ دینے کی وجہ قرآن مجید میں یوں بیان فرمائی ہے:

رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ (النساء:۱۶۵)

رسولوں کو خوشخبری دینے اور ڈرسنانے کے لئے (ہم نے بھیجا ہے) تاکہ رسولوں کے بعد اللہ کے ہاں لوگوں کا عذر نہ رہے۔

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا (بنی اسرائیل:۱۵)

اور ہم (جلد) عذاب کرنے والے نہیں جب تک رسول نہ بھیج لیں۔

وَلَوْ اَنَّآ اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰى (طٰہٰ:۱۳۴)

اور اگر ہم انہیں کسی عذاب سے ہلاک کر دیتے رسولوں کے آنے سے پہلے تو وہ ضرور کہتے اے ہمارے رب تو نے ہماری طرف کوئی رسول کیوں نہ بھیجا کہ ہم تیری آیتوں پر چلتے اس سے پہلے کہ ہم ذلیل ورسوا ہوتے۔

واضح رہے کہ ان آیات مبارکہ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کثیر تعداد میں مختلف علاقوں اور مختلف وقتوں میں اس لئے نبی اور رسول بھیجے تاکہ وہ لوگوں کو کفر وشرک اور بداعمالیوں سے روکیں اور انہیں اس رویے پر خدا کے عذاب سے ڈرائیں اور انہیں اسلام قبول کرنے اور نیک اعمال کرنے پر جنت کی خوشخبری سنائیں، تاکہ قیامت کے دن لوگوں کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ اگر ہمارے پاس رسول تشریف لاتے تو ہم مومن وموحد ہوتے اور نیک وپرہیزگار ہوتے۔ ان آیات سے واضح ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ انسانوں کی غلط کاریوں پر فوراً عذاب نہیں بھیجتا اور نہ انہیں جلد ہلاک کر دیتا ہے بلکہ پہلے انبیاء ورسل بھیجتا رہا ہے اور کتابیں نازل کرتا رہا ہے تاکہ ان پر حق واضح ہو جائے اور قیامت کے دن یہ نہ کہہ سکیں کہ ہمیں عذاب کیوں دیا جا رہا ہے۔

Marfat.com

برکات الصبور جل جلالہ

(۱) اس اسم پاک یـاصبور کے ذکر سے سختیوں پر صبر حاصل ہوتا ہے اور اس اسم مبارک کا ذاکر کوئی سخت کام کرنے سے عاجز نہیں ہوتا۔ اگر کسی عظیم صدمے' اولاد یا کسی عزیز ومحبوب کے انتقال کی وجہ سے دماغ میں خلل' حافظہ کی خرابی وغیرہ جیسے امور لاحق ہوجائیں تو اس اسم پاک کے نقش کو دھو کر پلائیں۔ (تنویر الاسماء)

(۲) اگر کسی رنج وغم اور درد ومشقت کے موقع پر اور خوف ودہشت کے وقت یا دشمنان وحاسدان کی زبان اپنی بدگوئی سے بند کرنا اور روکنا ہو تو ایک ہزار تین بار پڑھے۔ (الظفر الجلیل)

(۳) جو شخص کسی بھی طرح کی مصیبت میں مبتلا ہوجائے تو وہ ایک ہزار بیس مرتبہ اس اسم مبارک یـاصبور کو پڑھے' انشاء اللہ تعالیٰ اس سے نجات پائے گا اور اطمینانِ قلب نصیب ہوگا۔ (شرح الاسماء الحسنیٰ)

اللھم تقبل منی ھذا الکتاب المستطاب واجعلہ نافعا للمسلمین والمسلمات و سببا لسعادۃ الدارین فی الحیات وبعد الممات انک مجیب الدعوات

الحمدللہ آج مؤرخہ ۹۹-۹-۱۸ کو یہ کتاب مکمل ہوئی۔ آخر میں اہلِ علم حضرات سے عرض ہے کہ مجھے اپنی کم علمی اور کم مائیگی کا مکمل احساس ہے۔ لہٰذا آپ سے گزارش ہے کہ اس کتاب میں جہاں کہیں کوتاہی یا غلطی محسوس فرمائیں' ناشر کتاب کے ذریعے مجھے آگاہ فرمائیں تاکہ اگلے ایڈیشن میں تصحیح کرلی جائے۔

احقر العباد محمد واحد بخش غوثوی مہاروی عفی عنہ

Marfat.com

Marfat.com

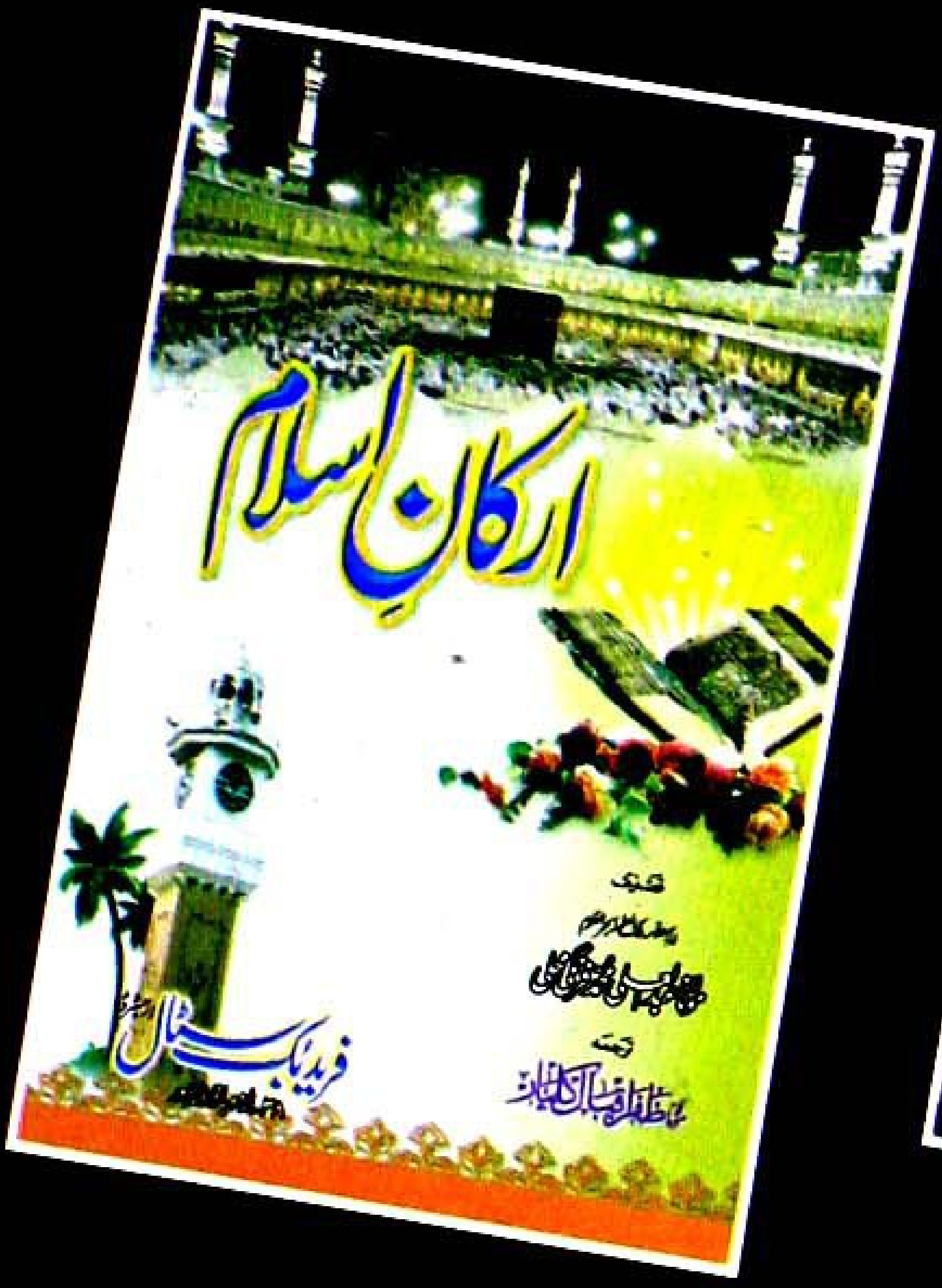

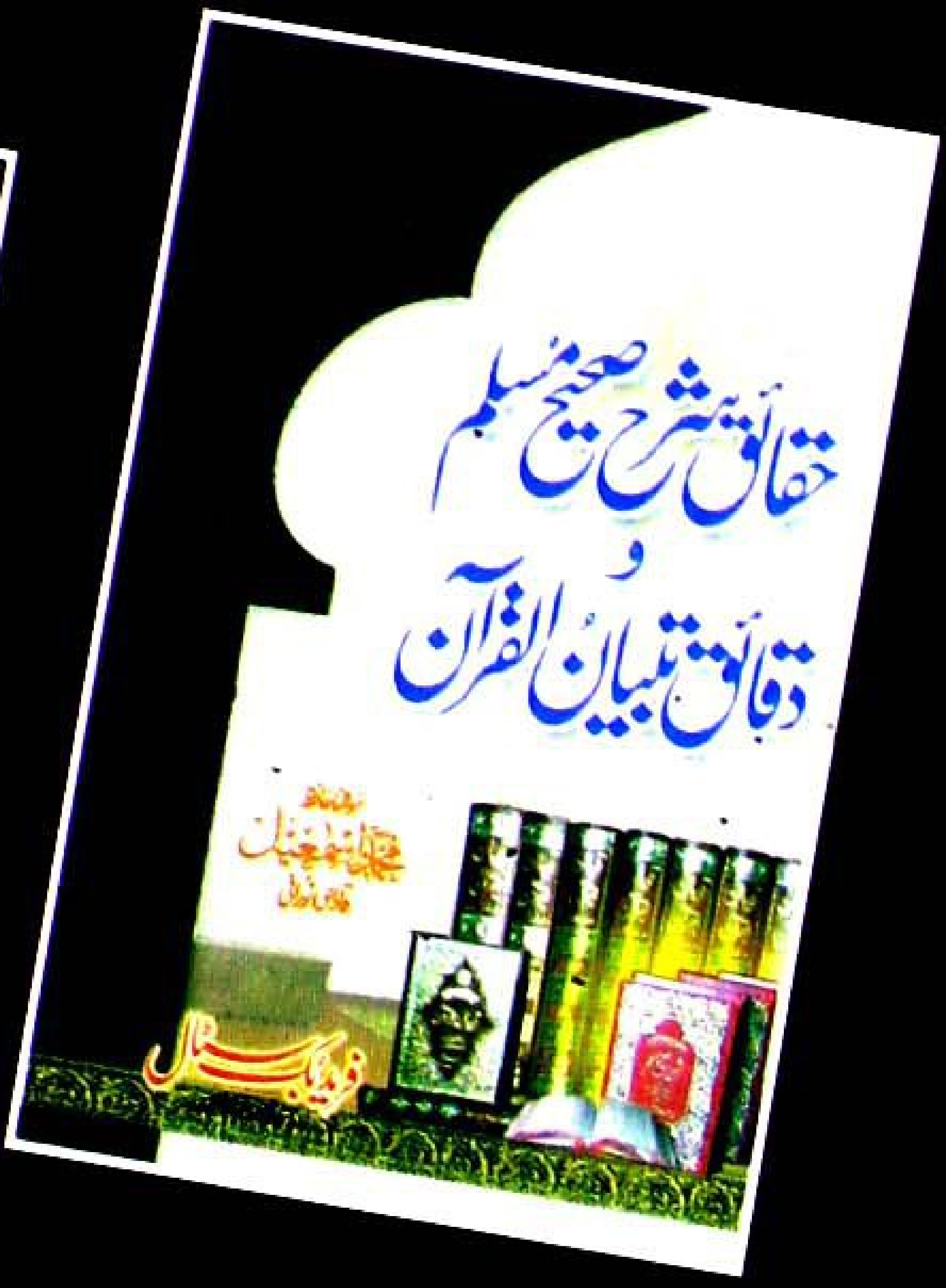

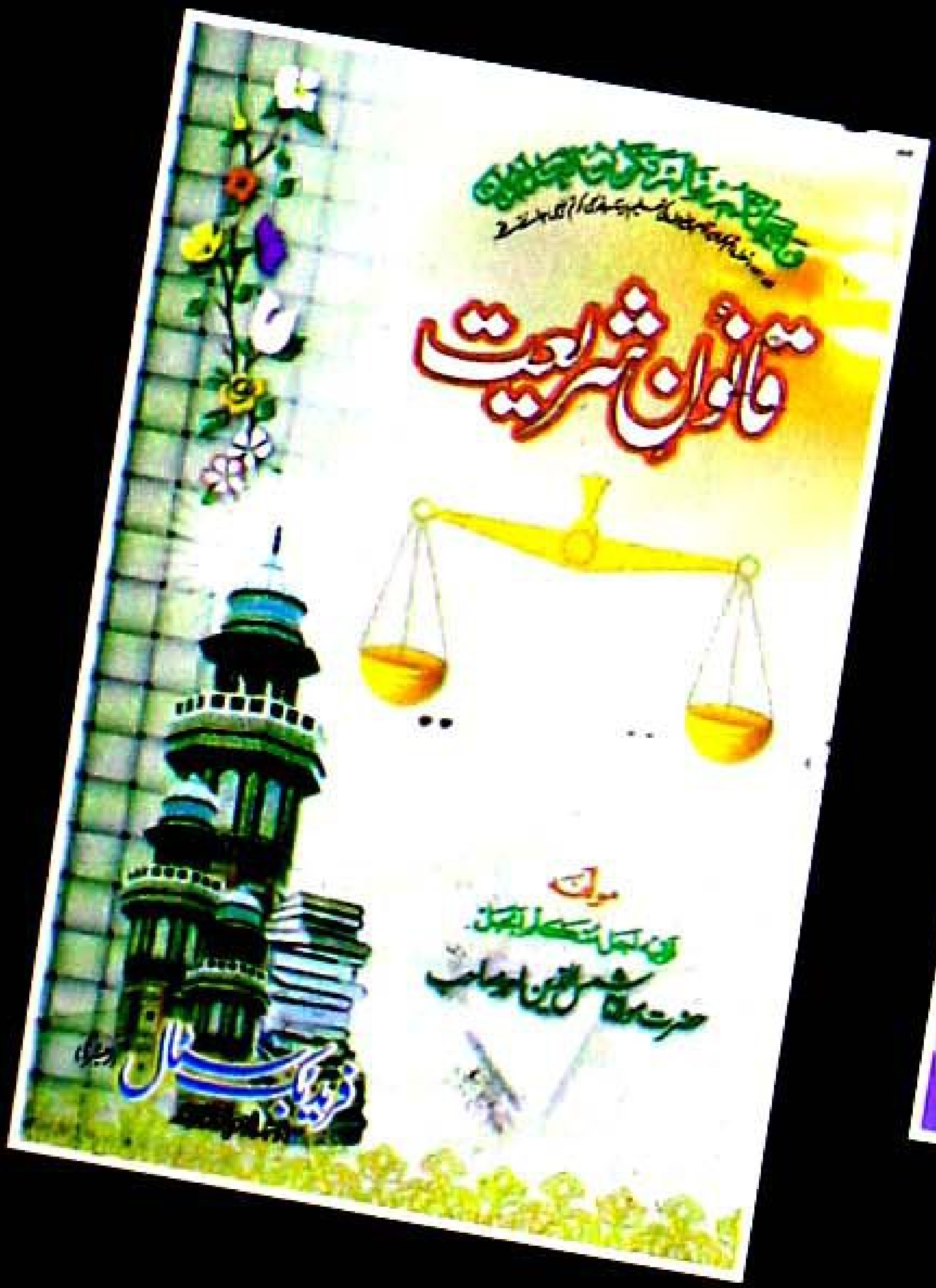

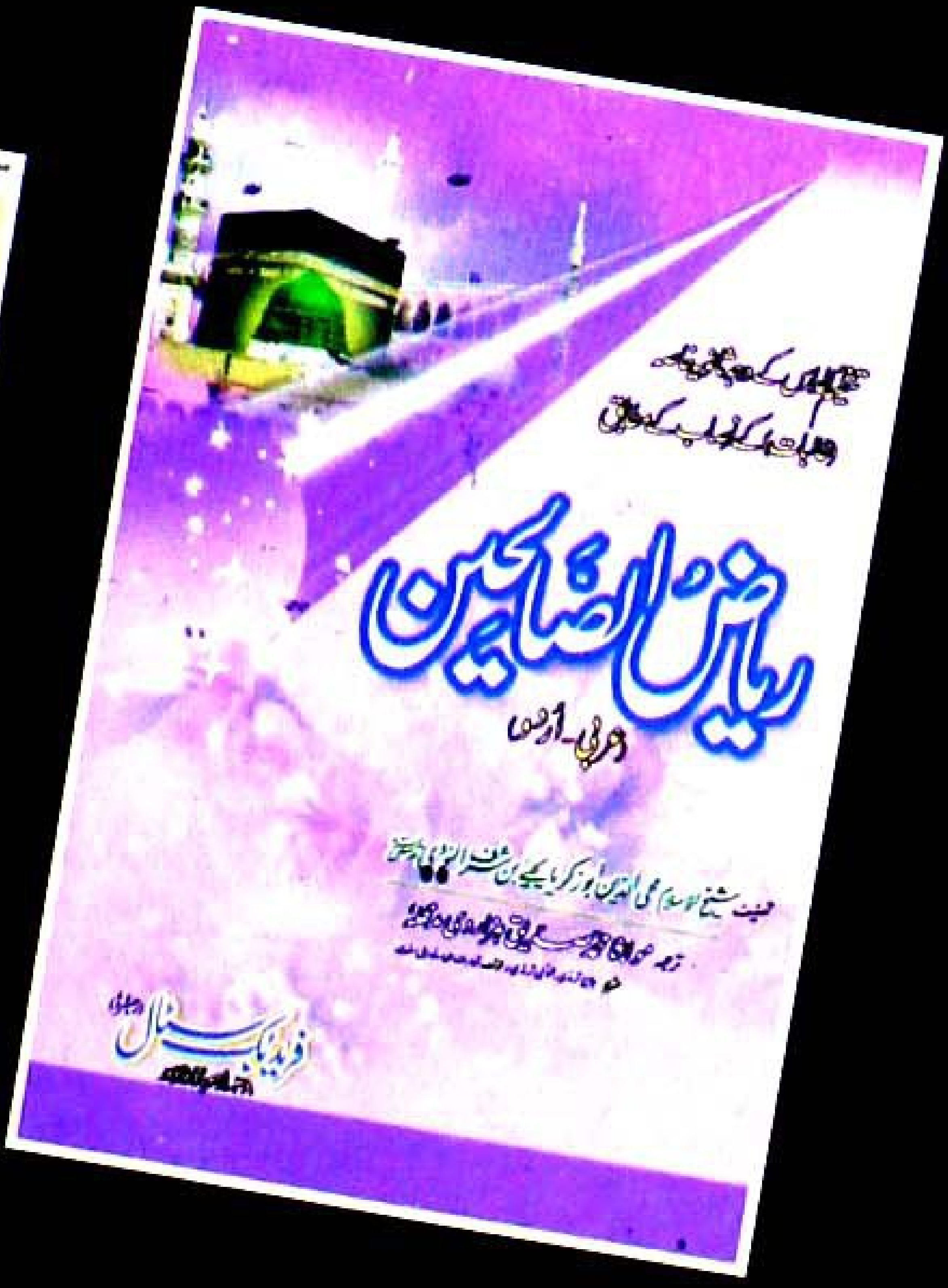

فرید بُک سٹال
۳۸۔ اُردو بازار لاہور
E-mail:info@faridbookstall.com
Web Site: www.faridbookstall.com

Marfat.com